شجر

از کنراڈ رکٹر

ہوم لائبریری پبلیکیشنز اُردو بازار
لاہور

قیمت دو روپے

سید احمد شاہ پرنٹر پبلشر نے
انشا پریس اُردو بازار لاہور
میں چھپوا کر شائع کیا

پیش لفظ

"شجر" کے مصنف کنراڈ رکٹر امریکہ کی ریاست پنسلوانیا کے باشندے ہیں۔ ان کے باپ ایک پروٹسٹنٹ پادری تھے۔ پادری کے بیٹے نے اسی ریاست میں تعلیم پائی اور ہائی اسکول کا امتحان پاس کرنے کے بعد کئی مختلف کام کیے، کبھی اوزار ساز کارخانے میں، کبھی کوئلے کی کان میں جہاں اس کو کوئلہ توڑنا پڑتا تھا اور کبھی قصبے کے بینک میں۔ انہوں نے ایک کھیت پر بھی کام کیا اور چوب عمارتی کا اپنا ذاتی کاروبار شروع کیا۔ لیکن آخرکار وہ صحافت میں داخل ہو گئے اور ایک رپورٹر بن گئے۔ سب سے پہلے وہ جس اخبار کے ادارے سے متسلک ہوئے وہ جانس ٹاؤن، پنسلوانیا کا ایک اخبار تھا۔ اس کے بعد وہ پٹس برگ، پنسلوانیا کے ایک دوسرے اخبار میں چلے گئے۔ ان مختلف النوع ملازمتوں میں کئی سال کا تجربہ حاصل کرنے کے بعد مسٹر رکٹر نے اپنا زیادہ تر وقت تصنیف و تالیف میں

صرف کرنا شروع کیا۔

"شجر" ان کی ایک ہی موضوع پر لکھی ہوئی تین کتابوں میں پہلی کتاب ہے۔ دوسری کتابوں کے نام ہیں "کھیت" اور "شہر"۔ ریاست ہائے متحدہ امریکہ میں ان کتابوں کو بہت سراہا گیا ہے۔ اور انہیں بڑی مقبولیت حاصل ہوئی ہے۔

مسٹر رکٹر اپنی عمر کی ۷۲ بہاریں دیکھ چکے ہیں۔ سال کا کچھ حصّہ وہ اپنی آبائی ریاست پنسلوانیا میں گزارتے ہیں اور کچھ حصّہ ریاست نیو میکسکو میں۔

"شجر" میں مسٹر رکٹر نے شمالی اور وسطی پنسلوانیا کے پہاڑی علاقوں کے لوگوں کی ابتدائی زمانے کی بات چیت اور طرز تکلم کو بڑی دیانتداری کے ساتھ جوں کا توں پیش کیا ہے۔ اگر یہ صحیح ہے کہ ادب ایک آئینہ کے مماثل ہے جسمیں ہم کسی دور کی زندگی کا عکس دیکھ سکتے ہیں تو زیر نظر کتاب ہمیں نہ صرف ریاست پنسلوانیا کے ان ابتدائی آبادکاروں کی طرز معاشرت، رہن سہن اور عادات و اطوار سے متعارف کراتی ہے بلکہ ان کی سادہ اور دلکش زندگی کا ایک گہرا نقش بھی قاری کے دل پر چھوڑتی ہے، جو ایک نئی دنیا میں ہزاروں امیدوں اور تمناؤں کو نہاں خانۂ دل میں لئے بحر اطلانٹک کی طوفانی لہروں سے مقابلہ کر کے امریکہ پہنچے اور جن کے عزم مصمم اور عمل پیہم نے ایک ایسی نئی قوم کی داغ بیل ڈالی جو آج علم و فن، صنعت و حرفت اور تہذیب و تمدن کے لحاظ سے دنیا کی سب سے بڑی قوم بن چکی ہے اس کتاب میں اس قوم کے ابتدائی معاشرتی حالات پر روشنی ڈالی گئی ہے۔

(مترجم)

نظارہ

وہ جھومتے جھولتے جا رہے تھے۔ یہ کنبہ یوں جنگل میں چلا جارہا تھا جیسے لوگ سمندر عبور کرتے ہوں۔ دوپہر کے وقت جنگل میں پھیلی ہوئی پھیکی پھیکی دھوپ میں بھونڈی صورت والے باپ کا کبڑا پن نظر آ رہا تھا لیکن یہ کبڑا پا نہیں تھا بلکہ پیٹھ پر لدی ہوئی گٹھڑی کا اُبھار تھا اس گٹھڑی میں بندوق کے نیچے ایک برماسنگ فساں سیسے کی ایک سلاخ اور بارود تھی اسی میں لوہار کے اوزار اور سرخ ہنڈیوں کے کھانے کی تھیلی تھی۔ یہ سب چیزیں زرد رنگ کے دو کمبلوں میں لپٹی ہوئی تھیں۔ سیورڈ دو کیتلیاں اُٹھائے ہوئے تھی۔ ان میں ایک کیتلی بڑی تھی اور ایک چھوٹی۔ یہ کیتلیاں دوسری چھوٹی چھوٹی چیزوں کے ساتھ بندھی ہوئی تھیں۔ جینی نے اپنے گورے کندھوں سے چمڑے کے تسموں کے ساتھ توشکیں باندھ رکھی تھیں۔ اور البنشا نے ہرن کی ایک ٹانگ اُٹھا رکھی تھی۔ چھوٹے سے بچے بھی بساط بھر بوجھ اُٹھائے ہوئے تھے۔

وائٹ اور سوئی کے پاس بھی گولیاں بنانے کا سانچہ، کلہاڑی اور کپڑے تھے۔ ہاں، ان کی ماں جیری لوکیٹ کے پاس بوجھ نہیں تھا کیونکہ اسے ہلکے ہلکے بخار نے نڈھال کر رکھا تھا۔ وہ صرف لبادہ اٹھائے اٹھائے بڑی دقّت سے گھسٹتی جا رہی تھی۔ لبادہ دائیں کاندھے پر سے مرمت شدہ تھا۔

شکار ناپید ہونے کی وجہ سے لوکیٹ کے کنبے کو پنسلوانیا کو چھوڑنا پڑا۔ کئی مہینے پہلے سے شاہ بلوط کے پتّے تیزی سے گرنے لگ گئے تھے اور ورتھ لوکیٹ نے جان لیا تھا کہ جنگل میں کال پڑنے کو ہے، مہینے بھر سے اسے اس کے آثار نظر آ رہے تھے۔ اس سال شاہ بلوط، بیچ[1] اور ہیزل[2] کے پیڑوں کے جھنڈ جھڑ جھڑا کر ٹھنڈ منڈ بن گئے تھے اور ریچھ یا کبوتر ہی صرف ان پر لپکتے تھے۔ ہرنوں کی گزرگاہیں سنسان پڑی تھیں۔ اسے یاد نہ تھا کہ اس کے سکونت اختیار کرنے کے زمانے سے لے کر آج تک یہ گزرگاہیں کبھی اتنی سنسان ہوئی ہوں۔ اور اب تو یہ حال تھا کہ گلہریاں بھی ترکِ وطن کر رہی تھیں۔

اس نے یقین کے ساتھ کہا کہ جب وہ قدیم منگو کی زہریلی جھاڑیوں

---

[1] Beech: سفیدے کی قسم کا اونچا درخت جس کی چھال چکنی اور پتیاں چمکدار ہوتی ہیں۔

[2] Hazel: ایک جھاڑی جس کے پھل کا مغز کھایا جاتا ہے۔

کے پاس ایک شہتیر پر کھڑا تھا تو اُس نے گلہریوں کو یوں نکلتے دیکھا جیسے پیڑوں میں سے ہوتا ہؤا پانی کا دھارا پن چکی کی سمت لپک کر جا رہا ہو۔ بچّے مُنہ کھولے قصّہ سُن رہے تھے۔ وہ سب کچھ اُتار کر پھینکنے اور یہ تماشا دیکھنے کے لئے تیار تھے لیکن انہیں ہر حال میں مغرب کی طرف جانا تھا۔ انہیں کل کا انتظار دشوار تھا۔

جیری دھیرے سے اخروٹ کے بنے ہوئے جھولے پر آہستہ سے بیٹھ گئی جو گھر ہی میں بنایا گیا تھا اسے پتہ تھا کہ اس کا شوہر یہاں سے چل دینے کے لئے کس بُری طرح بہانہ ڈھونڈ رہا ہے۔ اس کا مُنہ ذرا دوسری طرف کو پھر گیا جیسے اس نے بُری بھلی چیزیں اس میں ٹھونس لی ہوں اور اب انہیں مُنہ کے اندر پیس رہی ہو اس کا مُنہ نرم تھا لیکن موسیل[1] سیپی کی طرح بند ہو سکتا تھا۔

وہ بولی، "کیا تم دریائے اوہیو کو پار کرو گے؟" اس کی نگاہیں خطرناک انداز میں روشن ہوئیں اور شوہر پر پڑیں۔

اس نے اثبات میں سر ہلایا۔ سیورڈ نے دیکھا کہ اس کے باپ کو بھی خبر نہ تھی کہ بڑھیا کیا کہے یا کرے گی۔ وہ عورت ترش رو ہو کر بولتی چلی گئی۔

---

[1] ایک قسم کی سیپ۔

"مَیں تم سے کہہ چکی ہوں کہ اب لوٹ کر وہاں نہ جاؤں گی ۔" اور پھر پوپلے مُنہ سے کہنے لگی ، "جب شکار کے جانور ہی چلے گئے تو وہاں کوئی رہ کر کیا کرے ۔"

چاروں چھوٹے بچّے وہاں سے ہٹے اور معصومیت سے چوبی گھر سے باہر نکل آئے ۔ ایک بار جو نرم دھوپ میں آ گئے تو کود کر زمین پر آ رہے ۔ یوں غل مچاتے اور اپنے جذبات کی رَو میں بہنے لگے جیسے گُچھے دار بالوں والے کتّوں کا غول رات کے شکار کے لئے اپنے غاروں سے نکل آئے ۔

سب سے بڑی سیورڈ تھی ۔ وُہ اُٹھ کر الاؤ پر لٹکی ہوئی ران کے پاس چلی گئی ران کو اُلٹنے پلٹنے اور اس کی نمی اس میں جذب کرنے لگی ۔ جب سے اسے اپنے سب سے کمسن بھائی کی پرورش کا بار اُٹھانا پڑا تھا ، اس نے کبھی اپنے جذبات کو نظر انداز نہیں کیا ۔ سب بچّوں میں اس سے زیادہ پیارا بچّہ کوئی نہ تھا نہ ہی اس نے اس سے پیارا بچّہ کبھی دیکھا تھا اور اب بہن نے ننھے کو چپت رسید کر دئے تھے ، ہاتھ تھک گئے تب باز آئی اُس نے بھی رونے کا نام نہ لیا ۔

کبھی وہ ہنس مکھ ننھی منی بچّی تھی اور اب پندرہ برس کی ایسی جوان لڑکی تھی جو جوانی سے ہمکنار ہونے کے لئے بڑھ رہی ہو اس کی ننگی ننگی

ٹانگوں اور لباس میں شعلے مچل رہے تھے۔ سینے کا اُبھار اور گردن کا تناؤ کسی تکلّف کا محتاج نہ تھا۔ زندگی اس کے بدن میں یوں سکون اور توانائی کے ساتھ رواں دواں تھی جیسے دریا کی آغوش میں رو بہتی ہو۔

اُنھوں نے مستنول والی ناؤ میں بیٹھ کر دریا پار کر لیا۔ ان کے پاؤں جس کیچڑ سے لت پت ہو رہے تھے وہ ان کے وطن پنسلوانیا کی لال لال اور بھوری بھوری مٹی کا خمیر نہیں تھی۔ یہ تو کالی لیدسی تھی۔

نیا علاقہ پہاڑیوں کا سلسلہ تھا۔ جیرؔی بولی کہ یہاں سانس لینے میں وہی مزا ہے جو چھوٹے ہوئے وطن کی پُر لطف پہاڑیوں میں ملتا تھا۔ وطن کی پہاڑیاں تو کتنی پیچھے رہ گئی تھیں۔ اب انھیں بھلانا بہت مشکل تھا۔ شاید جیسا اس نے سوچا تھا یہاں رہنا ویسا بُرا نہ ہو۔ بھلا اپنے آدمیوں میں ایسے بھی کیا زندگی بسر کرنی کہ ان سے میل ملاقات نہ ہو سکے؟

اُنھوں نے ایک اونچی پہاڑی کا دورہ تمام کیا اور لحظہ بھر کے لئے سبورڈ سمجھی کہ اس کا باپ کنبے کو بے جانے بُوجھے مغربی سمندر کی طرف لے آیا ہے۔ سورج غروب ہونے سے پہلے گہرے نیلے پانی کی سطح پر کرنیں نچھاور کر رہا تھا پھر اس کے دیکھتے دیکھتے سب کی نظروں کے سامنے تاریک ویرانی اُفق تک پھیل گئی۔ یہ

درختوں کی پھننگوں کا اتھاہ سمندر تھا جس میں ایک جگہ شگاف آگیا تھا۔ ڈال پات کی چھاؤں میں ایک نامعلوم ندی بہ رہی تھی۔ حد نظر تک یہ گھنا جنگلی سمندر ٹھاٹھیں مار رہا تھا یہاں تک کہ اس کی ہلکے نیلے رنگ کی لہریں دور ـــــ بے حد دُور اُفق سے ٹکرا رہی تھیں۔

ایک خیال کے ساتھ سب رُک گئے اور اِدھر اُدھر نگاہیں دوڑانے لگے۔ ریبورڈ نے ماں کی طرف دیکھا جس کی آنکھیں اس فکر میں تھیں کہ کہیں کوئی آبادی کا نشان ملے یا صاف زمین کا قطعہ نظر آئے۔ لیکن ایسا کہاں تھا اس وسیع ویرانے میں دھوئیں کی ایک لہر تک دکھائی نہ دیتی تھی ڈوبنے والے سورج کی ترچھی کرنیں فضا کو مغموم بنا رہی تھیں اور جب سورج ڈوب گیا تو دُور دُور تک کی پہاڑیوں کے سائے لمبی لمبی اُنگلیاں بن کر اندھیرے میں غائب ہو گئے

اُنھوں نے دُور سے بھیڑیئے کی چیخیں سنیں اور قریب ہی سے تیندوے کی منمناہٹ کی آوازیں آئیں۔

"ورنھ بھولے پن سے بولا، "شکار کی بو آ رہی ہے"

سیورڈ نے بھائی بہنوں کی طرف دیکھا۔ ظاہر تھا کہ اُنھوں نے

جو کچھ دیکھا وہ تو صرف اپنے باپ کے کاندھے پر لدا ہوا کھالوں کا گٹھا تھا جن میں سے کچھ دریائے اوہیو یا سیوٹو کے کنارے پر بیوپاری کے حوالے کی گئی تھیں جہاں انگلستان کے سفید اور سیاہ کمبلوں، ترکی کی سُرخ چھینٹوں، نیلے کپڑوں کے تھانوں جھالروں والی شالوں، برنجی دستی بندوقوں اور سفید منکوں سے بھرے ہوئے ڈولوں سے تجارتی الماریاں بھری ہوئی تھیں۔

سولی بولی، "ہم تو مالا مال ہو جائیں گے اور جوتے بھی لے لیں گے۔"

تاریک علاقہ

حیرت کی بات ہے کہ چند دن بعد جب سیورڈ نے اپنے نئے ماحول کا جائزہ لیا تو اسے پتہ چلا کہ وہ پتوں کے سمندر تلے ہیں۔ جیری نے تھرائی ہوئی آواز میں کہا ــــ "یہ جگہ تمام جنگلوں کا باوا آدم ہوگی"۔ سیورڈ نے کائی اور مٹی میں سنی ہوئی بالوں والی مچھلیاں ایک طرف رکھتے ہوئے اپنی ماں کی جانب غور سے دیکھا۔ وہ دن بھر جیری کی دھنسی ہوئی آنکھوں کو تکتی رہی جو بے کیفی سے خلا میں نظریں جمائے یہ تلاش کر رہی تھیں کہ کہیں آسمان کے زیرِسایہ پناہ ملے۔ دن بھر مارے مارے پھرو اور جب سر اُٹھا کر اُوپر دیکھو تو گھنٹہ بھر پہلے کیا اور ایک دن پہلے کیا، اندھیرے جنگل کے سوا خاک نہ ملے گا۔

سیورڈ کو جنگل کا احساس سب سے زیادہ اس وقت ہُوا جب گھنی گھنی جھاڑیوں میں گھُس کر چلنا پڑا۔ پورا کُنبہ ایک قطار

میں ہو کر گرتا پڑتا چلنے لگا اور ایک دو چوٹیں لگنے کے بعد جنگل نے اسے اپنے اندر چھپا لیا۔ وُہ یہاں اُدھر منتظر رہی اور اِدھر ہرے پتے اس کا بدن سہلاتے رہے۔ بھورے رنگ کے بڑے بڑے تنے اتنے پاس تھے کہ آسانی سے چھوئے جا سکتے تھے۔ اور اس کے اِرد گرد پھل پھول کی پرانی قبریں بکھری پڑی تھیں۔ ایسے میں سیورڈ کو باپ کی ایک بات کا خیال آیا جو ایک مرتبہ اُس نے کہی تھی۔

جب اسے محسوس ہوا اس وقت وہ بندوق لئے گھنے جنگل کو روندتا جا رہا تھا۔ وہ عمر رسیدہ اور تجربہ کار تھا۔ پھر بھی گھنے صنوبر کے پیڑوں اور زہریلی جھاڑیوں میں جہاں سورج کی کرنوں کا سراغ نہیں ملتا اسے کچھ ہو گیا اور اس نے بھاگنا چاہا۔

وُہ بولا: "مَیں ایسا ڈرا کہ میرا پسینہ چھوٹ گیا۔"

مغربی جانب والے دو شکاریوں نے بتایا کہ وہ اس کا مطلب سمجھ گئے ہیں۔ لیکن اس کا سبب انہیں بھی معلوم نہ تھا۔ اسی گھنیرے جنگل میں ـــــ صرف یہیں ان پر بھی یہی ماجرا گزر چکا تھا۔

"جنگلی تپ ہے یہ۔ اور کچھ نہیں۔" سیورڈ اپنے تئیں کہتی اور اگلا قدم اُٹھانے سے پہلے ساعت شماری کرتی تھی۔

راہ چلتے چلتے وہ ایک دوراہے پر آپہنچے ۔ وَرتھ پیڑوں سے لگ لگ کر چلتا رہا ۔ مڑ مڑ کے سامنے جا کر رک جانا اور داڑھی کھجلانے لگتا ۔ اس نے بتایا کہ بائیں بازو پر تو جنگل ہے اور اگر اس کا خیال درست ہے تو دائیں جانب کا راستہ سینڈسکی اور انگلستانی بحیروں کو جاتا ہے ۔

اس اندھیرے میں گھرے ہوئے مقام پر سیوَرڈ نے ماں کے کے چہرے پر مدھم سا اجالا کھیلتا دیکھا "سنا ہے" وہ بولی ۔ "سمندر کے ساتھ ساتھ یہ جو گھاس کے میدان ہیں ۔ کھلے کھلے میدان ۔ یہاں رہتے ہیں مزا آتا ہے ۔"

وَرتھ نے سیوَرڈ سے کہا: "سیوَرڈ بیٹا! تیرے لئے تو یہ بہت دُور ہے ؟"

وہ جھٹ بولی: "میں طاقتور ہوں ۔ دُور تک چل سکتی ہوں ۔"

"وہاں سے شکاری جانور تو بھگا دیے گئے ہیں ۔"

وہ بولی: "گھاس کے کھلے میدانوں میں جنگلی سانڈ مل جائینگے ۔"

وَرتھ کے نزدیک یہ چنداں اہم بات نہ تھی ۔ بھلا وہاں جا کر وہ قدیم باشندوں ۔۔ سرخ ہندیوں سے کیونکر تبادلۂ خیالات کرتا ۔ دریائے ڈیلاویر اس کے لئے ثانوی نوعیت رکھتا تھا ۔ بھلا

ورتھ میں ایسی کوئی مشترک خاصیت تھی؟ وُہ تو شہر شوانی کے ساتھ ساتھ ہی چل سکتا تھا۔

آخر اُنھوں نے بائیں ہاتھ کا رستہ پکڑا۔ جیری کے چہرے سے روشنی کی جھلک غائب ہوگئی۔ اس دن اور پھر اگلے دن جنگل گھنیرا ہی گھنیرا ہوتا چلا گیا۔ جیری کا چہرہ پُر ہول اور بے رونق ہوگیا۔

جیری نے جلّاد کی طرح ورتھ کو خشمگیں نگاہوں سے دیکھا اور شکایت آمیز لہجے میں کہا، "کیا اس جنگل میں کہیں دھوپ نہیں نظر آئے گی؟" ورتھ نے گٹھڑی نیچے پٹخ دی اور پھر جب وُہ بندوق لے کر ندی کے بہاؤ کی سمت کھوج لینے چلا گیا تو وُہ بولی، "دیکھو سیورڈ مجھے کچھ ہوگیا تو پھر اسے کبھی من مانی نہ کرنے دینا! تمہیں پنسلوانیا لوٹ کر جانے کا تو موقعہ نہیں ملے گا۔"

سیورڈ نے ہمت سے کام لیتے ہوئے کہا، "میری تو واپس جانے کی نیت نہیں۔"

"اب وطن کے بارے میں اس طرح کی باتیں مت کرو۔"

جیری شہتیر پر بیٹھ گئی۔ چہرہ ترچھا کر لیا۔ اس کی دُبلی پتلی گردن میں لہو کی ہر حرکت سے جھٹکا لگ جاتا۔ دیر تک وہ ندی کی نچلی سمت ورتھ کی دھیمی للکار سنتے رہے۔

جیری نے کہا، "بھلا وہاں کیا ڈھونڈ رہا ہے؟"

سیورڈ نے جواب دیا، "ڈھونڈتا ہوگا کہ کہیں ندی کا پاٹ چھوٹا ہو اور ہم زیادہ بھیگے بغیر ہی اسے پار کریں۔"

ورتھ لوٹ آیا اور وہ سب کو اس جگہ لے گیا جہاں ندی شہتیروں سے اٹے ہوئے دریا سے جا ملی تھی۔ دریا کے ساتھ ساتھ وُہ انہیں ایک چھوٹے سے دہانے کے پاس لے آیا، اور وہاں سے زبردست دہانے پر جو سفیدے کے درخت کے نیچے اُبل رہا تھا۔ اِرد گرد کی زمین ایسی کالی تھی جیسی تارکول اور شہتیروں کا ایسا انبار لگا تھا کہ سیورڈ نے کبھی نہ دیکھا تھا۔ اور جیری نے خوفناک انداز میں اِدھر اُدھر نظر دوڑائی۔

"ورتھ! یہاں ٹھہرنے کی نیت تو نہیں ہے نا؟ مکان کے لئے لکڑی کہاں سے لوگے؟ ایسے بڑے بڑے کندے کاٹتے کاٹتے پورے جاڑے گزر جائیں گے۔"

ورتھ بولا، "واہ! یہاں تو ہر کہیں ہلکی پھلکی عمارتی لکڑی ملتی ہے۔"

اس نے بُردباری سے سر اُٹھا کر جنگلی انگوروں اور ان بیلوں کو دیکھا جو پیڑوں سے لپٹی ہوئی تھیں اور یوں چھپر

ڈالے ہوئے تھیں کہ کیا مجال جو قدرت کی آزاد فضا کا معمولی سا نشان بھی نظر آئے۔

جیری نے مُنہ میں گھنگیاں ڈال لیں۔ اور اگر کبھی مُنہ کھولا بھی تو صرف اس بند مقام کی گھٹن میں سانس لینے کے لئے۔

ڈبرے کی آڑی چوب

سفر کے خاتمے پر بچّوں میں مسرت کی لہر دوڑ گئی جیسے ہنسی خوشی کا زمانہ آگیا ہو۔ اُنھوں نے اپنا اپنا بوجھ ٹیک دیا۔ اب اُسے اُٹھانے کی کیا ضرورت تھی اور ایک جگہ انھوں نے جمگھٹا لگا لیا۔ جیسے لومڑی یا بھیڑے کے بچے کھیل کود کے وقت آپس میں ایک ہو جاتے ہیں۔ وُہ دَوڑنے بھاگنے، کھیلنے کودنے اور چیخنے چلّانے میں مصروف ہو گئے۔

جنگل میں ورتھ کی چوکور کلہاڑی کی صدا گونجی اور چھوٹے چھوٹے پیڑ گرتے گرتے دھول اُڑاتے اور شاخیں جھٹکتے گئے۔ سیئورڈ نے ماں کو دیکھا کہ وُہ بے خیالی میں اُوپر تک رہی ہے۔ تاکہ کہیں خلا ملے جہاں سے آسمان کی صورت نظر آسکے۔ لیکن پتّوں کا تانا ہوا اُونچا چھپر جوں کا توں رکھا تھا۔

من میں آئے تو ورتھ جھٹ اوزار لے کر کام پر ڈٹ جاتا۔

اور اب تو سویرے سے اندھیرے تک سفید سفید چھپٹیاں چھلتی تھیں۔ وہ گھر تیار کرنے کے بعد شکار مارنے کا اہم کام ہاتھ میں لینا چاہتا تھا۔

آپ یہ سوچتے ہوں گے کہ وہ گھر پر بڑا سخت اور انتھک کام کرتا تھا۔ لیکن اگر ایک دفعہ اسے لومڑی کا کھوج مل جاتا یا سیورڈ کے منع کرنے سے پہلے بچّے بھاگے بھاگے ریچھ کا پتہ نشان بتلانے اس کے پاس آتے تو وُہ دیکھتے دیکھتے گرگٹ کی طرح بدل جاتا۔ اس کی نظر میں تیکھا پن آ جاتا۔ کلہاڑی ہاتھوں سے گر پڑتی اور سر پر رکھا ہوا بارود دان دھڑام سے زمین پر آ رہتا۔ اور پھر وُہ اس وقت تک دکھائی نہ دیتا جب تک سائے اتنے گھنے نہ ہو جاتے کہ بڑے بڑے کندوں میں سے گزر کر آنے والے کا یہ پتہ نہ ملتا کہ یہ سفید آدمی ہے یا سُرخ ہندی۔

سیورڈ کو اُمید تھی کہ ماں ادھ بنے چوبی مکان میں خوشی محسوس کرے گی لیکن جیری اِدھر اُدھر ایسے گھُومتی رہی جیسے اسے خبر ہی نہ ہو کہ یہ کندوں کا انبار بن کر سُولی کے سر تک اُونچا جا پہنچا ہے اور چھت بالکل کھلی ہے۔ مینہ کی بوچھاڑ، ہوا کا جھونکا یا لال پرندے اندر آ سکتے تھے۔ دن کے وقت وُہ

کھانا پکانے کے برتنوں کی صفائی میں وقت صرف کرتی اور شام کو وُہ ادھورے سائبان کے تلے اپنی دھنسی ہوئی آنکھیں بند کرکے پڑ جاتی۔

شکار خوب ملنے لگا۔ ورتھ رات کو مزے سے پیر پھیلا کر سوتا اور دن بھر بندوق لئے لئے پھرتا۔ درختوں پر کھونٹیوں سے لٹکی ہوئی کھالوں کے انبار پر انبار لگتے گئے۔ گھر کا خیال یوں دماغ سے اُڑ گیا جیسے ہریالے پرندے کا پر ہو۔

ایک دن سیوَرڈ نے ماں کو یاد دلاتے ہوئے کہا، "تمہیں کچھ پت جھڑ کی بھی خبر ہے؟"

جیری بولی، "مجھے کچھ خبر نہیں۔"

سیوَرڈ اپنے کام پر نکل گئی۔ اگر ماں باپ کو خیال نہ تھا کہ کتنی جلدی برف گرنے لگے گی اور وُہ ادھورے چھپر تلے گزر کر رہے تھے تو اسے بھی پرواہ نہ تھی۔ سویرے سویرے کچھ خُنکی ٹانگوں پر محسوس ہوتی اور راہ میں گرے پڑے ہوئے بلوط کے کڑّے پھل ننگے پاؤں میں چُبھ جاتے۔

ایک دن مینہ پڑنے لگا۔ سارا دن مینہ پڑتا رہا اور رات کو ہوا چل پڑی۔ ہوا کے جھونکے آتے اور سن سے گزر جاتے

ذرا کی ذرا طوفان تھم گیا۔ درختوں سے بوندیں ٹپکنے کی آواز آنے لگی۔ دور سے جنگل سے گزرتی ہوئی ہوا کے اگلے جھکڑ کی خبر بھی ہو گئی۔

دن نکلنے تک ہوا اور مینہ تھم گئے۔ جب سیورڈ نے آنکھیں کھولیں تو اس کے چہرے پر تیز روشنی چمکنے لگی وُہ اُٹھ بیٹھی اور ماں کو دیکھا کہ دروازے پر کھڑی ہے اور اُلجھے ہوئے بال گول گول پیٹھ پر بکھرے ہوئے ہیں۔ پھر لڑکی نے یہ بھی دیکھا کہ رات کے طوفان سے آدھے پیڑوں کے پتّے جھڑ گئے ہیں۔ ماں نیم نابینا لگ رہی تھی جیسے وُہ گرمیوں گرمیوں غار میں رہی ہو۔ وہ کھڑی ایش کے پیڑ کی ننگی شاخوں میں سے آسمان کو تاک رہی تھی جو گہرا نیلا تھا اور اسے دیکھنے سے تکلیف ہوتی تھی۔

اس نے سیورڈ سے کہا، "مجھے گمان نہ تھا کہ یہ دن دیکھنا نصیب ہوگا۔"

ان دنوں میں پہلی بار اُس نے لڑکی کے بالوں میں کنگھی کی دن بھر دھوپ سینکنے میں وقت گزر گیا اور اس کی بھریالی صورت روشنی اور آسمان کی طرف رہی۔ پھر وُہ دھارے پر جا کر تھوڑا بہت نہائی۔ جب وِرتھ اُٹھا اور اس نے یہ

دیکھنے کے لئے دبے ہوئے پتوں کے نیچے سے بندوق نکالی کہ یہ سوکھ گئی ہے تو وہ ایک گیلے شہتیر پر بیٹھی تھی۔ اس کا پوپلا مُنہ سیپی کی طرح سخت تھا۔

وُہ اس پر برس پڑی، "تم نے مکان بنانا شروع کیا تھا یا نہیں؟"

اس کی آنکھیں موت کی مانند قہر آلود ہوگئیں۔

بوڑھی جیری کی باتیں خوب تھیں۔ داڑھی کے بالوں کے اندر ورتھ کا چہرہ چمک اُٹھا۔ اس نے بندوق میں چکنا چیتھڑا ڈال دیا اور اسے احتیاط کے ساتھ الگ رکھ دیا۔

دن بھر جنگل میں اس کی کلہاڑی تنے کاٹتی، چھیلتی اور ان کے پرخچے اُڑاتی رہی۔ ہیورڈ اور ایشا مل کر شہتیریاں اُٹھانے میں اس کی مدد کرتی رہیں۔ اور کبھی کاٹھی پر اُنہیں باندھتیں اور کبھی کھولتیں۔ بعد میں لٹھے آ گئے۔

ورتھ نے اس دن دوپہر گئے کہا، "آج رات جھونپڑے میں بسر کرو!" اگرچہ آتش دان مکمل نہ ہونے پایا تھا۔ مٹی اور لکڑیاں لگنی باقی تھیں پھر بھی کام چل پڑا تھا۔ آدھی دوپہر ہو چلی تھی کہ اندھیاؤ آ گیا اور جنگل پر چھا گیا۔

جب اس شام کو ایلشا آئی تو آتے ہی بولی ، " برف پڑ رہی ہے "

جیری نے ایک خوشگوار سی پھریری لی اور کہا ، " ہیں ! برف پڑ رہی ہے ؟ "

سیورڈ نے دیکھا کہ ماں کی نظریں مکان کے اندر گھوم رہی ہیں ۔ آگ کی روشنی چھت اور بلّیوں پر انگلیوں کی طرح مچل رہی تھی ۔ لڑکی نے دیکھا کہ ماں کی پیاری پیاری نظریں ایک ایک پر پڑتی ہیں ۔ ایک بھائی کو چھوڑ کر جو پنسلوانیا ہی میں رہ گیا تھا باقی سب یہیں جمع تھے ۔ انہیں سر پر سائبان نصیب تھا اور روٹی بھی جو تھیلے میں بندھی شہتیروں سے لٹک رہی تھی ۔ ماں کی آنکھیں آج رات دھنسے ہوئے خول میں توانا اور فرحت آگیں معلوم ہو رہی تھیں ۔

چوکور کلہاڑی

پھر گھر ہیں آباد ہوئے تو مزے ہی مزے ہو گئے۔ ورتھ نے بندوق اٹھائی اور اندھیرے کونے میں ٹکا دی۔ اب تو اسے تین تین انچ موٹی لکڑی چھیلنی تھی۔ اسے کلہاڑی سے ہموار بنانا تھا اور پھر کھانے کے لئے تھالیاں تیار کرنی تھیں، بیٹھنے کے لئے بنچ بنانی تھی اور دروازہ تیار کرنا تھا جو اخروٹ کی لکڑی کے مدار پر کھل سکے اور بند ہو سکے اور جس کے باعث جنگلی جانوروں سے بچاؤ رہے۔

اس پر بھی وہ تھمنے کا نام نہ لیتا تھا۔ اس نے پچر لگا لگا کر شہتیروں کو ٹھوکا۔ کونے ٹھیک کئے اور سوراخ نکالا۔ یہ سب کچھ وہ کلہاڑی اور چاقو سے کرتا رہا۔ سوراخ پر اس نے آڑی ترچھی چھپٹیاں جمائیں اور ان پر یک رنگا کاغذ چپکایا جو انہیں کونسٹوگا کے معلم نے دیا تھا۔ ورتھ نے

ہمیشہ جیری کو ایسی بے کار چیز ساتھ لئے لئے پھرنے پر دق کیا۔ لیکن اب جو اسے ریچھ کی چربی سے تر کر لیا گیا تو وہ سمجھا کہ یہ کچھ کار آمد ثابت ہوگا۔ شیشے کی طرح اس میں سے دھوپ گزرتی تھی۔ تاریک چوبی گھر کے اندر یہ بھی ایک دیکھنے کا سماں تھا۔ آگ کی طرح کھڑکی لال ہو رہی تھی اور گھر کا ہر کونہ کچالایوں چمک اُٹھا تھا جیسے باہر کی فضا ہو۔

لیکن علاقے کے سرخ ہندی شکاریوں نے کچھ عرصہ بعد جب اس گھر میں ڈیرا ڈال لیا تو جیری نے شکوہ کیا کہ ایسے نفیس گھر کو ادنےٰ درجے کی سرائے بنا دینے سے کیا حاصل؟ یہ لوگ صرف اتنے کھٹکے کے ساتھ گھر میں داخل ہوئے جتنا کہ پتے اکتوبر کے مہینے میں گرتے ہیں۔ اُنھوں نے اپنی توڑے کی بندوقیں آتش دان کے ایک کونے میں رکھ دیں تاکہ بارود سوکھ جائے اور آپ کڑی سے لٹکتے ہوئے کھانے کے تھیلے کے نیچے بیٹھ گئے۔

ورتھ نے سیورڈ سے مکا کے کیک بنانے کو کہا۔ ان لوگوں نے سنجیدگی کے ساتھ ورتھ سے تبادلۂ خیال کیا اور ورتھ کے دکھانے پر کھڑکی اور کھالوں پر دھیرے دھیرے ہاتھ پھیرا۔

لیکن جیری پر قیامت ٹوٹ پڑی۔ اس نے قہر آلود اور بغاوت آمیز نظروں سے لسلسا منہ بنا کر خالی ہونے والے اناج کے بورے کی طرف دیکھا اسے اپنے تئیں بے بس دیکھ کر دکھ ہوا جب تک کھانے پینے کو تھا سرخ ہندی آتے ہی رہے اور روز سیر ہو کر کھاتے رہے اور کھانا بھی وہ جو اس کے بچوں کے لئے تھا۔ بالآخر نوبت یہاں تک پہنچی کہ جو کچھ گھر میں تھا وہ سب ان کے شکم کی نذر ہو گیا۔ اور پھر جب ورتھ نے سیورڈ سے بورے کے آٹے کی آخری چٹکی جھاڑنے کے لئے کہا تاکہ انہیں ان لوگوں کی ضیافت کا مزید موقعہ ملے جو اب تک خوب ٹھونستے رہے ہیں تو جیری بھڑک اٹھی۔ اس نے بورا لے لیا اور اس پر دھرنا مار کر بیٹھ گئی منہ میں گھنگنیاں ڈال لیں۔ اس کی آنکھوں میں بے باکی آگئی۔ اس کے بعد شوانی کے قصبے کے سرخ ہندی شکاری وہاں نہ ٹھہرے۔

جب وہ چلے گئے تو ورتھ بولا، "تم تعلقات خراب کرنے پر تلی ہو۔ میں ان کے یہاں جاتا ہوں تو وہ میری بڑی خاطر تواضع کرتے ہیں۔"

جیری بجلی کی طرح چمک کر اس پر پڑی اور بولی، "تمہیں

ان کے یہاں جانے کی کوئی ضرورت نہیں۔"

ورتھ نے جواب دیا، "تمہارے لئے وہ اچھے نہ ہوں لیکن میرے لئے تو وہ اچھے ہیں۔"

جیری نے اس کے جواب میں کچھ بھی نہ کہا، اس نے انتہائی خاموشی سادھ لی۔ ورتھ کی آنکھیں ڈراؤنے انداز میں اس کی داڑھی کی جانب جھک گئیں حتےٰ کہ سفید پتلیوں کے سوا کچھ نظر نہ آنے لگا۔ صبح ہوتے ہی اس نے بندوق سنبھالی، باہر گیا اور پھر رات کو گھر نہ لوٹا۔ اگلے دن مینہ پڑا اور خنکی ہو گئی۔

شام کے دھندلکے میں یوں لگا جیسے ورتھ آ رہا ہو۔ سوکی نے دوڑ کر دروازہ کھولا۔ اس علاقہ کا ایک مقامی باشندہ کھڑا تھا۔ وہ گناہ کی مانند سیاہ تھا۔ وہ بھیگے ہوئے فیل مرغ کی طرح اپنا لبادہ گھسیٹتے آیا اور جب دبڑ دبڑ کرتا اندر چلا آیا تو یوں لگا جیسے سُرخ وردی والا فوجی افسر ہو جب آگ کے پاس گیا تو اس نے کتّے کی طرح بدن جھٹکا اور چولھے کے پاس اپنے آپ کو سکھانے بیٹھ گیا۔

جیری نے مُنہ سُجائے غضبناک نگاہوں سے اُسے دیکھا پھر وہ سیبورڈ کی طرف متوجہ ہوئی اور اس کی آنکھوں نے گویا

یہ کہا، "یہاں کیا کرنے آیا ہے؟ اسے نکال باہر کرو ویننہ ہیں!"

جب ان کا ملاقاتی آگے سے خوب تپ گیا تو اس نے آگ کی طرف پہلو کر لیا اور سیفورڈ نے اسے بھلی نظر سے دیکھا۔ اس نے اسے پہلے نہ دیکھا تھا۔ اس کی ناک کونسٹوگا کے لال آلو سے ملتی جلتی تھی اور اس کی آنکھیں بھی آلو ہی کی طرح تھیں۔ آتش دان کے پاس کوئی بھی زیادہ دیر تک نہ بیٹھ سکتا تھا۔

سیفورڈ صرف اتنا جانتی تھی کہ اس ڈیلاویری[1] کے پاس کھانے کے لئے جنگل میں اب تک بہت گوشت رکھا تھا۔ قیاس بھی چاہتا تھا کیونکہ اس شام یہ ان کے بہتیرے چھوٹے چھوٹے جانور چٹ کر گیا۔ سیفورڈ نے الٹ پلٹ کر انہیں بھونا تھا ڈرتھرنہ آیا اور اب رات کو اس کے آنے کی چنداں اُمید نہ تھی۔ جب سیفورڈ باہر گئی تو دہلیز والے شہتیر پر بینہ کا پانی یخ بستہ ہو چکا تھا۔

اُدھر ڈیلاویری باہر نکلا اور ادھر سیفورڈ نے پتوں کے نیچے کلہاڑی کھسکا دی۔ اسے اپنی ماں کے ساتھ یہیں سونا تھا اُس نے آگ پر لکڑی کا انبار لگا دیا تاکہ صبح تک جلتی رہیں

---

[1] دریائے ڈیلاویر کے علاقے کا رہنے والا۔

اور ان سے رات بھر روشنی رہے۔ پھر جب وہ اندر آ گیا تو سیوورڈ نے کھٹکا لگا دیا اور چھوٹا گون پہنے ماں کے ساتھ لیٹ رہی۔

بچھونے کے پتوں سے سر لگتے ہی جبری کو نیند آ گئی۔ اس کے ہلکے ہلکے خراٹوں نے کوٹھڑی کے سب لوگوں کو چپ کرا دیا سیوورڈ نے اپنے تئیں کہا، "کیبن میں صرف دو ہی جاگ رہے ہیں۔ ایک وہ اور دوسرا سرخ ہندی۔"

کافی دیر کے بعد ایک سائے نے حرکت کے آثار کی خبر دی۔ وہ اس پیکر کی مانند کھڑا ہو رہا تھا جو جھوٹ موٹ مردہ بن گیا تھا۔ اس نے تیکھی کالی آنکھوں سے بچھونے کو دیکھا۔ بیٹی سے چاقو کھولا اور ادھر سیورڈ کا ہاتھ پتوں کے نیچے کلہاڑی کے دستے پر جا پڑا جو پسینے سے تر ہو گیا۔

اُس نے کلہاڑی اُٹھانے کی تیاری کر لی اور سویرے تک وہ چوکنا ہی رہی۔ یہ کسے خیال تھا کہ اس ڈیلاویری کو اس کا بھنا گوشت ناپسند ہو گا؟ اس نے شکار والے کرتے میں سے گوشت کا بڑا سا ٹکڑا نکالا جس کے ارد گرد خون جم کر سوکھ چکا تھا جس سے اس کی رنگت سیاہ ہو گئی تھی چولھے پر جا کر اس کے دو

ٹکڑے کئے۔ مزے سے بیٹھ کر اپنی مرضی کے مطابق آتش دان میں تیز چھڑی پر لگا کر گوشت کو بھوننے لگا۔

سیورڈ کو پٹ کھلنے اور اس کے چلے جانے پر اگلی صبح حیرت نہ ہوتی لیکن برف گر رہی تھی اور اس نے اسے روک لیا تھا۔ اتنے میں ورتھ بھی آ گیا وہ دو ہرن کی کھالیں اور ایک سیاہ رنگ کی عمدہ مچھلی خور لومڑی لے کر آیا تھا۔ سرخ ہندی کو فرش پر بیٹھے دیکھ کر اس نے قدرے ناک بھوں چڑھائی۔

ورتھ جھلا کر بولا ،" کئی بار کہا ہے کہ برف تلے کلھاڑی نہ رکھا کرو۔"

سیورڈ نے جھٹ کلھاڑی پتوں کے نیچے سے نکالی۔ درآنحالیکہ باپ اسے انہماک سے دیکھتا رہا۔

" رات تو جیری کے سنگ یہاں سوئی تھی ؟"

اس نے اثبات میں سر ہلایا ڈیلاویری بھی سب کچھ دیکھ رہا تھا اور اپنی بساط کے مطابق معاملے کو سمجھ رہا تھا۔ آپ یہ بات اچھی طرح سمجھ سکتے ہیں کہ یہ تو اس کے لئے ایک طرح کا مذاق تھا کہ ایک کمسن لڑکی ایک توانا اور دلاور شکاری کے مقابلے کے لئے بچھونے میں کلھاڑی رکھ کر سوئے

وُہ دھیرے سے ہنسا لیکن وِرتھ خاموش رہا ۔

وُہ جا چکا تو وِرتھ بھیانک پن سے بولا ، "جب مَیں نہ ہوؤں تو کسی سرخ ہندی کو نہ گھسنے دو سمجھیں ؟"

جیری نے غصیلی متانت کے ساتھ کہا ، "میرا خیال تھا۔ تم کالوں کو چاہتے ہو "۔

ورتھ بولا ، "مَیں ان سے نمٹ سکتا ہوں لیکن تم نہیں نمٹ سکتیں "۔

روٹی

اس صبح جیری نے شکایتاً کہا، "روٹی ہوتی تو کھا لیتی"۔
سیورڈ نے اسے کیبن میں لال رنگ کا چھوٹا گون پہنے دیکھا۔ جینی کی انگلیوں سے جو یہ خراب ہوا تھا تو پھر دھلا نہیں۔ ماں کے تو دن پورے ہونے کو تھے دھیرے دھیرے بخار یوں ہڈیوں کو جلائے جا رہا تھا جیسے آگ گوشت کو بھون ڈالتی ہے۔

جیری بولی، "اگر کچھ کھانے کو ہوتا تو مَیں تھوڑا بہت کھا لیتی ہے"

ورتھ کے منہ سے ایک لفظ نہ نکلا لیکن جب جیری دوبارہ کہہ چکی تو سیورڈ نے دیکھا کہ باپ کے چہرے پر تیکھی شکنیں پڑ گئی ہیں۔

جیری نے معذرت کرتے ہوئے کہا، "ورتھ! مَیں تم سے

کہہ رہی ہوں۔ تمہاری اپنی ہی غلطی ہے ورنہ ہمارے ہاں کھانے کی کیسے کمی آسکتی ہے۔ ہم سے زیادہ بھلا کس کے پاس کھانے کو گوشت ہوگا۔ لیکن غضب خدا کا جو گھل گھل کے مر رہا ہو وہ کھانے کی چیزوں کے لئے ترستا ہو۔"

وَرتھ نے زور سے تسموں کے ساتھ سامان باندھا۔ اس نے سیلورڈ سے کہا، "میں غالباً ۵۔۶ رات باہر رہوں گا۔"

سیلورڈ کو اس وقت تک اس بات کا کوئی علم نہ ہوسکا کہ اس کا باپ کھالوں کی گٹھڑی لئے کہاں جا رہا تھا اور پانچ چھ رات باہر رہنے کی ضرورت کیوں درپیش تھی تاوقتیکہ وُہ دریائے اوہیو کے کنارے بیلوکس مل تہ پہنچ گیا۔

وَرتھ کے جانے کے بعد تیسری رات تھی کہ جیری کو کھانسی آئی اور یوں لگا جیسے نرخرے میں تھوک بھر گیا ہو۔ اور جب اس نے اسے باہر اگلا تو یہ تازہ خون تھا۔ جب سب بچّے جاگے تو وُہ بولی کہ وہ بچھونے میں پڑی رہے گی اُس نے یوں ظاہر کیا جیسے کچھ نہ ہوا ہو۔ لیکن گھاس پھوس کے گدے پر لیٹے ہوئے اس کا چہرہ سفید اور پیلا

دکھائی دے رہا تھا۔

چھٹے دن تک سیورڈ نے باپ کی راہ نہ دیکھی۔ وہ رات کو جیری کے ساتھ کیبین میں تنہا تھی اور جینی کو اس نے چوبارے پر بھیج دیا تھا کیونکہ وہ لہو بہتے نہ دیکھ سکتی تھی۔ پانچویں رات سیورڈ نے باہر آواز سنی۔ اس نے سمجھا کوئی درندہ ہے جو جنگل میں آگ کے شعلے دیکھ کر نکل آیا ہے۔ اس کے خیال میں اس کا باپ تو نہیں ہو سکتا تھا۔

جنگل کی اندھیری ڈراؤنی رات میں کسی کا نشان پتہ لگانے کے لئے بڑی تیز نظروں کی ضرورت ہے۔ قدم قدم پر آنکھیں نکالتے کو شاخیں لٹکتی رہتی ہیں۔

سیورڈ نے صنوبر کی ایک کھپچی جلائی اور زینے کی سمت گئی۔ مشعل کو سر کے اوپر اٹھا کر راہ دیکھنے لگی۔ آہستہ آہستہ کھڑکی میں سے پگڈنڈی پر ایک پیکر دکھائی دیا اور جب یہ پیکر قریب آیا تو یہ اس کا باپ تھا۔

رات کو یوں مشعل لئے دیکھ کر باپ نے اس سے کہا، "خیر تو ہے؟"

وہ دھیرے سے بولی، "ماں گزر رہی ہے۔"

وہ اچھی طرح مشعل تھامے بچھونے کی طرف بڑھی اور ورتھ ایک دم پوری طرح نہ دیکھ سکا اس نے ماں کی گردن کپڑے سے ڈھکی۔ اس کا باپ اپنی بیوی کے ان سیاہ دھبوں کو دیکھ کر بے چین سا ہو گیا جو زندگی کے آخری دنوں میں جیری کے خون سے جیری کے گاؤن پر جمے ہوئے تھے۔

ورتھ نے مشعل اپنے ہاتھ میں لے لی اور بچھونے کی طرف کی۔ ریبکورڈ نے اسے بتایا کہ خون تھوکنے کے بعد ماں کی حالت ہمیشہ سدھرتی نظر آتی تھی۔ آج رات اس کے چہرے پر ملائم پن تھا اور رنگ چٹا پڑ گیا تھا۔ جوان لڑکی کی طرح اس کی صورت سے تازگی اور بلا کی دلکشی ٹپک رہی تھی۔

ورتھ نے مشعل اُٹھا کر آگ میں پھینکی۔ پھینکتے وقت چنگاریوں کی پھلجھڑی چھوٹ گئی۔ پوستینوں کی گٹھڑی تو کہیں سے کہیں گئی۔ اس نے فرش پر اناج سے بھرا ہوا تھیلا ٹیکا جو دیکھنے میں تو تنا ہوا نظر آ رہا تھا لیکن تھا ملائم اور نرم۔ اس نے اپنے شکاری کرتے میں سے ایک پھکنا نکالا جو تسمے کے ساتھ اس کی گردن میں پڑا تھا۔

اس نے لڑکی سے کہا، "پن چکی والی نے تیری ماں کے

لئے تھوڑا سا خمیر دیا ہے۔ آئندہ تم خود ہی خمیری آٹا گوندھ سکتی ہو۔"

سیورڈ نے پہلے کبھی گندم کی روٹی نہ پکائی تھی تاہم باپ کے جانے کے بعد اس نے کسی نہ کسی طرح اپنی ماں سے روٹی پکانے کی ترکیب معلوم کر لی۔ اس نے یہ اس لئے کیا تھا کہ شاید اس کا باپ گنواروں کے یہاں کا آٹا لے آئے۔ ابھی اس نے خمیر اُٹھانے کے لئے آٹا آگ پر دھرا ہی تھا کہ اس کا باپ چمڑے کے موزے اُتار کر اس کے اور جینی کے بچھونے پر آڑا لیٹ گیا۔ لمبے سفر کے بعد وُہ تختہ ہوگیا تھا۔

رات کو دو بار لڑکی نے بے سکت کرنے والی کھانسی سے تسکین دلانے کے لئے ماں کو اُٹھا کر بٹھایا لیکن ورتھ کو خبر تک نہ ہوئی۔ اِدھر اس کا خیال تھا کہ دن چڑھنے سے پہلے پہلے آٹا اچھی طرح پھول جائے گا۔ اس نے چھوٹے چھوٹے پیڑے بنا لئے تاکہ جلدی پک جائیں۔ اس نے انہیں چولھے میں راکھ کرید کر کوئلے کے نیچے رکھ دیا۔ اُوپر اُوپر اور آس پاس جلتی جلتی راکھ لگا دی۔

دن چڑھے وُہ ذرا اونگھتی ہوئی اُٹھی۔ ایک خوشگوار خوشبو

سے کیبنیں یوں بھر گیا جیسے بادل گھر آئے ہوں ۔ اس نے راکھ الگ کی ۔ اس کی چھوٹی ڈبل روٹیاں گول گول بھورے رنگ کی ہو کر خاک پر پڑی تھیں ۔ اس نے مُرغ کے پَر سے انہیں جھاڑا اور ایک چکنا چیتھڑا ان پر پھیرا۔

وِرتھ نے دیکھ کر کہا ، "پہلے اپنی ماں کو ذرا سی پپڑی دے ۔" اور جب شکاری چاقو کی تیز دھار چلی تو سفید خوبصورت سی پپڑی الگ جا پڑی ۔

وُہ جیری کو سنگھانے کے لئے پپڑی کو ناک کے پاس لے گیا اور بولا ، "روٹی ہے ، روٹی ۔"

نیم بیہوشی کے عالم میں اس نے سر ہلایا لیکن کھانے کے لئے جنبش نہ کی ۔ اس نے ٹکڑا توڑا اور گھر والی کے ہونٹوں کے بیچ رکھ دیا ۔

وُہ دلاسا دیتے ہوئے بولا ، "چبا کر نیچے اُتار جاؤ ۔"

اس نے شائد مطلب پا لیا اور وُہ قدرے مُسکرائی ۔ اس نے نیم ہوش میں لب اور زبان سے زور ڈالا لیکن ٹکڑا نگل نہ سکی ۔ سینہ میں ہلچل مچی ۔ وُہ کھانسنے لگی اور سب کے دیکھتے دیکھتے روٹی کا سفید ٹکڑا مُنہ میں لال سرخ ہو گیا جیسے

کسی نے اسے شراب میں تر کر دیا ہو۔

ورتھ کے چرمی دستانوں میں ڈھکے ہوئے ہاتھوں اور سیورڈ نے مل کر اُسے اُٹھا کر بٹھا دیا تاکہ وہ لہو اُگل دے اور پھر اس کا حلق بند نہ ہو۔ گھر والی کی یہ حالت دیکھ کر ورتھ کے گالوں کی جھریاں گہری پڑ گئیں اور اس کی آنکھیں تقریباً بند ہو گئیں جیسے اُس کے سامنے ایسی بھیانک چیز آ گئی ہو جسے وہ دیکھنے سے گریز کرنا چاہتا ہو۔ سیورڈ نے سوچا کہ اس کا باپ تو ریچھ کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال لینے کی تاب رکھتا ہے بلکہ بچوں والی ریچھنی کو گھور سکتا ہے لیکن یہاں آکر وہ بھی رہ گیا۔ یہ ایسا منظر تھا کہ اسے عورت ذات ہی اوسان خطا کئے بغیر دیکھ سکتی ہے۔

آخری بار لہو تھوکنے کے بعد اس کی ماں کی حالت غیر ہو گئی۔ اُس کی نگاہیں ورتھ پر اس انداز سے پڑ رہی تھیں جیسے وہ اجنبی ہو۔ وہ مڑا اور دروازے پر گیا جس کے پٹ کھلے تھے۔ باہر جھانکا۔ سیورڈ اسے بتانا چاہتی تھی کہ ماں سے منہ موڑنے سے کچھ حاصل نہیں۔ منہ موڑنے یا نہ موڑنے سے کیا ہوتا ہے۔ موت آنے کو ہے اور جان جانے

کو۔ اُوپر کی منزل میں بچّوں کا پتہ ہی نہ تھا۔ سیلورڈ سمجھی کہ وُہ بچھونوں میں اوندھے مُنہ لیٹے پڑے ہونگے۔

اس نے دل ہی دل میں کہا ـــــــ یہ گھریوں برباد نہیں کیا جاسکتا۔ اگر ماں اور باپ دونوں معاملہ نہیں سنبھال سکتے تو کسی نہ کسی کو سنبھالنا پڑے گا۔ اس نے گلوگیر آواز نے اس کے جذبات کو چُھپا لیا۔

اس نے اُوپر کی منزل کی جانب مُنہ اُٹھا کر کہا، "جینی! ماں دم توڑ رہی ہے۔ اسے دیکھنے نہیں آؤگی، ؟"

کھوج

ورتھ نے دوسرا پورا دن جیری کے لئے تابوت تیار کرنے میں صرف کیا۔

سیکورڈ نے اس سے کہا، "باوا جان! آرام کرنے کو یہ صندوق بڑا اچھا ہے۔ اگر ماں دیکھتی تو اس پر فخر کرتی۔"

جب وہ کام تمام کر چکا تو سب نے ہاتھ بٹایا اور سفید شاہ بلوط کے درخت تک تابوت اُٹھا کر لے گئے۔ دونوں بچوں سولی اور وائٹ نے بھی مدد دی۔ ظاہر ہے کہ وہ اپنی ماں سے آخری مرتبہ یہی ایک نیک سلوک کر سکتے تھے۔ انہوں نے تابوت کو قبر میں اُتارا اور اس کے پاؤں اپنے وطن پنسلوانیا کی جانب کر دئے۔

اس رات ورتھ اپنے اور جیری کے مشترک بستر پر نہ سویا۔ فرش کے کھردرے پن سے بچنے کے لئے اُس نے

کمبل لیا اور آگ کے پاس جا کر لیٹ رہا۔ اگلی صبح اس کی صورت سے نمایاں تھا کہ وُہ اچھی طرح نہیں سویا۔ ناشتہ کرنے کے بعد اس نے بندوق سنبھالی۔

وُہ بولا، "بچو! تم کچھ دیر کے لئے ٹھیک ٹھاک رہو گے؟"

سیوَرڈ نے اس کے جواب میں کہا، "نہ ہونے کی کیا وجہ ہے۔ ہم ہمیشہ ٹھیک رہے ہیں۔"

وہ خوب جانتی تھی کہ اس کا باپ رسیاں تڑا رہا ہے۔ کیا کیا جائے۔ خدائے بزرگ نے اس طرح تو مرد کو آزاد بنایا ہے۔ جب گھر میں کچھ کام بگڑتا تو وُہ بندوق سنبھالتا اور جنگل کو چلا جاتا ہے۔ لیکن عورت تو گھر میں رہنے پر مجبور ہے اسے چھوٹی بڑی تمام باتوں کا خیال کرنا پڑتا ہے۔

سیوَرڈ نے چپکے سے اپنے تئیں کہا۔ "رونے دھونے سے کچھ فائدہ نہیں، پگلی! تو مرد تھوڑی ہے کہ آزاد پھرے مالک نے یہی دستور بنایا ہے تو اسے بدل نہیں سکتی۔"

وُہ کام میں لگ گئی تا کہ اس کا ذہن پریشانی سے بچ رہے۔ بچّے اپنی من مانی کرتے لگے۔ عرصے تک ان پر اپنی ماں کی بیماری اور موت کی وجہ سے طرح طرح کی پابندیاں تھیں۔

لیکن اب جبکہ وُہ مرچکی تھی، اس کا قبر کے سوا اور کوئی نشان نہ رہا تھا۔ اب وُہ کھیل کود سکتے تھے۔

ان لڑکوں بالوں میں ہمیشہ کی طرح پوری قوت موجود تھی۔ وُہ جھاڑیوں کو کاٹتے تراشتے اور پھر تھک ہار کر رہ جاتے۔ کچھ دیر کے بعد سیلورڈ انہیں پگڈنڈی پر دوڑتے بھاگتے دیکھتی۔ ایسا لگتا جیسے وہ کسی کو ڈھونڈ رہے ہوں۔

کوئی نہیں کہہ سکتا تھا کہ ماں کے مرتے وقت بچّوں نے صدمہ محسوس کیا تھا۔ ہاں یہ انہیں خبر تھی کہ گھر میں کچھ بات بگڑ گئی تھی۔ اور ان میں سے بیشتر جنگل سے متنفر رہے تھے۔ ورتھ نے بھی محسوس تو کیا تھا اور اب وُہ زیادہ زیادہ دیر تک باہر رہنے لگا تھا۔

اس مرتبہ وُہ لمبے عرصے کے لئے غائب ہوا تھا۔ بچّے دو روز سے اس کے منتظر تھے۔ آج رات اُنہوں نے کہا کہ رات بھر باپ کی راہ دیکھتے رہیں گے۔ پہلے جینی باہر نکلی لیکن گھر سے باہر جتنا جانا چاہتی اتنا نہ گئی۔ کیونکہ باہر پُرہول اندھیرا چھایا ہوا تھا۔ کچھ دیر بعد اِرد گرد پھیلے ہوئے جنگل کو سنانے کے لئے وُہ گیت گانے لگی:

اگر مجھے کنوارپن میں مرنا ہے،
تو مَیں اپنا تابوت بنتا دیکھ لوں۔
اور اگر میرا بیاہ ہونا ہے اور مجھے خوشی کے گیت گانے ہیں۔
تو مَیں بہار کی ننھی چڑیا کا گیت ہی سُن لوں۔

جینی گا چکی تو سب محتاط انداز میں کان کھڑے کر کے راہ تکنے لگے۔ اِدھر جنگل سے باتیں کرتے ہوئے دریا کے سوا اور کچھ سنائی نہ دیتا تھا۔ ذرا دیر کے بعد کہیں سے ہوا سرسراتی ہوئی آئی اور اپنے ساتھ ایسی دور کی آواز لائی جو ورتھ نے جیری کا تابوت ٹکانے وقت نکالی تھی۔ چار پانچ بار بھی مدھم اور صاف آواز آئی۔ جب وُہ گھر میں آئی تو جینی کا چہرہ بے رونق ہو رہا تھا۔

سوَلی نے تسلی دیتے ہوئے کہا، "جینی! یہ تو یونہی بوڑھا کھٹ بڑھئی تھا۔ کیوں سیورڈ، ہے نا!"

وائٹ نے کہا، "مجھے تو یوں لگا جیسے کلہاڑی کی آواز ہو۔"
سب خاموش اور سنجیدہ ہو کر کھڑے رہے۔ کلہاڑی چلانے والے کا تو قریب میں نشان بھی نہ مل سکتا تھا۔ سب

کو علم تھا کہ کلہاڑی "نو ہاف" سے ادھر کہیں ہو گی ہی نہیں جو یہاں سے ایک دن کی مسافت پر واقع ہے۔

جینی نے کہا، "اگر یہ کلہاڑی کی چوٹ ہے تو پھر صندوق بنایا جا رہا ہو گا۔"

ذرا دیر کے بعد سیورڈ بولی، "شاید دریا پر کوئی کالا آدمی ہو اور اپنی ناؤ کو ٹھیک کرنے کے لئے لکڑی کاٹ رہا ہو یا شاید چھیل رہا ہو۔" لیکن سیورڈ سمجھتی تھی کہ اتنی سخت ضربیں کالے آدمی کی ہلکی پھلکی کلہاڑی کے بس کی بات نہیں۔ جلدی جلدی وہ انہیں بچھونے میں لے گئی اور آپ چھوٹا گون پہنے لیٹ رہی۔

جب اُٹھی تو دن چڑھ رہا تھا اور اسے جینی ہلا رہی تھی

وُہ دھیرے سے بولی، "سنتی ہو۔"

سیورڈ نے سر اُٹھایا۔ شگاف سے اس نے اندازہ لگایا کہ بہت دُور سے دھیمی پڑتی ہوئی آواز آ رہی ہے۔ دوپہر کے وقت آواز ختم ہو گئی لیکن رات پڑتے ہی پھر آنے لگی، اگلی صبح یہ بے حد اونچی تھی اور جینی نے سمجھا کہ کوئی گھڑیال اس کی زندگی کے بچے کھچے لمحوں کی منادی کر رہا ہے۔ سیورڈ سویرے کے کاموں میں مصروف رہی اور جب انہیں نبٹا چکی

تو اس نے اپنے سخت اور ساکن ہاتھوں میں کلہاڑی تھامی۔

وہ بولی، "یہ کافی دیر سے سوہانِ روح بنا ہوا ہے۔"

یہ کہہ کر وہ سب کے سب آواز کا کھوج لگانے نکل کھڑے ہوئے۔ جب وہ نکلے تھے تو کوئی آواز نہ سنائی دی تھی۔ ہاں جب آگئے گئے اور جوں جوں قریب پہنچتے گئے توں توں جنگل میں ضرب لگانے کی صدا صاف سنائی دیتی گئی۔ اس سے ڈر کر سوتی بہن کے دامن سے چمٹ گئی۔ اب تو یوں لگتا تھا کہ لوہار کا ہتھوڑا چل رہا ہو۔

تاہم فی الواقع یہ کیا چیز ہے؟ — سیورڈ بتا نہ سکتی تھی بہرحال اسے لوٹ جانے کا خیال نہ تھا۔ وہ پہاڑی سے اُتر رہے تھے۔ اب انہیں پہاڑی کی جڑ میں کچھ چیز حرکت کرتی ہوئی نظر آنے لگی جو اور پیڑوں سے ٹکرا رہی تھی۔ جب بالکل سامنے آگئی تو یہ ایک جنگلی جانور تھا جسے ان میں سے کسی نے پہلے نہ دیکھا تھا۔ پھر یہ جانور کالے اور نیلے رنگ کا چتکبرا سانڈ معلوم ہوا جو شہتیر کھسکا رہا تھا۔ وہیں وائٹ کے برابر کا ایک لڑکا تھا۔ جو پیچھے پیچھے شہتیر کو الٹاتا پلٹاتا جاتا تھا۔

سب یوں دیکھنے لگے جیسے تھک ہار گئے ہوں۔ جب سے اس جنگل میں آئے تھے انہوں نے یہ پہلا سفید انسان دیکھا تھا۔

"آہاہاہا۔ آہاہاہا۔ آہاہاہا"

وائٹ نے کالے لوگوں کی طرح منہ پر ہاتھ مارتے ہوئے جرأت آمیز انداز سے اس لڑکے کا استقبال کیا۔

گولی کی طرح اجنبی لڑکے نے آہنی سلاخ پھینکی اور بھاگ کر اپنے بیل کی آڑ میں ہو گیا۔ ایک بوڑھا آدمی بندوق لئے جنگل میں سے نکل آیا اور نر شتے ہوئے شہتیروں کے پشتے کے پیچھے ہو گیا۔ بندوق کی شکل دیکھتے ہی سب گلہریوں کی طرح بھاگے اور قریب ترین پیڑوں کے پیچھے جا چھپے۔ صرف ایک سیلور ڈ تھی کہ نیم خفگی کے عالم میں راستے میں ساکن کھڑی رہی۔

وُہ چلا کر بولی، "ہمیں مت نشانہ بناؤ۔ ہم سے ڈرنے کی ضرورت نہیں۔ ہم تو تمہارے ہمسائے ہیں۔"

دوشیزگی

گھر جاتے وقت سیوورڈ نے اپنے تئیں کہا، "ہمیں خبر تک نہ ہوئی اور یہیں جنگل میں سفید لوگ رہتے ہیں۔ بچاری ماں اس دن کے لئے نہ جیتی رہی کہ ان سے مل لیتی!"

بچّوں کی زبانیں اب خوب کھل رہی تھیں — ابھی پہلی پہاڑی کی چوٹی پر پہنچے نہ تھے کہ سولی نے۔ بڑی پھرتی اور بہادری سے ریچھ کی طرح مڑ کر نظر اُٹھا کر اُوپر کی جانب دیکھا سولی نے سب سے مُنہ پھاڑ کر کہا، "ہمارا گھر بڑا اچھا ہے۔"

جب وہ نیچے کھڑی تھی تو اُس کے مُنہ پر تالا لگ گیا تھا۔ تب کسی نے بات نہ کی۔

سیوورڈ نے وائٹ سے شکایتاً کہا، "کیا تم اس لڑکے سے کچھ نہیں کہہ سکتے؟"

وائٹ اور اجنبی لڑکا بس اتنا ہی کر سکتے تھے کہ بیل کی پچھاڑی لے کر ایک دوسرے کے خلاف تیوریاں چڑھا لیتے۔

سیبورڈ اس سے بات چھیڑنا چاہتی تھی لیکن عورت ذات کے لئے تو وُہ خشک اور غیر حساس واقع ہوا تھا۔ یہ سب اس جگہ دیر تک کھڑے کے کھڑے ہی رہے۔ کبھی اس ٹانگ پر اور کبھی اس ٹانگ پر کھڑے آنکھیں کھولے تکتے رہے۔

اگر کہیں وہاں عورت ہوتی تو معاملہ دگرگوں ہوتا۔ اور وُہ اوہیو دریا پار کے بچوں کو دیکھ کر خوش ہوتی۔ آج کسی عورت ذات کی شکل دیکھ کر اس سے باتیں کر کے تسکین ہوتی۔ تاہم اتنا معلوم ہو جانا ہی کافی تھا کہ گھنے جنگل میں ایک دوسری جگہ بھی ہے جہاں پیڑوں پر کلہاڑیوں کی ایسی ضربیں پڑی ہیں جو ملنسار انسانوں کی موجودگی کا پتہ دیتی تھیں۔

دوپہر کو گھر میں گھسنے سے پہلے پہلے ڈارتھ نے بچوں سے ساری کتھا سن لی تھی۔ کھانا کھا کر اس نے سیبورڈ کی طرف دیکھا۔

اس نے اطلاع کی نیت سے پوچھا، "اس کے یہاں کوئی عورت نہیں؟"۔

سیکورڈ نے جھٹ کہا، ”مَیں نے پوچھا ہی نہیں۔“
جب ورتھ نے اسٹول پیچھے کھسکایا تو اس کا چہرہ روشن تھا جیسے جبری کتاب پڑھ لیتی تھی ویسے سیکورڈ باپ کے چہرے کو دیکھ کر بیشتر اوقات مطلب سمجھ لیتی لیکن اس وقت کچھ ایسے آثار نمایاں تھے جن کی بابت لڑکی کو گمان نہ تھا کہ پہلے کبھی دیکھے ہوں۔ آخر اس کے دل میں کیا تھا؟
کافی عرصے کے بعد ایک دن مردانہ لہجے میں بات چیت کرنے کی بھنک اس کے کان میں پڑی۔ جب وہ کواڑ کے پاس گئی تو اس نے برآمدے سے شہتیر پر باپ کو اور اپنے پڑوسی کو بیٹھے دیکھا۔ وُہ اور اس کا لڑکا قدموں کے نشان سے پتہ لگاتے لگاتے یہاں آپہنچے تھے اور یہ جاننا چاہتے تھے کہ لوکیٹ کنبہ کس جگہ رہتا ہے۔ اب جو یہ لڑکا یہاں آیا تو اس کے گھنگریالے بال سر پر کھڑے ہو گئے جیسے یہاں کا نقشہ دیکھ کر اسے حیرت ہوئی ہو۔
اس کا لڑکا بھولی بھٹکی بھیڑ کی طرح کھڑا تھا۔ سیکورڈ نے سوچا ”آج وُہ ان دونوں مہمانوں کی خاطر تواضع کرے گی۔ بےچاروں کے یہاں عورتیں بھی تو نہیں۔ ورتھ اور وائٹ کے

یہاں تو ہیں ۔"

کھانے سے فارغ ہونے کے بعد دونوں مردوں نے شہتیروں کے مقابل اپنے اسٹول پیچھے کر لئے اور ورتھ کا پیش کردہ تمباکو پی کر خلا کو دھوئیں سے بھر دیا۔ پھر انہوں نے ایک دوسرے کو اپنے پچھلے وطن کا نام بتایا اور ورتھ نے بیان کیا کہ اس نے کن مشکلوں سے جنگل میں راہ پیدا کی ہے ۔

پڑوسی نے اپنا نام میتھیس کوٹل بتایا۔ وہ چھوٹا سا آدمی تھا اور اس بات پر فخر کرتا تھا کہ پچھلے وطن یوگی ہنی میں بھائی کے گھر میں اس کے پاس ایک گائے اور ایک گھوڑی تھی ۔

جب تک پڑوسی وہاں رہا سیورڈ نے محسوس کیا کہ اس کی سیاہ چمک دار آنکھیں گھر کے اندر سیورڈ کو کام کاج کرتے دیکھ رہی ہیں ۔

کچھ دیر بعد سیورڈ کی طرف چاقو کے پھل سے اشارہ کرتے ہوئے بولا، "اس کا بیاہ ہو چکا ہے؟" سیورڈ کو ایسی عجیب سی سنسنی محسوس ہوئی جیسے درد پیدا کئے بغیر وہ چاقو ایک طرف اس کی ابھری ہوئی چھاتی میں گھس گیا ہو ۔

ورتھ نے اپنی سب سے بڑی لڑکی کو احمقانہ نظر سے دیکھا اس شمال مغربی علاقے میں مرد نایاب تھے اور پھر ایسے میں جس آدمی کے پاس بیل ہو، گائے اور گھوڑی ہو وہ اس کی لڑکی سے بیاہ کرنے کا آرزومند ہو۔

ورتھ نے سر ہلا کر کہا، "ابھی بیاہ نہیں ہوا۔"

"کسی سے بات پکی ہوئی ہے؟"

"میرے علم میں تو نہیں۔" ورتھ نے جواب میں کہا۔

اجنبی لڑکا خوشی سے اچھل پڑا اور وہاں سے اٹھ کر چلا گیا۔ جب لوٹا تو خوشی کے مارے ناچنے لگا۔ جب اس نے زبان کھولی تو ظاہر ہوا کہ اسے بہت کچھ کہنا ہے۔

"میں اپنے تئیں پوچھتا ہوں، میتھیس کیا تجھے یہاں پھر چھکڑا چاہیئے۔ میرا جواب ہے، نہیں۔ میرے پاس بیل ہیں۔ میں پوچھتا ہوں تجھے گھوڑی اور چھکڑے کی ضرورت ہے میرا جواب ہے، نہیں۔ یہاں گھوڑی اور چھکڑی کے لئے سڑکیں ہی نہیں۔ میں پوچھتا ہوں، تجھے گائے مطلوب ہے۔ میرا جواب ہے، نہیں۔ مجھے نہ فالتو دودھ درکار ہے، نہ کھانا۔ میں پوچھتا ہوں، تجھے عورت کی حاجت ہے۔ میں کہتا ہوں بخدا، اسی کی تو طلب

ہے۔ میں عمر بھر اکیلا ہی درخت تو نہیں کاٹتا رہوں گا۔"

ورتھ نے کہا، "سیورڈ، سنا، یہ کیا کہہ رہا ہے؟"

سیورڈ نے دھیرے سے جواب دیا، "ہاں، میں نے ٹھیک سے باتیں سنی ہیں۔"

"پھر، تم بھی کچھ بولوگی۔"

"میں اسے ذرا بھی نہیں جانتی۔"

اس نے باپ کا خیال سمجھنے کے لئے پورا جتن نہیں کیا ورنہ وہ متنفر ہو جاتی کہ اسے بیاہنے کے لئے ورتھ دلیلیں گھڑنا چاہتا تھا۔ اسے یہ بات پسند نہ آئی تھی کہ صرف مرحومہ کی خاطر اپنے بچّوں کا پیٹ پالنے کے لئے بندھا ہوا ہے۔ اگر اس کا بھی آدمی ہو تو حالات بالکل بدل جائیں گے۔ پھر وہ بے شک چلا جائے اور کبھی نہ لوٹے۔ سب اپنی جگہ مزے میں رہیں گے۔

سیورڈ نے ملائم انداز میں نوجوان میتھیس سے کہا، "سنا ہے جاڑوں میں تم یوگی ہتی جاتے ہو۔ وہاں کوئی اچھی سی عورت تمہاری واقف نہیں؟"

"ایک خوبصورت عورت کو وہاں میں جانتا ہوں۔ اس کا نام میگی بریڈلے ہے۔" اس نے کہا۔

سیبورڈ نے اس پر سر ہلایا۔

"کیوں نہیں تم اسے بیاہ کر گھر لاتے ؟ میں خوبصورت عورت کو یہاں دیکھنے کی خواہشمند ہوں" وہ بولی

پست قد نوجوان مینتھیس نے اس کی طرف دیکھا لیکن بات کی تہ تک نہ پہنچ سکا۔ وہ سمجھا کہ سیبورڈ خود کو اس کے لائق نہ سمجھتی تھی۔ اس میں اپنی بڑائی کا احساس پیدا ہو گیا۔ جب مینہ ہلکا ہوا تو مینتھیس اور لڑکا دونوں دوست کے گھر سے رخصت ہوئے۔

وہ بمشکل دروازے تک پہنچے تھے کہ ورتھ بیٹی سے مخاطب ہوا۔

وہ بولا، "تجھے کیا ہوا ہے؟"

اس نے جواب دیا، "میں بونے کے ساتھ نہیں رہونگی۔"

ورتھ نے کہا، "تجھے شاید پھر کوئی موقعہ بھی نہ ملے۔"

اس نے کہا، "وہ پہلا آدمی تو ہے لیکن میرا جی کہتا ہے کہ وہی آخری نہیں۔"

باپ نے اسے اپنی گھنی ابروؤں میں سے دیکھا —

ورتھ اجڈپن سے بولا، "میں جب ہو گزر جاؤنگا تو تجھے کون

لاؤں گا۔ اب تم سیانی ہو گئی ہو۔ اور یہ ٹھیک نہیں کہ اِدھر اُدھر یوں گھومتی پھرتی رہو جیسے کالی عورتیں کوٹھے مٹکاتی پھرتی ہیں ڈورتھ نے یہ باتیں بڑی تیزی اور روکھے پن سے کہیں لیکن سیفورڈ نے اس کی آنکھوں میں جذبۂ محبت کے آثار دیکھے

اس نے دل ہی دل میں کہا کہ وہ اب عورت بن گئی ہے۔ مغرب کے دریاؤں سے سیراب ہونے والی سرزمین میں ایک سفید عورت کا وجود معرضِ ظہور میں آیا تھا۔ عورت ہونا بڑی اچھی بات ہے۔ اسے خبر نہ تھی کہ موقعہ ملے تو وہ بدل سکتی ہے۔

بستی

شمال مغرب کے اس علاقے میں حالات بدتر تھے۔ اگلی بہار کے آغاز ہی میں وِرتھ نے سیلورڈ سے شکایت تھی۔ بڑے خراب حالات تھے۔ کچھ ہی عرصہ پہلے یہ نہایت عمدہ اور زرخیز علاقہ تھا۔ اسے دیکھنے کو جی چاہتا تھا۔ یہ جنگل نظر فریب نظاروں کا مرکز تھا۔ اس میں کبوتر عام تھے اور شکار کی کمی نہ تھی۔ کالے لوگ پریشان نہ کرتے تھے، کیونکہ ان میں سے بیشتر دُور دُور شمال اور مغرب میں آباد تھے۔ سفید شکاری بھی پگڈنڈیوں سے اِدھر اُدھر رہتے تھے۔

حکومت کو اوہیو کے طویل خم کے آر پار جنگل میں راستہ بنانا پڑا۔ اب پرانی ریاستوں کے لوگ اس راستے سے آنے جانے لگے تھے۔ پہلے کوٹل خاندان کے افراد پچھلی بہار میں آئے اور پھر مک وہرٹرز خاندان کے لوگ پت جھڑ میں آئے۔

اب پوری آبادی ڈیل کی دکان پر جمع ہونے لگی۔ یہ ایک دکندار تھا جس نے ایک نوکر رکھا تھا۔ یہ بھاگنے دوڑنے والا تھا۔ یہ لونڈا سامان سے لدی ہوئی کشتی دریا کے راستے لے آیا اور لا کے یوں انبار لگا دیا جیسے وہ اس مقام پر تجارتی اڈہ نہیں جمائیں گے جہاں کالے لوگوں کا دریائی راستہ پایا جاتا تھا۔

ورتھ بولا، "مجھے کسی کا بھی شکوہ نہیں۔ یہ تو مردار پر بھنکنے والی مکھیوں سے بھی زیادہ آدمیوں کو کھینچ لائیں گے۔"

وانٹ ایک طرف اندھیرے کونے میں بیٹھا باپ کی باتیں سنتا رہا۔ اسے کچھ کہنے کی تو ہمت نہ ہوئی لیکن کاروباری اڈے کے کھلنے کی خبر نے اس کے بدن میں خوشی کی لہر دوڑا دی۔ اسے یوں لگا گویا اس کی پیٹھ پر چیزوں کا انبار لدا ہے۔ اس کا خیال معاً اپنی ترچھی چھت کی طرف گیا جہاں چھوٹی چھوٹی کھالیں پڑی تھیں اور جنہیں اس نے بہن کے گھریلو چاقو سے صاف کیا تھا۔ اسے اب ایک ہی فکر لاحق تھی اور وہ یہ کہ باوا جلدی سے جنگل کا رُخ کرے۔ تین دن تک وہ پتھر کی طرح بے جان ہو کر بیٹھا رہا۔ لیکن اندر ہی اندر اُسے اتنی بے چینی

ہو رہی تھی کہ کبھی پہلے نہ ہوئی ہوگی۔ ڈر تھا کہ کہیں بیوپاری ارادہ نہ بدل لے اور اس کے پہنچتے پہنچتے وہاں سے چل نہ دے۔

صبح سویرے باپ تازہ گوشت لانے نکلا۔ وائٹ اس کی ایک ایک حرکت دیکھتا رہا۔ باپ نے ابھی ندی پار بھی نہ کی تھی کہ وائٹ چھت پر جا پہنچا اور اپنی کھالیں اُٹھا اُٹھا کر جھاڑیوں میں ٹپکنے لگا۔

سیوارڈ نے پوچھا، "کہاں جانے کا ارادہ ہے؟"

وُہ جھٹ بولا، "کہیں دُور تھوڑی جا رہا ہوں۔"

اس نے بہن کو ذرا بے وقوف نہیں بنایا۔ جب وُہ باہر نکلا تو بہن کام لے کر دہلیز پر بیٹھ گئی۔ ایک نظر اس پر بھی ڈالتی رہی۔ وُہ کچھ دیر اِدھر اُدھر ٹہلتا رہا جیسے کوئی جلدی نہ ہو۔ دھیمی چال سے سیوارڈ اس کے سوا کوئی نتیجہ اخذ نہ کرسکی وُہ یہیں کہیں جا رہا ہے۔

اسے جگہ کا علم تو نہ تھا لیکن یہ خود بخود ہی سامنے نظر آگئی۔ درخت گرے پڑے تھے۔ اس سے زیادہ موٹا تازہ لڑکا اور ایک لمبا تڑنگا کالی داڑھی والا آدمی مل کر دو گھر بنا رہے تھے۔ وُہ دونوں کو جھاڑیوں سے لگ کر

تھوڑی دیر دیکھتا رہا۔ صاف جگہ میں پہلے جھاڑ پھونس سے ایک جھونپڑا ڈال لیا گیا تھا۔ یہ سامان رکھنے کے لئے تھا۔ باہر شہتیریوں پر کالی عورتیں براجمان تھیں اور ان کے ننگے بچّے لوٹ پوٹ رہے اور بھاگ دوڑ رہے تھے۔

اس نے چھڑی کی طرح بدن کو تان لیا اور جھونپڑے کے دروازے تک پہنچا۔ دھوئیں کے اندھیرے میں اسے ایک سفید آدمی نظر آیا جس نے چمڑے کی پوستین پہن رکھی تھی۔ چہرہ لال تھا اور لومڑی کی طرح چست چالاک۔ یہ ضرور جارج رومک دکندار ہوگا۔ اس نے بھیڑ دیکھی اور اپنی باری آنے کا انتظار کرنے لگا۔ اس کے آگے شوانیوں کی قطار لگی تھی اور یہ لوگ نئے دکندار کا بھاؤ تاؤ جانچنے آئے تھے۔

وائٹ کے جی میں تھی کہ سیبورڈ، جینی، اینشا اور سوکی سب آئیں اور یہاں اسے دیکھیں۔ کیونکہ پھر وہ اسے کبھی دیکھ نہ پائیں گی۔ عورتیں لڑکوں بالوں کی طرح دکان پر گھوم پھر نہ سکتی تھیں۔ یہ بھی نہ ہو سکتا تھا کہ جہاں زمانے بھر کے مال کا انبار لگا ہو وہاں آ کر کھڑی ہو جائیں۔ نئے چمکیلے سیسے کی سلاخیں، سرخ اور سبز کمبل، نیلے کمبلوں کی پیٹیاں

اور پکی لال رنگ کی چیزیں بکھری پڑی تھیں ۔ نئی توڑے دار بندوقیں بھی تھیں ، دیسی لال رنگ تھا اور منکوں والے چوبی ڈول تھے اِدھر ایک پیپا بھی دھرا تھا جس کی ٹپکتی ہوئی ٹونٹی کے نیچے لکڑی کا پیالہ پڑا تھا اور وسکی کی بو فضا کو مستانہ بنا رہی تھی ۔ لیکن جن چیزوں کے نظارے نے لڑکے کے خون میں اشتیاق انگیز جوش پیدا کیا وہ لال لال مقامی کلہاڑیاں تھیں اور چمکیلے شکاری چاقو تھے ۔ یہ دکان کے ایک کونے میں درخت میں گڑے ہوئے تھے

سرخ ہندی اس وقت گئے جب اندھیرا چھا گیا ، اور دکان میں موم بتیاں جلا دی گئیں ۔

وائٹ آگے بڑھا ۔

" کیا دام ہیں ایک چاقو کے ۔"

جارج روبک نے وائٹ کی چھوٹی سی گٹھڑی کے لئے ہاتھ بڑھایا اور ننھی ننھی کھالوں کو دیکھا بھالا ۔ پھر انہیں یوں الگ ٹپک دیا جیسے یہ دوسرے سامان کے ساتھ رکھنے کے لائق نہ ہوں ۔ پھر چاقو نکال لیا ۔ اس سودے کے لئے وائٹ کو اپنی بہت سی کھالیں دینی پڑیں اور ریچھ یا چوہے

کی چند کھالیں ہی بچیں۔ جب ایک دفعہ چاقو اس کے ہتھے چڑھ گیا تو اس نے دکندار کے جذبات کا خون نہیں کیا۔ اس نے مضبوطی سے چاقو پکڑا اور چل دیا۔ مقامی عورتیں الاؤ جلانے لگ گئی تھیں ان کی روشنی کی مدد سے اس نے دیکھا کہ دکندار کا نوکر اور دو شوانی لڑکے باہر کھڑے رسی بٹ رہے ہیں۔

نوکر چھوکرے نے شینجی میں آکر کہا، "میں تمہیں پٹخ سکتا اور گھسیٹ کر پھینک سکتا ہوں۔"

وائٹ چوکس ہوگیا۔

"جب تک یہ چاقو میرے پاس ہے تمہاری کیا مجال ہے؟" وائٹ نے ڈٹ کر جواب دیا۔

"دکھاؤ تو!"

وائٹ نے چاقو پیچھے کرلیا۔

وائٹ نوکر جتنا بڑا نہ تھا تاہم وُہ حریف کو قوتِ بازو دکھائے بغیر چاقو کو ہاتھ نہ لگانے دے گا۔ دونوں ایک دوسرے کے آمنے سامنے ڈٹے کھڑے رہے کوئی بھی رستے سے نہ ہٹتا تھا۔ یوں سمجھو دو توانا بھینسے راستہ روکے کھڑے تھے۔

نوکر نے پہلے ہتھیار ڈال دیئے۔ وُہ ذرا موٹا تھا۔ اسے نرم پڑنا ہی تھا۔

وُہ ایک طرف ذرا کھسکا اور بولا، "مَیں تمہیں ادلے بدلے میں چاقو دوں گا۔"

وائٹ فاتح تھا۔ وُہ چپ چاپ چل دیا۔

دُور جا کر جو دیکھا تو جنگل گڑھے کی طرح تاریک دکھائی دینے لگا۔ ہاتھوں اور پاؤں سے راستہ ٹٹولنا پڑا۔ کبھی سرد پانی کے دھاروں سے پالا پڑتا، کبھی گیلی زمین سے، کبھی کیچڑ سے، کبھی لکڑی کے موٹے کندوں اور کبھی شہتیریوں سے، کبھی کھاؤں میں سے گزرنا پڑتا اور کبھی پہاڑیوں کے اوپر سے۔ دور سے گیدڑوں کے چلّانے اور عورتوں کی طرح جنگلی بلی کی چیخیں سنائی دیں۔ اِدھر اُدھر جھاڑیوں میں سے گاہے گاہے آوازیں سنائی دیتی رہیں۔ اس نے دل ہی دل میں کہا کہ اس کے پاس شکاری چاقو نہ ہوتا تو اسے بڑا ڈر لگتا۔

اسے کچھ گمان نہ تھا کہ گھر کتنی دور ہے۔ راستہ انوکھے موڑ کھا رہا تھا۔ کبھی اِدھر جاتا کبھی اُدھر جاتا۔ وہ کہاں تھا اس کا اسے دلدل کی سنگ لیس مچھلی سے زیادہ اندازہ نہ تھا

اتنا ضرور معلوم تھا کہ وُہ بھٹک گیا ہے۔ ایک مرتبہ یہ بھی خیال ہوُا کہ سامنے کہیں مدھم سی روشنی جھلملا رہی ہے۔ ابھی آگ روشن کرنے کا زمانہ بھی نہ آیا تھا۔ اس نے چھوٹی سی ندی عبور کی تو اسے پتہ چلا کہ یہ اس کے باپ کی کوٹھری کی کھڑکی تھی جس پر روغنی کاغذ منڈھا تھا اور اس میں سے آگ کی چمک آ رہی تھی۔

کسی نے دروازہ کھولا۔ یہ جینی تھی۔ اتنی رات گئے پر بھی اس کی سب بہنیں جاگ رہی تھیں۔ وُہ پیچھے کھڑا ہو رہا۔ اچھا ہوُا کہ اس نے سب کے اُترے ہوئے چہرے دیکھ لئے جو سوچ رہی تھیں کہ ان کا اکلوتا بھائی ابھی تک باہر ہے۔ اس نے پیٹی میں چاقو کھونسا اور اندر چلا گیا۔

جینی نے اسے اندر آنے کا راستہ دیا۔

"باوا گھر ہوتے تو پھر دیکھنے کیا بنتا۔"

سب کو چاقو دکھانے کی غرض سے وُہ مڑا اور بولا،

"کھالیں بیچنے ذرا نئی دکان پر گیا تھا۔"

سب سے پہلے ایشا اور جینی نے چاقو چھونے کی کوشش کی لیکن اُس نے بڑی صفائی سے چاقو نکال کر سیورڈ کے حوالے

کیا جو اسے سنجیدگی سے دیکھ رہی تھی۔

ایشا نے بھونڈے لہجے میں طنزاً کہا، "بس یہی کائنات لائے ہو؟"

سیورڈ نے چاقو لے کر جینی کے حوالے کر دیا یہ اس کے بعد سب سے بڑی تھی۔

اس نے لڑکے سے کہا، "آئندہ دھندا کرنا ہو تو باوا کے ساتھ جانا تاکہ تم لٹ کر نہ آؤ۔"

اس نے گرم جوشی سے انکار کیا اور کہا، "مجھے کسی نے نہیں ٹھگا۔"

اس نے پورا زور لگا کر کہا، "آئندہ میں تم سے پوچھوں کہ کہاں جاتے ہو تو مجھ سے کہہ کے جانا میں آدھی رات تک تمہارا راستہ دیکھنے کے لئے تیار نہیں کہ تمہیں کسی جنگلی جانور نے گھیر لیا ہو۔"

سیورڈ کا لب و لہجہ درشت تھا لیکن خیر وہ خوش تھا کہ بلا ٹل گئی تھی۔

سیورڈ نے سب کو بچھونے میں سلا دیا۔ وہ اس بات پر مسرور تھی، کہ اس کا بھائی گھر لوٹ آیا۔ جب وہ دوسرے

دن ذرا گھر سے باہر نکلی تو اس نے دور دکان میں ہنسنے کھیلنے کی ہلکی ہلکی آوازیں سنیں۔ اسے پروا نہ تھی کہ دکان پر نظر ڈالتی۔ دکندار بھی دلچسپی لینے پر اس کا شکرگزار نہ ہوتا۔

اسے محسوس ہوا کہ انسانوں کا پڑوس میں آکر بس جانا خوش آئند ہے۔ اس حالت میں کہا جا سکتا ہے کہ وہ اب ایک آبادی میں رہتے تھے۔ اس کی خواہش تھی کہ ماں یہ نقشہ دیکھنے کے لئے آج زندہ ہوتی۔

مُسرّت آگیں لمحات

جینی تصویر کی طرح حسین ہوتی جا رہی تھی۔

وہ اب باقیوں کی طرح کمسن نہ رہی تھی۔ کبھی کبھی وہ انہیں نوچنے کھسوٹنے لگ جاتی۔ کبھی کبھی یوں انہیں دھکیل دیتی جیسے یہ سب ابھی ابھی اپنے اپنے جھولے سے رینگ کر باہر آئے ہیں۔ وہ گھر کی بنچ پر پیر پر پیر رکھ کر بیٹھ جاتی۔ اس کی گوری چٹی ٹانگیں ننگی رہتیں اور وہ بیٹھے بیٹھے درد بھرے گیت گاتی۔

آج جینی کو جتنے گیت یاد تھے سب اس نے گائے "پنچھی اُڑ جا" والا گیت اس نے دوبارہ گایا۔

یہ چھوٹا سا گیت تھا لیکن اسے سب سے زیادہ پسند تھا۔

دل میں آرزؤں کا میلہ لگا ہو۔

تھالی میں سبزیوں کے پکوان ہوں۔
نیلے پنچھی اُڑ جا
میرے دل کی بات پوری کر لا۔
میدان میں گھاس کے انبار لگے ہوں
تھالی تاشس دانوں سے بھری ہو
لال پنچھی اُڑ جا
میرے دل کی بات پوری کر لا
اِدھر ایشا جس کی شکل انڈین لوگوں کی طرح کالی تھی
دروازے پر نظریں جمائے ہوئے تھی۔
مذاق کرتے ہوئے بولی، "تمہارے دل کی بات پوری ہو گئی
دکندار کا چھوکرا آ رہا ہے۔"
جینی نے دھیرے دھیرے ٹانگیں سیدھی کریں۔ لمحے بھر
کے لئے بھی ایشا کی بات کا یقین نہ آتا لیکن جب اس نے
دروازے سے باہر جھانکا تو پگڈنڈی پر جیک ٹینچ اور
اس کا چھوکرا چلے آ رہے تھے۔
جینی نے تنبیہہ کرتے ہوئے کہا، "خبردار جو میرا اتا پتہ
بتایا نہیں تو سر پھوڑ دوں گی۔" اور پھر اس کی گوری چٹی

ٹانگیں سیڑھیوں پر چڑھتے چڑھتے اسے اوپر کی منزل پر لے گئیں۔ وہ نظروں سے اوجھل ہو گئی۔ اور سوتی کے بچھونے میں گھس گئی۔

گندے فرش پر جیک ٹینچ کے دیسی جوتوں سمیت چلنے سے جو آواز پیدا ہو رہی تھی اسے جینی سن رہی تھی۔ وہ پہلے گھر میں یوں چلا آیا تھا جیسے یہ اسی کا ہو۔ جینی اسے جانے کے لئے نہ کہہ سکتی تھی۔

وہ وہیں کی وہیں پڑی رہی۔ اس کے ساتھ نچلے کمرے میں قید ہو رہنے کو وہ بُرا سمجھتی تھی۔ ایک مرتبہ وہ کھسک کھسک کر بالائی کمرے کے روزن کے قریب یہ دیکھنے آئی کہ بڑی بہن تو خیریت سے ہے۔ سیبورڈ چولھے پر جُھکی ہوئی تھی اور راکھ ہٹا کر آگ پر روٹی پکا رہی تھی۔ جیک ٹینچ بگھار رہا تھا کہ اس نے کس طرح ایک خطرناک سانپ مارا تھا۔

آج اس کے پاؤں زمین پر نہ ٹکتے تھے۔ جب سیبورڈ نے گرم گرم بھوبل روٹی پر پھیلائی تو جیک نے زور سے تمباکو کی پیک تھوکی جس نے کمرے کا آدھا فاصلہ طے کیا۔ جینی نے دیکھا کہ اس کی بہن کا چہرہ لال ہو گیا ہے لیکن وہ ذرا

نہیں بولی۔

اس نے نوکر چھوکرے کی آواز سنی۔ وہ دروازے کی جانب آ رہا تھا۔

"صاحب! جینی کہاں ہے؟"

"وہ باہر نہیں ہے کیا؟"

"مجھے تو دکھائی نہیں دیتی۔"

"تو پھر اِدھر اُدھر ڈھونڈو۔ پھر دیکھو ملتی ہے کہ نہیں"

جینی کے دل میں بڑی بہن کے لئے محبت کی لہر اٹھی۔ اس پر بھروسہ کیا جا سکتا تھا۔ وہ کبھی دھوکا نہیں دے گی۔ جیک کے لئے تو بہت بڑی نعمت تھی۔ جینی کو اچھی طرح علم تھا کہ وہ ان کے یہاں کیوں چکر لگاتا ہے۔ ادھر سیورڈ کا یہ حال تھا کہ وہ بھی یہ بات جان گئی تھی کہ جیک کے ساتھ رہنا پڑے گا خواہ اس کا جی چاہے، خواہ نہ چاہے ورنہ تو کہہ چکا تھا کہ شادانی بستی میں لڑکے بالے جیک کو ملزم قرار دیتے تھے۔

کچھ دیر بعد نوکر چھوکرا پھر پلٹ آیا۔ اس نے شکوہ کرتے ہوئے کہا، "مجھے تو وہ کہیں نظر

نہیں آتی۔"

جیک نے جو قہقہا لگایا تو جینی کو ناگوار گزرا۔

وہ بولا، "شاید اوپر کے کمرے میں وہ تمہاری راہ دیکھ رہی ہو۔"

اس نے جان لیا کہ چھوکرا کمرے میں آ رہا ہے۔ وہ اُٹھی اور زینے سے نیچے اتر گئی۔ اس نے ذرا رک کر چھوکرے کو ایک نظر دیکھا۔ اس کی بھوری بھوری آنکھوں میں حیرت پائی جا رہی تھی۔ وہ پھر گھر سے باہر نکل گئی۔

چھوکرے نے جینی کو نام لے کر پکارا لیکن جینی نہ رکی چھوکرا لپک کر اس کے پیچھے پیچھے ہو لیا جینی نے مڑ کر پیچھے دیکھا۔ چھوکرا پوری قوت کے ساتھ لپکا آ رہا تھا۔ وہ دوڑ پڑی۔

جینی اتنی دور نکل گئی کہ پھر صرف چلنا بھی سودمند تھا۔ ابھی وہ بے دم نہ ہوئی تھی۔ چھوکرا اسے پکار رہا تھا اور وہ سن رہی تھی۔ وہ سمجھنے لگی جیسے وہ ہرن ہے اور لڑکا اس کا شکار کر رہا ہے۔ مرد ہمیشہ عورتوں اور جنگلی جانوروں کا شکار کرتے ہیں۔ لیکن وہ اس چھوکرے کے ہاتھ کب لگتی

تھی۔ اسے خبر تھی کہ ہر ہرن کے چھپنے کے ٹھکانے ہوتے ہیں۔
جہاں وہ دن کے وقت سوتا ہے۔ وہ بھی اسی چھپنے کی جگہ میں
جا دبکے گی۔ اس نے چھوکرے کو راہ سے بے راہ کرنے کے لئے
لمبا چوڑا چکر لگایا۔ پھر وہ دریا کی طرف چل پڑی اور ایک
بڑی پاکیزہ جگہ اس کے سامنے آئی۔ یہ خود اس نے تلاش کی
تھی۔ وہ اسے صرف اپنے سچے محبوب کو دکھانے پر آمادہ تھی۔
پہلے وہ ایسے مرغزار میں سے ہو کر گزری جہاں چھوٹی چھوٹی
فرن اُگی تھی۔ چلنے میں یہ نرم نرم فیتے کی طرح اس کے پاؤں اور
ٹانگوں کو سہلاتی رہی۔ پھر وہ صنوبر کے درختوں کے تاریک
جھنڈ میں جا پہنچی۔ اس شمال مغربی حصے میں صنوبر کی ایسی افراط
نہ تھی۔ یہاں کچھ ایسی خنکی تھی جیسے صنوبر کے جنگل میں رات
کا سماں ہو۔ تاہم کرم خوردہ کندوں اور شاخوں کے ذخیرے
سے ادھر چندھیا دینے والی روشنی موجود تھی جس نے صنوبر کے
مرغزار کو سنہری شادابی بخش دی تھی اور روپہلی سطح آب پر چمک
رہی تھی۔ یہاں ایک نئی دنیا پائی جاتی تھی۔ ایک نہ ایک
دن اسے اس میں داخل ہونا تھا۔ چمکیلی اور روشن سی ایک
چیز تھی کہ قریب آ رہی تھی۔

اس نے کان دھرے۔ پیچھا کرنے کی صدا غائب ہو چکی تھی وہ خفیہ کنج میں اب اکیلی تھی۔ اس نے بڑی تیز دوڑ دھوپ کی تھی۔ اس نے بڑی پھرتی سے اپنا لباس اتار پھینکا اور اپنے سرد سیمین بدن کو قدیم بھورے رنگ کے قدرتی قالین پر لٹا دیا۔ وہ اس نئی درخشاں دنیا کو دیکھنے لگی جس میں اسے ایک دن داخل ہونا تھا۔ یہیں وہ دروازہ تھا جس میں سے ہو کر اس کے سچے محبوب کو اس کی زندگی میں قدم رکھنا تھا۔ اس کے محبوب کے پاس اس کے باپ کی طرح پرانی وضع کی بندوق نہیں ہوگی بلکہ شاندار سرکاری بندوق ہوگی۔ اس کا لباس بھی معمولی درجے کا نہ ہوگا بلکہ وہ جھلمل جھلمل کرتی ہوئی سبز فوجی وردی زیب تن کئے ہوگا یا پھر نیلے سنہرے لباس سے آراستہ ہوگا۔ وہ اس کی سفید نیلوفری کلائی تھام کر اس اندھیرے جنگل میں سے لے جائے گا۔ شام کے وقت وہ دوسری عورتوں کی طرح بن سنور کر گلی کی ڈیوڑھی میں بیٹھ کر آنے جانے والوں کا تماشہ دیکھے گی۔ اتوار کے روز وہ نفیس رنگ برنگا لباس پہن کر گرجا میں جانے کے لئے نکلے گی۔

شام کے سائے پھیل رہے تھے۔ وہ گھر لوٹ رہی تھی۔

اس وقت لومڑی کی طرح وہ خوف زدہ تھی۔ کھلے ہوئے دروازے میں سے نوکر چھوکرا اور گھر کے بچّے ہنستے کھیلتے نظر آنے لگے۔ سیورڈ اور جیک غائب تھے۔ تھوڑی دیر کے بعد وہ دونوں دکان سے ہو کر جنگل کے اندھیرے حصّے میں آ گئے۔ وہ اپنی بڑی بہن کی طرف سے سنگ دل ہو گئی تھی۔ اس کی سمجھ میں نہ آتا تھا کہ اس کی بڑی بہن کس طرحِ سیر سپاٹے بھی کر لیتی ہے اور پھر جا کر کھانا بھی تیار کر لیتی ہے گویا کچھ بات ہی نہیں ہوئی۔ جب جیک اور اس کا چھوکرا جا چکے تو جینی آئی۔

آج رات جینی بچھونے میں لیٹی تو بڑی بہن سے الگ الگ رہی۔ پہلے اس نے ایک طرف کروٹ لی۔ پھر دوسری طرف لیکن آنکھ پھر بھی نہ لگی۔

سیورڈ کو آخر پوچھنا ہی پڑا ؟ "تمہیں کیا چیز ستا رہی ہے ؟"

جینی بولی ، "تم جانتی تو ہو۔ جیک ٹینچ اس چیز کا نام ہے۔"

جینی نے بڑی بہن کو خاموش ہنسی کے ساتھ کپکپاتے دیکھا۔

"جیک کے متعلق غم نہ کرو!"
جینی بولی، "وہ غالباً تمہیں بیاہ لے گا۔"
بڑی بہن کی آواز میں درشتی آگئی۔
اس نے جھٹ کہا، "اس سے رشتہ کیا؟ روٹی پکاتے ہیں جو کوئی میرے چولہے میں آگ ٹھوکرے گا وہ مجھ سے بیاہ نہیں کر سکتا۔"

ویران گھر

وائٹ اور چھوٹی بہن سولی کو کام مل گیا تھا۔ سنگھم پر ایک نیا پڑوسی آباد ہوا تھا جس کا نام مسٹر کووین ہوون تھا۔ دونوں بہن بھائی مل کر اس کے مویشی ہانک کر گھر لے آتے۔ راستے میں ایک جگہ ایسی آتی تھی جدھر سے گزرنا انہیں گوارا نہ تھا۔ جانوروں کی مرضی ہو تب بھی وہ شاذونادر ہی اِدھر آتے۔ تاریک خلا میں دور تک چلے جائیں۔ راستے کی دوسری طرف ایک ندی چشمے سے نکل کر پتلی سی دھار میں تبدیل ہو گئی تھی، ندی کے کنارے درختوں کے جھنڈ کے پاس اجڑا ہوا گھر تھا۔ زمانے اور موسم کی سختیوں کے باعث اس کی لکڑی کالی پڑ گئی۔ تھی۔ کبھی اس کے اردگرد کی زمین صاف ہو گی لیکن اب اس کی حالت دیکھ کر کوئی یہ نہیں کہہ سکتا کہ کبھی یہاں انسان آباد تھے۔

وُرتھ نے بتایا، "شادانی کہتے ہیں کہ یہ لوئی اسکرا کا گھر ہے۔ اس کے ساتھ ساٹمن گرٹی کا نام آتا ہے"

سب بچوں نے گھر کو دیکھا۔ ہر جنگلی نوجوان کو معلوم تھا۔ کہ لوئی ابھی لڑکا ہی تھا تو مقامی لوگ اسے اٹھا کر لے گئے۔ اور پھر وہ بڑا ہو کر انہی کی طرح بدمعاش نکلا۔ بلکہ ان سے بھی بڑھ کر اس نے اپنے ہی لوگوں کو زک پہنچائی۔

باپ نے یہ بھی بتایا کہ لوگوں کے قول کے بموجب اسکرا نے گھر میں ایک عورت ڈال رکھی تھی۔ شاتی اسے چپٹے چہرے والی چھوکری کہتے تھے۔ ایک دفعہ جب وہ انگلستانی جھیل کو گیا ہُوا تھا۔ عورت نے اس کے فراق میں جان دیدی۔

اکثر اوقات جب مویشی چرتے چرتے یہاں تک آ پہنچتے تو وائٹ انہیں دوسرے راستے سے گھر لے جاتا۔ شام پڑ چکی تھی اور سولی دیکھ رہی تھی کہ اس کا بھائی جانوروں کو ویران گھر کی جانب سے ہو کر چھوٹے راستے پر ڈال رہا ہے۔

سب سے پہلے اس پر جانوروں کی نظر پڑی۔ دور ہلتی ہوئی گھنٹیاں تھم گئیں اور آواز بند ہو گئی۔

ڈھور اور بچے، دونوں چوکنا ہو گئے۔ انہیں ایک نشانی

دکھائی پڑا جس نے کندھے پر بندوق اٹھا رکھی تھی سگائیں اب ایک قدم بھی آگے بڑھنا نہیں چاہتی تھیں۔ وائٹ کے ریت سے بھرے ہوئے بال اس اجنبی کو دیکھ کر ایک جھٹکے کے ساتھ کھڑے ہو گئے جو راستہ گھیر کر کھڑا ہو گیا تھا جس سے اس کے ڈھور بدک گئے۔

ڈھوروں کو دوبارہ آگے بڑھانے کے لئے اسے بڑی جانفشانی سے کام کرنا پڑا۔ جب وہ ذرا آگے بڑھے تو سوّلی نے دیکھا کہ ایک سفید آدمی اتنے آرام اور بے فکری سے کھڑا ہے گویا اسے اس بات کی کوئی فکر ہی نہیں ہے کہ کسی کے ڈھور اس سے بدک کر جھاڑی میں گھس گئے ہیں۔ جب ذرا اور آگے بڑھے تو ان کی متحیر نگاہوں نے ایک اور بات دیکھی۔ درختوں میں سے ہلکے بھورے رنگ کا دھواں اوپر کو اُٹھ رہا تھا جیسے لوئی آسکرا کے گھر کے پرانے دودکش سے نکل رہا ہو

اجنبی نے قریب آ کر ان سے پوچھا، "یہ ڈھور کس کے ہیں؟"

"کووین ہوون کے"، وائٹ نے اس کی طرف دیکھے بغیر جواب دیا۔

"میں نے سنا ہے یہاں کوئی بستی ہے" اجنبی نے ان میں سے ایک کے بعد دوسرے کو اپنی ہلکی نیلی آنکھوں سے دیکھتے ہوئے کہا اس کی کاٹھی گٹھی ہوئی تھی لیکن ایسی نہیں تھی جیسی ورنھ کی تھی۔ اس کی پیٹھ اُبھری ہوئی تھی اور اس کا سینہ نوجوان تیتر کی طرح آگے کو نکلا ہُوا تھا۔

"کووین ہووِن تمہارا نام ہے ہ؟" اس نے وائٹ سے پوچھا۔

"میرا نام لوکیٹ ہے، اور اسی طرح اس کا بھی" وائٹ نے سولی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

تمام راستہ وہ ہر وقت پگڈنڈی کے ایک کنارے پر چلتا رہا اور اپنے ڈھوروں کے پیچھے پیچھے رہا جو جھاڑیوں میں سے ہو کر گزر رہے تھے، اس کے پیچھے پیچھے سولی چل رہی تھی، وہ سر جھکائے چل رہی تھی اور ایسا دکھائی پڑتا تھا کہ وہ بے خیالی کے ساتھ چل رہی ہے۔

لحظے بھر میں وہ وائٹ سے آگے بڑھ گئی اور حالانکہ وہ گردن جھکائے جا رہی تھی اس کا ایک قدم بھی تو رستے پر اِدھر سے اُدھر نہیں پڑا۔ اس کے باپ کا شکاری کُرتا ایک ڈھیلا ڈھالا فراک سا تھا جو اس کی ران سے بھی نیچا تھا، وہ

بارہا دیکھ چکی تھی کہ اس کا باپ کرٹی اور بر فیلی صبح ہیں اسے پہن کر کام کیا کرتا تھا، لیکن یہ اسکرا جو قمیض پہنے ہوئے تھا وہ بڑی تنگ اور عمدہ تھی۔ اس پر وہ ایک بے آستین کی قمیض پہنے ہوئے تھا جس پر یا تو نیولے اور گلہری کے سمور سے کڑھائی کی ہوئی تھی یا غریب لڑکیوں کے بالوں سے جو جینی کی طرح نرم اور بھورے تھے، اس کے چمکیلے بٹن جست کے بنے ہوئے تھے اور بے آستین کی قبا کا استر آدمی کے خون کی طرح سرخ تھا۔

"کیا وہ کچھ اور کہہ رہا ہے؟" وائٹ نے چلتے چلتے سولی سے پوچھا۔

"مجھے تو کچھ سنائی نہیں دے رہا" اس نے جواب دیا۔

"اب ہم اس سے بہت دور آگئے ہیں۔ ڈرو مت" وائٹ نے سولی کو دلاسا دینے کے لئے کہا۔

مگر جب ڈرنے کی کوئی ضرورت نہیں تھی تو وائٹ ڈھوروں کو اتنا تیز کیوں ہانک رہا تھا؟ وہ کبھی پہاڑی پر چڑھ جاتے اور کبھی پہاڑی کے دامن میں چلے جاتے۔ ڈھوروں کی گھنٹیاں بج رہی تھیں اور ان کا سامان کبھی اس راستے پر ہوتا اور کبھی

اُس پر۔ مسز کووین ہوون انہیں چھاچھ میں سے مکھن نکالنے کے لئے جیسی (Jasse) دیگی ۔ کووین ہوون کا لکڑی کا ٹال اب ان کی نظروں کے سامنے تھا۔ مسز کووین ہوون کا گول چہرا جس پر چیچک کے بے شمار نشان تھے، ہمیشہ خوبصورت دکھائی دیتا تھا۔ جب وہ ٹال کے قریب پہنچے تو وہ اپنے دو دودھ پیتے بچوں کو گود میں لئے باہر آئی۔

وائٹ نے جلدی سے سولی کو تاکید کی، "کچھ کہنا مت جب تک میں بھی تیار نہ ہوں، گھر کو مت بھاگنا؟"

جب تک لوٹی نے اخروٹ سے بھرے ہوئے تھیلے ڈھوروں پر سے اتارے گایوں کو اصطبل میں باندھا، سولی پہلے تو ایک ٹانگ پر اور پھر دوسری ٹانگ پر کھڑی اس کا انتظار کرتی رہی۔

وائٹ نے مسز کووین ہوون کو بتایا کہ "آج تمہیں کسی نیندوے سے پالا پڑے گا۔ تم اسے بھگا نہیں سکو گی"۔ اس نے اصطبل کا دروازہ بند کرتے ہوئے اس سے کہا "میرا خیال ہے" "اب مجھے اور سولی کو کھانا کھانے جانا چاہئے؟"

سولی اور وہ ساتھ ساتھ چلنے لگے، وہ سیدھے اور

چپ چاپ جا رہے تھے، دھندلکا ہو چکا تھا اور سیاہی افق پر پھیل گئی تھی جونہی وہ مسز کووین ہوون کے گھر سے کچھ فاصلے پر پہنچے ان کے ننگے پیر جلدی جلدی اُٹھنے لگے اور وہ ایک دوسرے سے پہلے گھر پہنچنے کی کوشش کرتے لگے تاکہ گھر پر ساری کتھا سنائی جائے۔

ورتھ نے تھوڑی دیر تک ان کی آپ بیتی سنی۔ پھر وہ یکایک بول اُٹھا، "جاؤ کھانا کھالو۔ اگر وہ یہاں آنکلا تو اس نواب زادے کے ہوش ٹھکانے لگا دوں گا۔"

الیشا نے اس شام دھیرے سے سوکی سے پوچھا۔ "کیوں سوکی، وہ کیسا آدمی تھا، اس کے چہرے کی رنگت کھلتی ہوئی تھی یا سیاہ؟"

"ایسا معلوم ہوتا تھا، جیسے گیدڑ کے ساتھ لوٹ کے آیا ہو" سوکی نے جواب دیا۔

الیشا نے اس کی حمایت کرتے ہوئے کہا، "تم اسے بُرا بھلا کیوں کہہ رہی ہو، وہ ابھی بچہ ہی تھا کہ ڈیلاویری اسے اٹھا کر لے گئے۔ جو کچھ ڈیلاویری کہتے ہیں وہ وہی کچھ کرتا ہے۔ میں اسے ایک نظر ضرور دیکھوں گی۔"

گرمیوں کے موسم کے پہلے ایشا کے لئے ایک موقع آیا۔ سب لوگ بیٹھے کھانا کھا رہے تھے سولی نے کواڑ سے باہر جھانکا تو اسے چرم پوش شکلیں نظر آئیں۔ انہوں نے لال رنگ کے کالر پہن رکھے تھے اور پگڈنڈی پر چلے آ رہے تھے۔

اسٹول پر بیٹھے بیٹھے ورتھ کے چہرے پر پژمردگی چھا گئی بچّوں میں سے بیشتر تیار ہو بیٹھے۔ سیٹورڈ چپ چاپ میز پر کھانا چنتی رہی۔ جب اس نے دیکھا کہ کوئی ہلتا ہی نہیں تو وہ اپنے آپ ہی دروازے پر چلی گئی۔

قدرے سفید رنگت والا آدمی کھڑا تھا۔ اس نے پوچھا، تمہارے باوا گھر پر ہیں؟"

سیٹورڈ نے جھٹ پٹ کہا، "ہاں"

سیٹورڈ کی نرمی نے لوئی اسکرا کو موم نہ کیا۔ وہ گھر میں چلا آیا۔ ورتھ میز کے سرے پر کھڑا تھا۔

آسکرا جو اس وقت پاپڑوں سے بھری ہوئی ٹوکری کی طرح مسرّت خیز اور توانا معلوم ہو رہا تھا۔ اس نے ورتھ کی مزاج پرسی کی۔

ورتھ نے شام بخیر کہا۔

"جارج رویک نے تم سے ملنے کا مشورہ دیا تھا" اسکرا بولا

ورتھ گلا خرخرانے والی آواز نکال کر رہ گیا۔

اسکرا نے کہا، "مجھے چھت ڈلوانے کے لئے آدمی چاہیے اور سب کہتے ہیں، تم اچھے کاریگر ہو۔"

ورتھ نے پریشان ہو کر نفی میں سر ہلایا۔

"ابھی تو میرے پاس ذرا بھی وقت نہیں ہے۔" وہ بولا

لوئی اسکرا بالکل تاؤ میں نہ آیا۔ اس نے خوشی کہا، "میں انتظار کر سکتا ہوں۔"

کسی نے زبان سے ایک کلمہ نہیں نکالا۔ چوبی طبق پر بھنا ہوا گرم گرم ہرن رکھا تھا۔ کبھی کسی سرخ ہندی نے اپنے دروازے سے کسی کو بھوکا نہ لوٹایا ہو گا بشرطیکہ اس کے اختیار کی بات ہو۔

"روٹی تیار ہے۔ کیا کھانے کے لئے بیٹھتے ہو؟" یہ بات ورتھ نے ایسی بددلی سے کی کہ ہر آدمی اس سے انکار کا پہلو نکال سکتا تھا۔

لوئی سکرا نے شکریہ ادا کیا۔

ورتھ نے اپنی ریش دار ٹھوڑی ہلا کر الیشا کو اسٹول خالی کرنے اور بنچ پر مل کر بیٹھنے کے لئے اشارہ کیا۔ پھر تم ہیں

سے ہو کر آنے والی ہوا کی صدائیں، شکاری چاقوؤں اور کاٹھ کے چمچوں کی آوازیں آنے لگیں۔ ہونٹ مزا لیتے ہوئے دکھائی دے رہے تھے۔

جینی پُر لطف انداز سے کھانا کھاتی رہی اور اینشا اپنی کالی کالی آنکھیں اُٹھائے تختے کے دوسری طرف بیٹھے ہوئے آدمی کو دیکھ رہی تھی جس نے سرخ دھاریوں والا کالر پہن رکھا تھا۔

سُولی بھی اسی کو دیکھ رہی تھی۔ اگر بھائی کی طرح اس کے پاس چاقو ہوتا تو وہ میز کے نیچے چلی جاتی جہاں اس کا باوا اسے نہ دیکھ سکتا اور پھر وہ سفید انڈین کو ٹھیک کرتی۔

جب سب لوگ کھانے سے فارغ ہوئے تو لوٹی اسکرا نے بتایا کہ اب وہ شاہی ملازم نہیں رہا۔ کبھی اسے جھوٹ اور سچ کی پہچان تھی اور تب اس نے جنرل وین کی طرف داری بھی کی تھی ورنہ اسے سچ مان رہا تھا۔ اگر کوئی دیر تک اس کے پیچھے لگا رہے تو وہ یقین کر لیا کرتا تھا۔ وائٹ سمجھ رہا تھا جیسے کسی سور یا کو غلطی میں کان سے پکڑ لیا ہو۔ لوٹی اسکرا، سولی کو بھی باور نہ کرا سکا۔ سولی کی کالی کالی آنکھیں سلگ رہی تھیں اور وہ بھیڑیئے کے بچّے کی طرح اسے گھور رہی تھی۔

ورتھ اور لوئی اسکرا اٹھ کر آگ کے پاس چلے گئے اور انہوں نے پائپ جلائے۔ وہ شکار کی کہانیاں سنا رہے تھے اور لوئی بڑ ہانک رہا تھا کہ کس کس طرح اس نے جنرل کے لئے شکار مارا۔ لشکر کو سرخ ہندیوں نے گھیر رکھا تھا لیکن لوئی کی ہمت کی داد دینی چاہیئے کہ اس نے گوشت کا توڑا نہ آنے دیا۔ وہ رات کو چپکے سے نکل جاتا اور اپنا کام کرتا۔

اس نے بتایا کہ ایک دفعہ تو وہ یوں جنگل میں گھس گیا کہ دشمن نے دیکھا ہی نہیں۔ پھر تو اس کی اور اس کے حریف کی حالت ایک سی تھی۔

سولی محسوس کر رہی تھی کہ اس کا باپ اور بھائی دونوں بن بلائے مہمان کو عزت کی نظر سے دیکھ رہے ہیں اور جینی بھی قصے کہانیاں سننے کے لئے ان کے قریب چلی گئی ہے۔

اس نے اپنی بہن کو کبھی اتنا خوبصورت نہیں دیکھا۔ آج رات اس کے بال صنوبر کے درخت کی گلہری کے سمور کی طرح نرم اور بھورے رنگ کے تھے اور شہری خاتون کی طرح اس کا بدن گورا ہو رہا تھا۔ وہ لوئی اسکرا کو دیکھ رہی تھی، جس نے شکاری لباس اور فوجی ٹوپی پہن رکھی تھی۔ جو کچھ وہ

کہہ رہا تھا جینی اسے بغور سن رہی تھی۔ پھر اس نے یہ بتایا کہ ایک دن جب اس نے مادہ چیتا کو بچوں کے ساتھ کھیلتے دیکھا تو اس کا دل نہ چاہا کہ اس کا شکار کرے — اس پر جینی اور بھی آگے جھک گئی —

سیفورڈ ایک کونے میں جا کر اندھیرے میں بیٹھ رہی اور وائٹ کیلئے ہاتھوں میں نرم اور گائے کی ملائم کھال لئے بھائی کا جامہ سینے لگی۔ اس کے چہرے سے کچھ مترشح نہ ہوتا تھا۔ تاہم اکیلی وہی تھی جس نے لوئی اسکرا کی آمد پر غوغا آرائی نہیں کی۔ بڑی بہن کے لئے سوسی کے دل میں جذبۂ محبت پھوٹ پڑا۔ وہ اس کے پاس جا کر بیٹھ رہی —

ورتھ بولا، "تم اب وطن واپس جانے کا کب تک ارادہ رکھتے ہو؟"

اسکرا نے کہا، "مجھے تو اب یہیں گھر بنانا ہے۔ کہتے ہیں ریاست (۱) سے وکیل آیا ہے۔ میں اس سے قانونی مشورہ لیا چاہتا ہوں"

ورتھ نے متانت کے ساتھ سر ہلایا۔ اسکرا نے اپنا پائپ بھرا اور تمباکو بوڑھے کے حوالے کر دیا —

---

(۱) ریاست میساچوسٹس

"کسی دن ٹھہر جاؤں گا۔ تمہارے بچوں میں سے کوئی بتا دے گا کہ وہ کہاں رہتا ہے؟"

وِرتھ نے سر ہلاتے ہوئے کہا، "ہاں، ہاں۔ میرا لڑکا بخوشی تمہیں لے جائے گا۔"

"لوئی اسکرا نے کہا، "خیر، لڑکا کہیں مویشیوں کو چرانے گیا ہو تو مس جینی ہی مجھے اس کا گھر دکھا دے گی۔"

سفید مگنولیا[1]

ورتھ نے مہمان سے کہا کہ سونے کی غرض سے اسے گھر جانے کی ضرورت نہیں۔ اندھیرے میں جنگل سے گزر کر جانا کافی طولانی قصہ ہے۔ کیوں نہ وہ رات یہیں سو رہے اور کل سویرے چلا جائے؟ اس پر لوئی نے کہا کہ وہ اسے پھر ساتھ ہی لے چلے۔

ورتھ کی داڑھی میں حرکت آئی۔ اسے فائدہ ہوگا اگر یہ نوجوان بالعموم اس کے یہاں اپنا پھیرا رکھے۔ لیکن لوئی تو اسی کی طرح شکاری آدمی تھا جسے جنگل پسند تھے۔ وہ ان درختوں کو کاٹنے اور جلانے والے آبادکاروں کے یہاں نہ جاتا۔ یہاں جب وہ روشنی جلاتے اور باتیں کرتے تو اسے مزا آتا۔ وائٹ اور جینی بھی اپنے اپنے اسٹول کھینچ کر پاس

---

[1] ایک قسم کا درخت جس کے پھول اور پتے خوش رنگ ہوتے ہیں۔

آ بیٹھتے اور باتیں سننے لگتے۔

یہ ٹھیک ہے کہ وہ کالوں میں پل کر جوان ہوا تھا لیکن جب تک کوئی اسے نہ چھیڑتا وہ برائی پر آمادہ نہ ہوتا۔ آج ہی دوپہر کو جب سوّلی نے چھوٹی بہنوں سے کہیں باہر جانے کو کہا تو اسکرا بھی ان کے ساتھ چلنے کے لیے تیار ہو گیا۔

دو بہنیں اندھیرا پڑے گھر لوٹیں۔

ورتھ نے پوچھا کہ ان کی بہن جینی کہاں ہے؟

الیشا نے اپنی بھاری آواز میں بتایا کہ جینی اور اسکرا دونوں بھاگ کر چلے گئے۔

ورتھ نے آگ پر نظر ڈالی۔ وہ کچھ اور باتیں بھی پوچھنا چاہتا تھا لیکن وہ سیبورڈ کی موجودگی کے باعث پریشان ہوا جا رہا تھا۔ کل پورا چاند ہو گا لیکن اسے خبر نہ تھی۔ اسے ایک پرانا مقولہ یاد آ گیا۔ "جب ابھی چاند کی چمک پوری طرح نہ نکھری ہو تو عورتیں غبی ہوتی ہیں اور جب چاندنی بھرپور ہو جائے تو وہ جری اور بے باک ہو جاتی ہیں۔"

سب بچھونے میں چلے گئے لیکن ابھی آگ میں سے شعلے نکل رہے تھے کہ جینی اور لوئی چپکے چپکے آئے۔

جینی نے دھیرے سے کہا، "بابا کہہ چکے ہیں تم ٹھیر سکتے ہو۔"

لوئی نے کمر میں سے چاقو نکالا۔ جوتے کے تسمے کھولے اور سونے کے لئے تیار ہو گیا۔ لیکن جینی کو ابھی آگ دبانا تھی۔ چنانچہ اس نے انگاروں پر راکھ ڈالی۔ یہاں تک کہ کمرے میں اندھیرا ہو گیا۔ پھر اس نے کپڑے اتار دئے اور اندھیرے میں سونے کے کپڑے ڈھونڈنے لگی۔ جب اسے مل گئے تو پہن کر سیبورڈ کے بچھونے میں جا گھسی۔

ورتھ کمر کے بل چت لیٹ گیا اور سونے سے پہلے نہ جانے کیا کیا سوچتا رہا۔ شاید وہ سوچ رہا ہوگا کہ بیاہ کے لئے ایک اور لڑکی سیانی ہو گئی ہے۔ اس کے ہاتھ پیلے کرنے ہیں۔ ہاں اسے لوئی سے کوئی زیادہ تشویش نہیں تھی جو اس کے پاس ہی سو رہا ہے۔ البتہ وہ سوچ رہا تھا — جب یہ لڑکی ننھی سی تھی، اس وقت اگر کوئی ڈیلاویری اسے اٹھا کر لے جاتا تو کوئی کیا کر سکتا تھا۔ لوئی تو اس کے

نزدیک بڑا اچھا جوان ہے، بڑا اچھا لڑکا۔

وہ سرخ ہندیوں کے ساتھ صاحب سلامت کی وجہ سے لوئی آسکرا کے خلاف نہ تھا۔ یہ لوئی کا خارشتی پاؤں تھا جس نے اسے متنفر کیا۔ وہ یہاں سے جہاں بھی جائیگا، خارش اس کے ساتھ ہی جائے گی اور دوسروں کو بھی اپنا شکار بنائے گی۔

کیا وہ نہیں جانتا ؟ کیا وہ لوئی کو لگ بھگ پچھلے بیس برس سے پسند نہیں کرتا ؟ کیا وہ اب جیری کو اسی طرح دیکھ سکتا ہے جس طرح کہ اس نے کونسٹوگا دریا کے کنارے پہلی بار دیکھا تھا ؟ اس وقت وہ جوان تھی، سفید دودھ کی طرح اس کی رنگت کتنی جاذب نظر تھی اور جینی ہی کی طرح خوبصورت اور حسین تھی !

اب اگر لوئی کو کسی عورت کی خواہش ہوئی تو وہ تھ اسے مہیا کر دے گا لیکن وہ یہ بھی نہیں چاہتا تھا کہ جینی کا خوبصورت سفید مکھڑا اس کے گھر سے باہر چلا جائے۔ اس کا گھر سنسان تھا، اس میں جینی کی زیادہ ضرورت تھی۔

مرد اور عورت مدت تک شادی بیاہ کے رشتے ناتوں میں الجھے رہتے ہیں لیکن اس کی ابتدا کے لئے بہت ہی مختصر

مدت درکار ہوتی ہے۔ سب سے پہلی چیز جو اس کے لئے راہ ہموار کرتی ہے، وہ دونوں کا تنہائی میں یک جا ہونا ہے۔

دوسرے دن صبح اس نے سیبورڈ کو گھر میں سے باہر بلایا۔ "جینی سے کہہ دے" اس نے دوسری طرف دیکھتے ہوئے بڑی تیزی سے کہا، "ابھی دل لگانے کی عمر نہیں آئی ہے۔ ابھی بچی ہے۔ اگر وہ ایسی نہ بھی ہوتی تب بھی میں یہ پسند نہیں کرتا کہ وہ پہروں جھاڑیوں میں اکیلی دبکی پڑی رہے۔"

اس کے بعد وہ اپنی بندوق اور تھیلا لے کر جنگل کو چلا گیا۔

سیبورڈ نے باپ کے احساسات و جذبات کو پوری طرح تاڑ لیا۔ جس نے سیبورڈ سے آنکھیں چار نہ کی تھیں پھر بھی سیبورڈ معاملے کی تہ کو پہنچ گئی۔

"خوب!" اس نے سوچا ہے۔ باوا بھی خوب ہیں۔ پہلے تو خود ہی لوئی اسکرا کو اپنے ساتھ لائے آپ ہی نے میل ملاپ کرایا اب خود ہی دور بھاگ رہے ہیں۔ اور مجھے بیچ میں ڈال کر چاہتے ہیں۔ کہ میں جینی اور لوئی کے بندھن کو

توڑ دوں گا"

سیفورڈ نے دستر خوان سمیٹتے ہوئے خیال کیا "ان بندھوں کو توڑنا بڑا مشکل ہے، کہتے ہیں کسی کی زبان تھوڑی ہی گھستی ہے" جس طرح پنسلوانیا میں جیسی پالتو مرغیوں کو مختلف ڈربوں میں بند کیا جاتا تھا، بھلا انسانوں کے ساتھ کس طرح کیا جاسکتا ہے کہ انسان تو جنگل کے پنچھیوں کی طرح آزاد ہیں۔ سرخ سینے والے مرغ یا بھورے سینے والی مرغی سے دن بھر کہے جاؤ لیکن ان کا جوڑا اسی وقت ملے گا، وہ ہم صحبت اسی وقت ہوں گے جب ان میں حرکت ہوگی جب خواہش بیدار ہوگی — اور یہ صحبت، یہ ملاپ ہماری تمہاری نظروں سے دُور، بہت دُور جھاڑیوں کے کنج میں ہوگا — جسے نہ ہم دیکھ سکتے ہیں اور نہ سُن سکتے ہیں۔

بہر حال باوا نے جو کچھ کہا ہے وہ جینی سے ضرور کہہ دے گی لیکن جب جینی لوئی کے ساتھ چہل قدمی کر کے گھر واپس آئی تو بڑی ہی خوبصورت نظر آرہی تھی، اس کے دل کی دھڑکنیں تیز ہو رہی تھیں — وہ بڑی پیاری

لگ رہی تھی — گزشتہ چند دنوں میں جینی شباب کی رنگینیوں میں پوری طرح رنگ چکی تھی۔ جیسے جون بیری ایک دن پتلی دبلی اور پیلی نظر آتی ہے مگر دوسرے دن کلیوں سے لدی ہوئی دکھائی دیتی ہے۔ جینی کی صرف جلد ہی لالہ اور رلارل[۱] کی پتیوں جیسی تھی، اسی لئے اسے سفید مگنولیا[۲] کہتے ہیں۔

جب سیتورڈ اپنی کیتلی پہ جھکی تو اس کے چہرے پر بے رحمی کے آثار نمایاں تھے۔ ریچھ کی چربی کی وجہ سے یہ کیتلی سیاہ فام ہو رہی تھی اور اس میں ایک طرح کی چمک پیدا ہو گئی تھی۔ اس نے سوچا، "لوئی آسکرا اس لونڈیا کے لئے ٹھیک رہے گا۔ وہ جینی کی بڑی دیکھ بھال رکھتا ہے۔ پیار بھی کرتا ہے۔ اگر وہ یہ سوچتا ہو کہ جینی کو اپنی مرضی کے مطابق استعمال کرے اور جب مطلب نکل جائے تو اسے چھوڑ چھاڑ کر انگلستانی بحروں کی طرف نکل جائے اور بیچاری جینی اپنی تقدیر پر سو سو آنسو بہاتی اسی گھر میں پڑی رہے۔ اگر یہ بات ہے تو خدا اسے نیکی دے۔ اس پر رحم کرے!"

۱؎ ایک پودا — ۲؎ ایک قسم کا درخت جس کے پتے خوش رنگ ہوتے ہیں

اب کی بار وہ آیا تو وہ تنہا ہی اس سے جنگل میں بات کر لے گی اور اس سے تمام باتیں صاف صاف کہہ دے گی۔ لیکن نہ جانے وہ کہاں جائیں، جنگل میں ان کا ٹھکانہ بھی تو معلوم نہیں ــــ انہیں تلاش کرنا بڑا مشکل تھا"۔

ننھی بچّی

آج شمال مغرب کے اس علاقے کا سماں بڑا خوش گوار تھا۔ ایشا درختوں پر کلہاڑیاں چلا رہی تھی جس کی آواز مرد کی کلہاڑی کی آواز کی طرح جنگل میں گونج رہی تھی۔ جینی نے نرم نرم پتیاں اکٹھی کیں اور انہیں بچھونوں میں بھر لیا۔ وائٹ اور سوبی صبح ہی گایوں کو چرانے کے لئے نکل گئے تھے جوان کے روز مرہ کے کاموں میں شامل تھا۔ جھٹ پٹا ہو جائے اور سورج غروب ہونے کے بعد بھی وہ گھر واپس نہیں لوٹے۔ مگر اس سے سیورڈ کو ذرا بھی فکر نہیں ہوئی مگر جب تاریکی نے چاروں طرف ڈیرا جما لیا اور اُجالا اس کی آغوش میں چھپ گیا تو اس نے فیصلہ کیا کہ وہ گوون ہوون کے گھر تک چکر لگا آئے اور دیکھے کہ بچّوں کو کس نے روک لیا ہے جو اب تک نہیں آئے۔

اتنے میں وائٹ پر اس کی نظر پڑی۔ وہ خاموش دہلیز پر کھڑا ہؤا تھا۔ اس کا چہرہ چربی کی طرح زرد تھا۔ سیبورڈ نے جلدی سے اس سے پوچھا، "سوُلی کو کہاں چھوڑ آیا؟"

وائٹ اسی طرح چپ چاپ، بت بنا دہلیز میں کھڑا رہا — وہ ایسا بن گیا جیسے اسے اپنے باپ کے گھر میں داخل ہوتے ہوئے خوف محسوس ہو رہا ہو۔ اس نے کہا "گائیں اب سے پہلے اتنی دور کبھی نہیں گئی تھیں — مَیں اور سوُلی ان کی گھنٹیوں کی آواز نہ سُن سکے اس لئے ان کا کھوج لگانے کے لئے ہم ایک اونچی سی ٹیکری پر چڑھ گئے، ٹیکری کے دوسرے جانب کافی دور ان پر نظر پڑی۔ وہ گھنی جھاڑیوں میں چر رہی تھیں جہاں مکھیاں ہزاروں کی تعداد میں اُڑ رہی تھیں۔ جب ہم ان کے پاس پہنچے اور انہیں گھر کی طرف ہانکنا چاہا تو ہمارے قابو ہی میں نہ آئیں، مَیں نے انہیں خوب مارا، ان کے نکیلے سینگوں پر بھی بہتیری لاٹھیاں برسائیں لیکن انہوں نے گھر آنے کا نام ہی نہ لیا، بلکہ الٹی دور بھاگ گئیں۔"

اس نے سُولی سے وعدہ کیا کہ وہ تھوڑی ہی دیر کے بعد تھک جائیں گی اور پھر وہ انہیں گھر کی طرف ہانک لے چلے گا۔ لیکن سولی شمالی علاقے کے جنگل میں اور آگے جاتے ہوئے ڈر رہی تھی۔ سُولی نے کہا "اگر تو ان کے پیچھے پیچھے جانا چاہتا ہے تو جا۔ میں تو نہیں جاتی۔ میں گھر جاتی ہوں اور مسز کو ڈین ہوون سے ساری باتیں کہہ دوں گی۔"

گائیں آگے آگے جا رہی تھیں اور وائٹ پیچھے پیچھے انہوں نے ایک دریا کو پار کیا اور ایسی جگہوں کا رُخ کیا جو اس نے پہلے کبھی نہیں دیکھی تھیں۔ چلتے چلتے رات کا سایہ جنگل پر منڈلانے لگا۔ اسے دور فاصلے پر روشنی نظر آئی۔ اسے امید تھی کہ یہ شمالی قصبے کے کسی گھر کی روشنی ہے۔ اس نے شہتیروں کا ایک ہال دیکھا، بڑا انوکھا تھا۔ پھر اس نے دیکھا کہ ایک سفید آدمی اس میں سے روشنی لئے نکل رہا ہے۔ وائٹ نے اس سے پوچھا "یہ کونسی جگہ ہے؟" سفید آدمی نے اس کی طرف دیکھا۔ اس نے کہا "کیا تجھے معلوم نہیں، تو کہاں ہے؟" یہ کو ڈین ہوون کی زمین تھی جہاں وہ گایوں کو ہانک کر لے گیا تھا۔

اَلبَشا نے اپنی مردانہ آواز میں چلا کر پوچھا "کیا وہ خود مسٹر کووین ہووِن تھے؟ کا ئیں تمہیں گھر لے گئیں اور تمہیں اس کی خبر بھی نہ ہوئی!"

جینی نے چیخ کر کہا، "مگر سولی کہاں ہے؟"

سیورڈ نے کہا، "مجھے اُمید ہے، سولی اپنی حفاظت آپ کر سکتی ہے" اس کی آواز میں ٹھہراؤ تھا اور چہرا ساکن وہ پھر بولی "وائٹ اور میں اس کی تلاش میں جائینگے۔ اور اس کو ڈھونڈھ لائیں گے۔ مگر کیا وائٹ تو مجھے راستہ بتلا سکتا ہے؟"

لڑکے نے جواب دیا، "ہم جس راستے سے گئے تھے، میں وہ بتا سکتا ہوں لیکن گائیں جس راستے سے مجھے لائی ہیں، میں اسے نہیں بتا سکتا۔"

قبل اس کے کہ وہ سولی کی کھوج میں روانہ ہوتے، جان کووین ہووِن آیا اور آکر دروازے میں کھڑا ہو گیا۔ اس کی بیوی نے اسے یہ معلوم کرنے بھیجا تھا کہ سولی آئی ہے کہ نہیں۔ جان نے کہا کہ بہتر یہی ہے کہ وہ بھی اس کی تلاش میں ان کے ہمراہ جائے۔ چنانچہ وائٹ نے آتش دان سے

ایک مشعل جلائی اور ان کے آگے آگے چلنے لگا۔ وہ ٹھیک راستے پر چلنے کے لئے بار بار رک جاتا اور سوچتا کہ جس راستے پر وہ جا رہے ہیں وہ غلط تو نہیں ہے۔ سیفورڈ نے اپنے تئیں کہا اس رات سے پہلے میں نے اتنے تاریک، اتنے گھنے اور اتنے خوف ناک جنگل کبھی نہیں دیکھے تھے۔ وہ پگڈنڈیوں پر گئے، گیلی جگہوں سے گزرے، پہاڑیوں پر چڑھے اور وہاں سے نیچے اُترے، پھر کسی دوسری پہاڑی پر چڑھے اور ایک دوسری طرف کو اترے۔ تب وائٹ نے بتایا کہ یہی وہ جگہ ہے جہاں سے اس نے اور سولی نے گایوں کی گھنٹیوں کی آواز سنی تھی۔

انہوں نے پہاڑی کی چوٹی پر آگ روشن کی اور اُسے جلتا چھوڑ دیا۔ پھر وہ رات کی تاریکی میں سولی کے ننھے ننھے قدموں کے نشان تلاش کرنے لگے۔ کبھی کبھار وہ اتنی دور نکل جاتے کہ الاؤ کی روشنی غائب ہو جاتی۔

سیفورڈ تاریک جنگل میں پوری قوت سے چلائی۔ "ہو وو وو۔"

وائٹ چیختا "سو۔ و۔ و۔ لی۔ ی۔ ی۔"

اس کے جواب میں ان کے الفاظ کی صدائے بازگشت کے سوا اور کوئی آواز سنائی نہ دی ۔

رات کی تاریکی میں جنگلی پرندوں اور چمگادڑوں کی آوازوں کے سوا اور کوئی آواز ان کے کانوں میں نہ پڑسکی یہ جانور ان کی پریشانی، ان کے تجسّس سے بے نیاز اپنے کاموں میں مصروف تھے۔ ان کے لئے گویا یہ کوئی بات ہی نہ تھی ۔ وہ تینوں جنگل میں اس طرح پھر رہے تھے جیسے کوئی بچّہ رات میں بھٹک کر اِدھر اُدھر پھرا کرتا ہے اور جسے رات کی سیاہی میں پیارے ابا کے پاس پہنچنے کا راستہ معلوم نہیں ہوتا ۔

اتنے میں مینہ پڑنا شروع ہوگیا اور سیورڈ کے دماغ میں سولی کی تصویر پھر گئی ــــ وہ اس وسیع جنگل میں کسی جگہ سکڑی ہوئی پڑی ہوگی لیکن وہ ہے کہاں ؟ ــــ اس نے اپنے تئیں دریافت کیا۔ کیا وہ اپنی بہنوں اور بھائی کو پھر کبھی نہیں دیکھ سکے گی ؟

سیورڈ ان سب میں زیادہ تندی اور تیزی کا مظاہرہ کر رہی تھی، وہ سولی کی تلاش میں پیش پیش تھی لیکن

بارش نے ان کی مشعلیں گُل کر دیں۔ وہ مجبوراً صبح ہونے کا انتظار کرنے لگے تاکہ دن کے اجالے میں وہ جگہ تلاش کریں جہاں سے سولی اور وائٹ جدا ہوئے تھے۔ مگر وائٹ وہ جگہ معلوم نہ کر سکا جہاں اس نے اپنی گایوں کو کھڑا دیکھا تھا۔ رات بھر کی تلاش کے بعد جب وہ گھر کی جانب روانہ ہوئے تو ایک مبہم سا خیال ان کے دل میں کروٹیں لے رہا تھا کہ شائد ان کی عدم موجودگی میں سولی گھر پہنچ گئی ہو۔ مگر جب وہ گھر پہنچے تو اُنھوں نے کسی ایسی تھکی ماندی لڑکی کو اپنا منتظر نہیں پایا جس کے کپڑے جھاڑیوں میں الجھ کر پھٹے ہوئے ہوں، البتہ جینی اور ایشا کے پاس لوگوں کا ایک اژدہام لگا ہوا تھا۔۔۔ ان کے پاس بات کرنے والوں کی کوئی کمی نہیں تھی۔۔۔

ہوا یوں کہ جب مسز کووین ہووِن کا مرد رات کو گھر واپس نہ پہنچا تو اس نے ایک گھوڑے پر زین کسی اور ضرورت پڑنے پر خود ہی استعمال کے لئے تیار کر لیا۔ جب صبح ہوئی اور مرد کا پھر بھی کوئی پتہ نہ چلا تو اس پر سوار ہو کر ٹل اور ہاربی سن کنبے والوں کے ہاں پہنچی اور انہیں

ساری کتھا سنا دی۔

لوگ اس کی آمد پر فوراً کمربستہ ہو گئے جیسے نقارہ پر چوٹ پڑنے پر سپاہی جنگ کے میدان میں جانے کے لئے تیار ہو جاتے ہیں۔ جیک ٹنچ اور ملازم چھوکرے نے جن کے پاس سب سے آخر میں خبر پہنچی تھی سب سے پہلے لبیک کہا بلّی ہاری سن نے اپنا شکاری کتا لیا۔ ٹوڈ وبلڈر اپنے بھورے رنگ کے گھوڑے پر سوار ہوا اور پیچھے اپنی گھر والی کو بٹھایا۔ ایک دبلی پتلی عورت جس کا پہلا وطن کینٹکی تھا اپنے آدمی اور چھوٹے بچے کو لئے پیدل آئی۔ پستہ قد میتھئیس اور اس کا لڑکا بھی آیا۔ مک وہرٹر اور مک فال اپنے پانچ یا چھ لڑکوں سمیت جنگل کے پیچدار رستوں کو عبور کر کے آئے۔ یہ سب لوگ ورتھ کے گھر میں جمع تھے۔ ان میں سے بعض ایسے تھے جن کا ورتھ کے بچوں نے نام ہی سنا تھا، شکل صورت کبھی نہ دیکھی تھی۔

سیورڈ نے دل میں سوچا "اتنے لوگوں کو پاس دیکھ کر ڈھارس بندھ گئی ہے"۔

مک وہرٹر اور مک فال اور ان کے لڑکے بالوں کے پہنچنے پر جیک ٹنچ نے اردگرد کی چیزوں پر نگاہ ڈالی۔ ان میں چمک

تھی۔ اس نے دروازے میں کھڑے ہو کے کہا، "سائمنڈ کوئی فکر مت کر۔ جوڈے مک وہرٹر تیرے لئے اور بچے لے آئیگا"

بلی ہاربی سن نے اپنے شکاری کتّوں کا پٹا چھوڑ دیا اب وہ چلنے کے لئے تیار تھے۔

ایلین مک وہرٹر نے سیبورڈ کو دلاسا دیتے ہوئے کہا، "اگر تیری ننھی بہن کو جنگلی جانور ہڑپ نہ کر گئے ہوں گے تو یہ شکاری کتے اسے ضرور تلاش کر لائیں گے۔"

لیکن جب وہ دوسرے دن واپس لوٹے تو صرف یہ خبر لائے کہ ایک پگڈنڈی پر ایک بچّے کے ننگے پیروں کے نشانات ملے ہیں —— دوسرے دن یہ نشانات بھی مٹ گئے اور انہیں سولی کا کوئی کھوج نہ ملا۔

سیبورڈ نے دل ہی دل میں بڑبڑاتے ہوئے کہا، "یہ آخر باوا کہاں مر گئے ہیں؟ آخر وہ ایسی گھڑی میں گھر سے کیوں باہر ہوتے ہیں۔ جب ان کی سخت ضرورت ہوتی ہے؟ کیا انہیں معلوم نہیں کہ اس کی چہیتی ننھی جنگل میں کھو گئی ہے؟"

دوسری شام جب سیبورڈ نے دروازے کی طرف دیکھا تو اس کا باپ دہلیز میں کھڑا تھا۔ اس کے ہاتھ میں اس کی

بندوق تھی۔

اس نے جینی سے پوچھا جو اس کے سب سے زیادہ قریب تھی "تم سب کو کیا ہو گیا ہے؟"

جینی نے باوا کی طرف سے اپنا مُنہ موڑ لیا۔ وہ کوئی جواب نہ دے سکی۔ تب اس کی نظریں وائٹ پر پڑیں اور اس کے بعد ایشا پر اور سب سے آخر میں سیورڈ پر جو چولھے کے پاس تھی۔

اس نے بلند آواز میں پوچھا، "سولی کہاں ہے؟"

سیورڈ نے اسے بتایا "وہ ڈھوروں کے ساتھ گئی تھی۔ تب سے واپس نہیں لوٹی۔"

یہ سن کر ورتھ کی حالت اس جنگلی جانور کی سی ہو گئی جو جال میں پھنسنے کے بعد پہلی لاٹھی کی چوٹ کھا کر دبک جاتا ہے۔ اس نے مری ہوئی آواز میں پوچھا، "یہ کب کا واقعہ ہے؟" اور جب سیورڈ نے اسے بتایا کہ اس بات کو کئی دن گزر چکے ہیں اور اب تک تو سولی کی ہڈیاں بھی نہ رہی ہوں گی تو اس کے دل پر بجلی سی گری۔ وہ کئی بار کراہا۔ سیورڈ نے اس کے کرب اور اس کی بےچینی سے اندازہ لگایا

کہ وہ سوچ رہا تھا۔ اگر وہ گھر ہی پر رہتا تو بھلا ایسا کیوں ہوتا؟

جب سیبورڈ اسے ساری بپتا سنا چکی تو ورتھ نے اس طرح اس کی طرف دیکھا جیسے اس نے شراب پی رکھی ہو۔

اس نے پوچھا، "لوئی کہاں ہے؟"

سیبورڈ نے کوئی جواب نہیں دیا۔

"اچھا تو اسے میرے پاس لے آ۔" ورتھ نے سیبورڈ سے نظریں چار کئے بغیر اس سے کہا "لوئی کو کچھ نہ کچھ ضرور معلوم ہوگا۔ وہ ضرور جانتا ہے؟"

لوئی آسکرا دوسرے دن پو پھٹنے سے پہلے پہنچ گیا۔ اس نے سانبھر کی کھال پہن رکھی تھی جس سے وہ ایک کھلنڈرا نوجوان دکھائی دے رہا تھا۔ اس نے تیز اور کھا جانے والی نظروں سے سیبورڈ کو دیکھا۔ سیبورڈ نے اس سے کہا، "تم مجھے پہلے نہیں پا سکتے!"

ہاں! اسے اس بات کا احساس تھا بلکہ وہ اچھی طرح سمجھ گیا تھا کہ انہیں اب اس کی ضرورت ہے۔

تبھی تو اسے بلایا گیا ہے۔ اس احساس نے اسے گستاخ بنا دیا۔ اس نے سولی کی تلاش کرنے والوں کی جماعت کا اپنے تئیں سردار فرض کر لیا۔ لوئی نے ان سے کہا کہ آج سولی کو تلاش کرنے والے سب ایک قطار میں چلیں گے۔ ہر آدمی اور لڑکا ایک دوسرے سے چھ بلی کے فاصلہ پر ہوگا۔ قطار کو تیر کی طرح سیدھا رکھنے کے لئے ہر شخص بلی کو کھینچے رکھے گا اور جب کسی کو کوئی نشان، کوئی علامت، کوئی آثار یا کوئی پہچان نظر آئیگی تو یک بین ٹل اپنی نفیری بجائے گا اور اگر انہوں نے بندوقیں داغیں تو سمجھو، انہوں نے لڑکی کو تلاش کر لیا ہے

"زندہ یا مردہ" یہ الفاظ اس نے سیورڈ پر نظریں جماتے ہوئے ادا کئے۔

اس روز کتنی دفعہ نفیری بجنے کی آواز آئی، ان عورتوں کو کچھ معلوم نہیں جو ورتھ کے کیبن میں انتظار کی پہاڑ سی گھڑیاں گزار رہی تھیں کیونکہ جس جگہ نفیری بجی ہوگی وہ کیبن سے بہت دور ہوگی اسی رات مردوں کو گھیرے اور تاریک جنگل میں کسی نہ کسی جگہ قیام کرنا

پڑا۔ دوسرے دن صبح ایلشا، کورا، مک وہرٹر اور بعض دوسری سیانی لڑکیاں ارد گرد پھرنے گئیں۔ وہ کووین ہوون کی تال پر بھی گئیں جس میں مکڑیاں بھری ہوئی تھیں اور جنکی دیکھ بھال کرنا ضروری تھا۔ وہ تھوڑا بہت کھانا اور بچھونے لے کر واپس لوٹیں۔ مگر مرد اس رات بھی گھر واپس نہیں آئے لیکن چند راتوں کے بعد عورتوں نے مردوں کے کھانسنے کی آوازیں سنیں جینی کے ہاتھ کانپنے لگے اور وہ بہ مشکل گاؤن کھینچ سکی۔ اس نے سوچا ــــ لوگ سولی کو تلاش کر لائے ہیں

یہ بوڑھے مک فل اور ہین گڈنگ کے کھانسنے کھنکارنے کی آوازیں تھیں۔ انہوں نے گھر کے دروازے پر آکر اس لئے کھنکارا تھا کہ کہیں عورتیں اور بچے ان کی اچانک آمد سے ڈر نہ جائیں۔

جینی کا سوچا پورا نہ ہوا۔ سولی ان کے ساتھ نہیں تھی لیکن لوئی اسکرا کی آنکھیں بن بلاؤ کی طرح جنگل میں سولی کی تلاش میں ابھی تک لگی ہوئی تھیں اسے اور روتھ کو بلی ہاربی سن کے شکاری کتوں کی کوئی ضرورت نہیں تھی۔ پہلے دن لوئی کو

بعض خوشبودار اور رسیلے پودوں کی ایسی لکڑیاں ملیں جنکو ہرن کے سوا کسی اور خلقت نے چبایا تھا۔ کیونکہ ٹہنی کے بالائی حصے پر دانتوں کے نشان پڑے ہوئے تھے اور درخت کو ایک سرخ دھاگا ملا جسے کسی سیاہ عقاب نے ٹکڑے ٹکڑے کر رکھا تھا۔

یہ دونوں ایسے ایسے تاریک گوشوں، دشوار گزار رستوں اور مشکل گھاٹیوں میں سوولی کو تلاش کرتے پھر رہے تھے جو انہوں نے اس سے پہلے کبھی نہیں دیکھے تھے۔ جہاں تاریکی ــ رات کی سی تاریکی مسلط تھی اور کچھ نظر نہ آتا تھا۔ انہیں جب بھی کوئی نشانی ملتی وہ اور آگے بڑھ جاتے اور ننھی سوولی کی تلاش میں گھر سے اور دور نکل جاتے۔ تیسری رات وہ اس جگہ پہنچ گئے جہاں سوولی نے رات گزاری تھی۔ پرانی پتیوں کا بستر بچھا ہوا تھا ــ انہوں نے سوچا ـــ سوولی یہاں دن بھر ضرور ٹھہری ہوگی ــ اس کے ننھے ننھے پیروں کے نشان شہتیر پر پڑے ہوئے تھے۔ کیا خیال ہے، سوولی اس جنگل میں ہوگی؟

اس نے اپنے تئیں کہا، اس کا اندازہ لگانا دشوار ہے

ہاں یہ دیکھنا چاہئے کہ اس گھنیرے جنگل میں چھڑیوں کا بنا ہوا کوئی گھروندا تو نہیں ہے۔ انہوں نے جلد ہی لکڑیوں کا بنا ہوا چھوٹا سا مکان تلاش کر لیا۔ اس پر چھت پڑی ہوئی تھی۔ اور درمیان میں دہلیز تھی۔ اندر پتیوں کا بچھونا تھا۔ رکابی کے لئے لکڑی کا ایک گٹکا پڑا ہوا تھا جس کو ڈھانکنے کے لئے ایک ننھی لڑکی کے خوبصورت لباس کی دھجیاں پڑی ہوئی تھیں ان باتوں سے اس امر کا بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ یہ گھر کسی لڑکی ہی نے بنایا ہوگا۔ انسانی آبادی اور جنگل کے چوبی گھروں سے دور اس تنہائی میں اس نے ٹھیک اپنے باپ کے گھر کے نمونے کا مکان بنایا تھا۔

جینی پھر بھی اس کی آواز نہ سن سکی۔ اس نے بستر میں اپنا سر چھپا لیا۔ الینا کے بھورے چہرے پر مردنی چھا گئی۔ سیورڈ مشکل سے چولھے کی طرف مڑ سکی۔ وہ اپنی آنکھوں سے بہتے ہوئے آنسو نہ روک سکی اور منہ پھیر لیا۔

اس نے دل ہی دل میں کہا، ”سولی! کیا تو ابھی زندہ ہے؟“

اس کا باپ بھی یہی سوچ رہا تھا۔ اس کے دل میں بھی یہی

ہوک اُٹھ رہی تھی ۔

بوڑھا ہگ مک فال اور ہین گڈ نگ دن چڑھے پھر تلاش میں جنگل کی طرف نکل گئے ۔ اب کی وہ ایسے گئے کہ پورے سات دن تک گھر کا رُخ نہیں کیا ۔ عورتیں ان کا راستہ دیکھتی رہیں ۔

جینی نے دل میں سوچا " امید تو یہی ہے کہ جب اُنہوں نے سولی کا گھروندا تلاش کر لیا ہے ، وہ اسے بھی ڈھونڈ نکالیں گے ۔"

لیکن جینی کا خیال درست نہ نکلا ۔ وہ پھر گھر واپس آ گئے ۔ انہوں نے کہا ۔ سولی ایک سیدھے اور صاف رستے پر گئی ہے جس پر جاتے تو سب ہیں مگر واپس کوئی نہیں آتا ۔ تو کیا سولی مر گئی ؟ !

تھکے ماندے سب لوگ اور لڑکے بالے واپس لوٹ آئے ۔ انہوں نے سارا جنگل چھان مارا تھا اور سولی کی تلاش میں اتنی اتنی دور نکل گئے تھے کہ کوئی شخص تنہا وہاں تک جانے کا خیال بھی اپنے دل میں نہیں لا سکتا ۔ اس تلاش کے دوران میں انہیں جو کچھ ملا اور اُنہوں نے جو کچھ دیکھا وہ صرف گھوڑوں

کی ٹاپوں کے نشان تھے اور راکھ کا ڈھیر تھا جو نامعلوم سرخ ہندیوں نے رات گزاری کے لئے روشن کی تھی۔

صرف ورتھ اور لوئی اسکرا ابھی تک واپس نہ آئے تھے۔ گھر میں کھانے پینے کا سامان ختم ہو چکا تھا۔ گوشت کا کوئی پارچہ باقی نہ رہا تھا۔ سیورڈ نے سمجھ رکھا تھا کہ اب انہیں خود ہی اپنا گزارہ کرنا ہوگا۔ چھوٹے بچے گوندنیاں توڑ لائینگے اور ندی میں سے مچھلیاں پکڑ لائیں گے۔

لیکن ایک دن صبح جب بچے اٹھے تو لوئی اسکرا پر ان کی نظریں پڑیں۔ وہ دہلیز میں کھڑا تھا۔ اس کی کمر پر ایک خشک کھال میں بندھا ہوا ہرن کا گوشت لدا ہوا تھا۔ اس نے بچوں کو بتایا کہ وہ اور ورتھ سرخ ہندیوں کے گھوڑوں کی ٹاپوں کے نشانات کے مطابق اس وقت تک چلتے رہے جب تک کہ ایک جگہ جا کر یہ نشانات دو سمتوں میں بٹ گئے۔ میامی دریا پر پہنچ کر اس نے تلاش جاری نہ رکھنے اور گھر واپس لوٹنے کا فیصلہ کیا لیکن ورتھ واپس نہ آیا۔ لوئی نے کہا "اپنی نھنی کے چلے جانے کے بعد وہ اس گھر کی صورت اب کبھی نہ دیکھے گا۔ اب وہ یہاں سے بہت دور

پیٹ کی دوزخوں کو اس وقت تک بھرتے رہیں گے جب تک کہ یہ سارا گوشت ختم نہیں ہو جاتا۔ جب یہ ختم ہو جائے گا کہ فاقوں کے مارے ان کے چہرے کی ہڈیاں ابھر ابھر آئیں گی۔ لیکن یہ گوشت تو ان کے لئے کافی دنوں کے لئے بہتیرا ہوگا اور جب یہ کھانا ہو چکے گا تو وہ خود جنگل کو جائے گی۔ اور پیٹ بھرنے کے لائق خوراک یا شکار لے ہی آئیگی۔

اور پھر ایک دن واقعی سب نبٹ گیا۔ وہ گھنے جنگلوں میں گئی۔ خونخوار درندوں کی طرح ہیبت ناک درخت اس کے چاروں طرف کھڑے تھے۔ درختوں کی بلند و بالا شاخوں پر پرندے شور مچا رہے تھے۔ فرش پر درختوں کی ٹوٹی ہوئی ٹہنیاں پڑی تھیں —— مردہ اور بے کار —— درختوں کی گھنیری شاخوں سے چھن چھن کر جو روشنی زمین پر پڑ رہی تھی وہ دھندلی اور کچھ سبزی مائل تھی۔ بہر حال دن بھر اسے گھر میں بھی تو اسی سبزی مائل روشنی میں رہنا پڑتا تھا —— وہ کچھ تو پیلی تھی ہی مگر اب تو اور بھی پیلی نظر آ رہی تھی۔ رات میں جب الاؤ روشن ہوتا تو اس کی روشنی میں اس

کے گال سرخ ہو جاتے جب سولی بیمار ہوتی تو وہ آگ کے پاس رات رات بھر اسے لئے بیٹھی رہتی تھی — جیسے وہ الاؤ کی روشنی سے پھر تندرست ہو جائے گی۔

دریائے کونسٹوگا کے کنارے کھڑے ہوئے درخت اس کے لئے کافی مانوس ہو گئے تھے۔ اس جگہ کے سوا اسے طرح طرح کے درخت اجنبی دکھائی دیتے تھے — رات تو رات ہے، دن میں ان درختوں کے وجود سے ایسا محسوس ہوتا تھا جیسے کوئی ان کی نقل و حرکت پر نگاہ جمائے ہوئے ہے۔ جب یہ درختوں کے جھنڈ میں سے گزرتی تو ایسا معلوم ہوتا یہ اونچے اونچے پیڑ ایک مکار لومڑی کی طرح یا چپ چاپ شوانی کی طرح ان کا پیچھا کر رہے ہیں۔ کچھ مدت کے لئے ذرا گھر چھوڑ دو جنگلی بیلیں مکڑے کے جالے کی طرح اس پر لپٹ جائیں گی اور ایسا معلوم ہو گا جیسے کسی مکڑی کے جالے میں کوئی مکھی پھنس گئی ہے — جب واپس لوٹو تو پتہ چلے کہ جہاں کبھی آدمی سویا کرتے تھے آج وہاں خود رو اور جنگلی بیل بوٹے پھوٹ رہے ہیں۔

ایک دفعہ سیورڈ کو ایسا معلوم ہوا کہ وہ کچھ آوازیں

سن رہی ہے۔ وہ جھٹ سے اُٹھ کر اس جگہ پہنچی جہاں بندوق رکھی ہوئی تھی اسے ایسا معلوم ہوا کہ دور، بہت دور سولی کسی کو پکار رہی ہے۔ پھر آواز صاف سنائی دینے لگی —— سولی پکار رہی تھی —— باوا! باوا!! سیورڈ سیورڈ!!" سیورڈ کو معلوم تھا کہ یہ آواز دریا کے پانی کے پتھروں اور شہتیریوں سے ٹکرانے کے سوا کسی انسان کی آواز نہیں ہے۔ لیکن پھر بھی وہ سولی کی آواز سے ملتی جلتی تھی اور کانوں کو پیاری لگ رہی تھی۔ اس پر لرزہ طاری ہوگیا، ہاتھ کپکپانے اور پاؤں لڑکھڑانے لگے۔

وہ اس وقت تک چلتی رہی جب تک کہ تھک نہ گئی تب اسے معلوم ہوا کہ وہ کافی دور تک آگئی ہے۔ پہلی بات جو اسے معلوم ہوئی یہ تھی کہ وہ بھی سولی کی طرح کھو گئی ہے۔ دریا کے کنارے واپس لوٹتے ہوئے اس نے بہتیری کوشش کی کہ آوازیں آنی بند ہو جائیں لیکن وہ انہیں بند نہ کر سکی۔ یہ جگہ اتنی پر فضا اور بھلی تھی کہ سولی ایسی ننھی سی بچی اس جگہ کھیلنا بہت پسند کرتی۔ زمین پر جا بجا فرن کے پودے اُگ رہے تھے۔ دوب نے زمین پر سبز

رنگ کا مخملی غلاف بچھا رکھا تھا۔ چلنے سے فرن کے ملائم اور نازک پتے پیروں کو سہلاتے تھے اور سوندھی سوندھی بو دماغ کو معطر بنا رہی تھی۔ آگے کی طرف صنوبر کے تنا ور درختوں کی قطار تھی برگ ریز درختوں کے اس جھنڈ پر نگاہ ٹھہرانا مشکل تھا۔

پھر وہ یکایک رک گئی۔

اس نے غور سے سنا۔ یہ پانی کے شور مچانے کی آوازیں نہیں تھیں۔ اس نے دیکھا۔ فرش پر نشان تھے جیسے کوئی یہاں سے گزرا ہو قدموں کے یہ نشان صنوبر کے تاریک جھنڈ میں اندر تک جا رہے تھے۔ جھنڈ کے دوسرے سرے پر جہاں سورج کی روشنی دریا کے پانی کی سطح پر پڑنے سے سنہری چمک پیدا کر رہی تھی صنوبر کی بھورے رنگ کی پتیوں پر کوئی لیٹا ہوا تھا۔ قریب جا کر اس نے دیکھا کہ یہ ایک مرد اور ایک لڑکی لیٹے ہوئے تھے۔

وہ ایک ہرنی کی طرح حیران کھڑی انہیں تکتی رہی۔ پھر وہ سنجیدگی کے ساتھ دبے پیروں اپنے گھر واپس لوٹ آئی۔

جینی کی امنگیں

جب لوئی اور جینی سیر سپاٹے سے واپس لوٹے تو سیبورڈ نے جینی سے پوچھا، "تو بیاہ کب کرے گی؟"

لوئی نے بڑی تیز نگاہوں سے سیبورڈ کو دیکھا۔ اس کی آنکھوں میں چمک تھی — بہت تیز چمک، جیسی رات کے وقت جنگل میں آگ روشن ہونے سے ہوتی ہے۔

لوئی نے شرما کے جواب دیا، "میں نے ابھی اس پر سوچا نہیں ہے۔ اوہیو سے ارے پرے نہ تو کہیں منسٹری ہے اور نہ ہی کوئی جاگیردار یا زمیندار۔"

سیبورڈ بولی، "تم جینی کو کشتی میں سیر کرانے لے جاؤ گے جینی بڑی خوش ہوگی، اسے کوئی اعتراض نہ ہوگا۔"

کافی دیر بعد سیبورڈ کو یاد پڑا کہ جب اس نے یہ بات کہی تھی تو جینی نے اس کو کنکھیوں سے دیکھا تھا اور اینٹھا

اسے کیسی گھور رہی تھی۔ وہ چاہتی تھی کہ لوئی اسکرا کو اپنی پسند کی ہوئی جورو کے ساتھ جانے سے پہلے اسے کچھ بات سنائے ۔۔ لوئی کو خود سوچنا چاہیئے کہ جینی کی ابھی عمر ہی کیا ہے۔ ابھی تو اس نے جوانی میں قدم ہی رکھا ہے اور وہ پورا مرد بن چکا ہے، لیکن کتنا ہی کچھ کیوں نہ کہا جائے جینی اس کے ساتھ ساتھ رہتی۔ جب کوئی لڑکی ایک یا دو بار کسی آدمی کی عورت بن جائے تو اس کے لئے سوائے تکلیف اُٹھانے کے اور کیا کیا جا سکتا ہے!

جب جینی نے دریا کے کنارے کشتی کے رسے کو کھولا۔ کشتی میں قدم رکھا اور کشتی کو چلانے کے لئے بانس سنبھالا۔ تو وہ بڑی خوش تھی جیسے دنیا کی کوئی بڑی دولت اس کے ہاتھ لگ گئی ہو۔ اس نے اپنے تئیں کہا۔" اس دنیا میں بہت کم دلہنوں کو ایسا نصیب ہوا ہوگا!"

وہ اس دریا پر اپنی کشتی میں ایسے بہتے ہوئے گئے جیسے درخت کا پتہ سطح پر تیرتا جاتا ہے۔ ان کی کشتی اس طرف جا رہی تھی جہاں اس دریا میں کئی اور دریا آکر ملتے ہیں، جہاں سے چھوٹا دریا نکلتا ہے، وہ دریائے اوہیو کے حصار کی طرف

جا رہے تھے جہاں پانی با فراط موجود تھا جیسے انگلستانی جھیلوں میں ہوتا ہے ـــ اس جگہ بستیاں بڑی تھیں ۔ بستیوں کے لوگوں کی تعداد بھی زیادہ تھی ۔ جیسے بیک بیری ہوتی ہے ۔ اسے اور لوئی کو واپس آنے کے لئے صرف پانچ یا چھ روز کی مسافت طے کرنا تھی کیونکہ وہ دریا میں بہت آگے بڑھ گئے تھے ۔

اب انہیں اس کے آگے نہیں جانا تھا ۔ اس سے پہلے جینی نے اپنی زندگی میں بھائی اور بہنوں کے بغیر ایک رات بھی نہیں گزاری تھی ۔ اب وہ انہیں دوبارہ دیکھنے کا مشکل ہی سے انتظار کر سکتی تھی ۔ اس کے بھائی بہنوں نے لوئی اسکرا کی بیوی کی حیثیت سے اسے کبھی نہیں دیکھا تھا ـــ اس وقت تک تو وہ صرف جینی لوکیٹ ہی تھی ـــ

جینی کو امید تھی کہ وہ اپنا بانس ایک طرف رکھ دے گی اور اپنے سبز رنگ کے موزے اور گائے کے چمڑے کے جوتے پہن لے گی ۔ یہ دونوں چیزیں بڑی پیاری لگتی تھیں ۔ اس نے موزے ایڑیوں پر چڑھا لئے ۔ اس کی آنکھیں لومڑی کی طرح چمکنے لگیں ۔ اسے معلوم نہ تھا کہ لوئی پر اس کا کیا اثر پڑیگا وہ اس پر ضرور جھلائے گا ۔ بھلا یہ بھی کوئی طریقہ ہے ۔

کہ شادی شدہ عورت اس طرح گھر واپس آئے ؟ لیکن لوئی نے اس پر کوئی توجہ نہیں دی۔

دریا کے کنارے سے کافی پرے انہیں ایک انسان دکھائی دیا پہلے تو وہ دور بھاگ گیا، پھر ایک دوسرے کو ہمراہ لے آیا۔ یہ دونوں بے زبان جانوروں کی طرح خاموش، چپ چاپ اس وقت تک کھڑے رہے جب تک کہ کشتی قریب نہ آگئی جینی کی پلکیں بھیگ گئیں، آنکھوں میں آنسوؤں کے ننھے ننھے قطرے تیرنے لگے۔ وہ اس وسیع دنیا میں ان کو کہیں نہ کہیں پھر دیکھے گی۔ یہ ننھے ۔۔ اینشا، اس کی بہن اور اس کا شریر بھائی۔ دور سیورڈ کا زرد زرد چہرا ابھی نظر آ رہا تھا جو جھاڑیوں میں سے دکھائی دے رہا تھا۔

اس وقت اس کے دل میں یہ خواہش کروٹ لے رہی تھی کہ کاش ایسے موقعہ پر اس کا باپ ہاتھ میں بندوق لئے نظر آجائے اور ننھی سولی اس گھروندے کی طرف دوڑتی ہوئی دکھائی دے جائے جو جینی نے اس کے لئے بنایا تھا۔

لیکن اس کی یہ خواہش پوری نہ ہوئی۔ نہ تو اسے باپ ہی دکھائی پڑا اور نہ ہی سولی۔ اس کے بھائی بہنوں کو

کچھ ایسا سمجھائی دیا کہ جینی اور لوئی کے درمیان کوئی بات ناخوشگوار ہوگئی ہے جب کشتی قریب پہنچی تو وائٹ گھٹنے گھٹنے پانی تک دریا میں اُتر گیا۔ اس نے کشتی کی اگواڑ پکڑی اور اسے کھینچ کر کسی شہتیر تک لے آیا جو بالکل کنارے پر رکھا ہوا تھا تاکہ جینی ایک خاتون کی حیثیت سے سوکھے پاؤں کشتی سے خشکی پر اتر آئے — کنارے پر ایلیشا کھڑی تھی۔ وہ اس کے عمدہ، سبز سوتی موزوں اور گائے کے چمڑے کے جوتوں کو تعجب سے دیکھ رہی تھی کیونکہ اس کا مُنہ کھلا ہوا تھا۔ اب وہ سب کنارے پر کھڑے تھے۔ اس کے بھائی بہن اس کو، اس کی ایک ایک چیز کو غور سے دیکھ رہے تھے اور وہ فخر کے ساتھ ان سب کو دیکھ رہی تھی۔

جینی نے دل میں سوچا "اس سے پہلے اسے لوئی سے اتنی شرم کبھی نہیں آئی تھی، جتنی اب ان سب کے سامنے آرہی ہے"

سیورڈ نے مسرت بھرے لہجے میں کہا "تو بڑی خوبصورت لگ رہی ہے"

جینی نے شرما کر کہا، "راستے میں میری طبیعت بگڑ گئی تھی۔ لوئی میری دیکھ بھال کرتا رہا"

وائٹ نے پوچھا "اب تو تیری شادی ہو گئی ہے نا؟"
ایشنا نے فقرہ چست کیا "تو یہ ایک ساتھ مل کر اتنی دور یوں ہی گئے تھے" لیکن ایشنا کے اس فقرے پر بھی جینی کی آنکھیں شرم کے مارے زمین پر جھک گئیں۔

"تب تو تیرا نام ہمارے نام کی طرح نہیں رہا۔ اب تو تو جینی اسکرا ہو گئی ہے نا؟!" وائٹ نے شرارت سے کہا جینی نے اس کی طرف حیا آمیز نظروں سے دیکھا۔

دریا کے کنارے سے گھر تک کا راستہ اب جینی کو پوری طرح یاد نہ رہا تھا۔ اسے جو کچھ یاد تھا اس کے مقابلے میں یہ رستہ بہت ہی مختصر ہو گیا تھا ـــ وہ آپس میں باتیں کرتے ہوئے جا رہے تھے۔

جینی نے ان کو بتایا، "پوائنٹ تک ایک سڑک چلی گئی ہے۔ سڑک کافی چوڑی ہے۔ اس کے دونوں طرف فٹ پاتھ ہیں اور بیچ میں گاڑیوں کے آنے جانے کا راستہ ہے۔"

ایشنا نے اس کا مضحکہ اڑاتے ہوئے کہا، "کیا تیرے لئے اب یہ رستہ اچھا نہیں ہے۔ جس پر سے ہو کر تو بیاہ رچانے ان بستیوں تک گئی؟"

جب وہ گھر پہنچے تو جینی بڑی عاجزی کے ساتھ فرش پر بیٹھ گئی جیسے وہ اس گھر میں پہلی دفعہ آئی ہو اجنبی ہو اور گھر والوں سے جھجھک محسوس کر رہی ہو۔ جب سیورڈ دوپہر کا کھانا پکانے کے لئے اُٹھی تو جینی بھی اپنے شوہر کے لئے کھانا پکانے اٹھ کھڑی ہوئی۔ اس نے آگ جلائی، پانی کھینچا اور اسے جوش ہونے کے لئے چولھے پر رکھ دیا۔ جب کوئی کام کرنے کو باقی نہ رہا تو اس نے کشتی سے اپنا اور لوئی کا سارا سامان اتار لیا۔

سیورڈ نے ورتھ کے بستر کی جانب اشارہ کرتے ہوئے کہا "اسے وہاں ڈال دے"۔

جینی نے ایلشا کی طرف سے اپنا مُنہ پھیر لیا جو ٹکٹکی باندھے اسے گھور رہی تھی اپنے اور لوئی کے بچھونے سب کے سامنے ایک ہی پلنگ پر ڈالتے ہوئے اس کے گال تمتمانے لگے۔

جینی نے دیکھا کہ رات کے کھانے کے بعد سب لوگ کافی دیر تک کھانے کی میز پر بیٹھے ادھر ادھر کی باتیں کرتے رہے۔ اس سے پہلے سیورڈ اتنی دیر تک کھانے کی میز پر کبھی نہیں بیٹھی تھی۔ لیکن آج کی رات تو بیاہ کی رات کی طرح تھی۔

سیورڈ خاموش بیٹھی رہی اور لوئی اسے بتاتا رہا کہ اس نے دریا میں سفر کرتے ہوئے کیا کیا دیکھا۔ سیورڈ ساری باتیں غور سے سنتی رہی۔ لوئی نے اسے بتایا کہ جہاں دریا آپس میں ملتے ہیں اس جگہ کے لوگوں کے گھر بڑے اچھے ہیں اگر تم دیکھو تو بڑی خوش ہو۔

سبھی لوگ لوئی کے سفر کی دلچسپ داستان سنتے رہے سب کو ایسا معلوم ہو رہا تھا گویا لوئی ان سب کو اپنے ہمراہ لے گیا تھا۔ اپنے دلچسپ سفر کی کہانی بیان کرتے کرتے اس نے ایک موقعہ پر کہا "تم اس کے متعلق جینی سے بھی پوچھ سکتے ہو۔"

جب لوئی اپنے سالے اور سالیوں سے باتیں کر رہا تھا، جینی کی نگاہ ان دو بچھونوں پر جمی ہوئی تھی جو اس گھر میں بچھے ہوئے تھے۔ وہ اس کے باپ کا بچھونا تھا اور اوپر والا اس کا اور سیورڈ کا۔ لیکن وہ اب سیورڈ کے سنگ نہیں سوئے گی۔ اوہ! آج سے پہلے وہ اس گھر میں ایسی نہیں تھی جیسی کہ آج ہے اب تو وہ ایک کی بیوی بن چکی ہے۔ یہ بات سونے کے وقت تک اس کے دل میں گدگدیاں پیدا کرتی رہی۔

باتیں کرتے کرتے کافی رات بیت گئی وائٹ اٹاری میں

سونے کے لئے اُٹھا۔ سیلورڈا اور ایلینا چھوٹے گاؤن پہنے ہوئے کوٹھڑی میں گئیں اور سونے کا لباس پہنے ہوئے باہر نکلیں اور جتنی جلدی ہو سکا اپنے بستر میں دبک گئیں۔ انہوں نے وہ کوٹھڑی میں رہیں لوئی نے اپنے کپڑے اُتارے اور بچھونے پر رینگنے لگا جہاں سے اسے جینی نظر آئی۔ آج باپ کے گھر میں اسے پہلی بار لوئی کے پاس ہونے میں شرم محسوس ہو رہی تھی — وہ شرما رہی تھی اور ابھی تک آتش دان کے پاس بیٹھی تھی۔ آگ کی روشنی میں اس نے آہستہ آہستہ کپڑے اتارنے شروع کئے۔

تھوڑی دیر انتظار کرنے کے بعد لوئی اس پر چیخ کر بولا "کیا آج بالکل ہی نہیں سوؤ گی۔ کیا صبح جلدی اُٹھنا نہیں ہے؟"

جینی کو معلوم تھا کہ وہ اب زیادہ دیر تک ٹال مٹول نہیں کر سکتی۔ اس نے آہستہ سے کوئلوں کو الگ الگ کر دیا تاکہ روشنی مدھم ہو جائے۔ اس کے بعد اس نے چھیپٹی کی ایک مشعل جلائی۔ جب وہ مشعل کو لئے ہوئے گھر میں داخل ہوئی تو ننگے پاؤں تھی اور سونے کا گون پہنے ہوئے تھی۔ اس نے بڑی نرمی سے لوئی کو ٹھوکا دیا تاکہ وہ پرے ہو جائے

اور بچھونے پر باہر کی طرف والے کونے پر پڑا رہے۔ کیونکہ اس کو سب سے پہلے اُٹھنا تھا۔ جب تک بھائی بہن اٹھیں اسے کپڑے لتے پہن کر تیار ہو جانا تھا۔

اسے اپنی بڑی بہن پر ترس آ رہا تھا جس کے ساتھ سونے کے لئے کوئی مرد نہیں تھا اور اس لئے بچاری اینشا کے ساتھ سو رہی تھی ـــ اوہ! سیورڈ کو کیا معلوم کہ اپنے مرد کے ساتھ رات میں جاگنا کیا ہوتا ہے۔ ایک دوسرے کے پہلو میں لیٹنے میں کتنی تسکین، کتنی راحت ملتی ہے، سوتے سوتے اس کا بازو جب اُوپر آجاتا ہے تو ایسا محسوس ہوتا ہے، جیسے وہ کہہ رہا ہو "اگر کوئی ریچھ یا سرخ ہندی آبھی جائے تو تجھے کوئی ضرر نہیں پہنچے گا"

اسے وائٹ اور اینشا پر بھی رحم آرہا تھا۔ جہاں تک اسے یاد پڑتا ہے، وہ اس کی طرح اس جنگل سے باہر کبھی نہیں گئے۔

آج رات اسے دنیا کی ہر اس عورت پر ترس آ رہا تھا، اس نے ہر اُس عورت سے ہمدردی کی جو اس کی طرح خوش قسمت نہیں تھی۔ اس کے پاس، اس کے پہلو میں ایک مرد تھا۔

ایک ایسا آدمی جو اس کے بھائی اور بہنوں کے لئے جنگل سے اس وقت تک گوشت لاتا رہے گا جب تک کہ ان کا باپ گھر واپس نہ آجائے وہ بیاہ رچانے گئی تھی، ایک وسیع سے وسیع تر دنیا دیکھ آئی - اب کل صبح وہ اور لوئی اپنا الگ گھر بنانے میں لگ جائیں گے - جب ان کا اپنا گھر بار ہو جائے گا تو وہ خوشی سے پھولی نہ سمائے گی - خوشی کے جذبات تو اب بھی اس کے قابو سے باہر ہوتے جا رہے تھے -

---

چھٹی

جس مہینے میں سولی گم ہوئی تھی اس کے پورے سال بھر بعد انہیں ورتھ کے بارے میں کچھ معلوم ہوا۔ چپٹے پیندے کی کشتی کو کھینے والے ایک شخص کو اس کے بارے میں یہ بات دریائے اوہیو میں سفر کرتے ہوئے معلوم ہوئی۔ ایک مزدور نے اسے جارج روبک تک پہنچایا۔ اڑتی اڑاتی یہ خبر لوکیٹ کنبے تک بھی پہنچی۔ کچھ کہتے، ورتھ مرگیا، کچھ کہتے ابھی زندہ ہے۔

سیورڈ وقت کی تلاش میں رہی اور ایک دن اس کا کھوج لگانے چل کھڑی ہوئی۔ یہ بات مناسب تھی۔ جب اس کی سانگ[1] کی جڑیں خشک ہوگئیں تو اس نے تھوڑی سی اپنے لباس پوش کی جھولی میں ڈالیں اور جارج روبک کی طرف چل دی۔ اس کی بدقسمتی دیکھئے کہ جب وہ وہاں پہنچی تو معلوم ہوا کہ

---

[1] sang ایک قسم کا درخت جس کی جڑیں بطور دوا استعمال ہوتی ہیں۔

جارج رویک شوانی ٹاؤن گیا ہوا ہے

"میں تمہیں تمہارے باپ کے بارے میں کچھ نہیں بتا سکتا"
رویک کے ملازم چھوکرے نے کہا "جارج کہہ رہا تھا کہ وہ ساری باتیں تمہیں خود ہی بتائے گا تم "یوم آزادی" کے موقعہ پر اس سے مل لینا۔ ذرا دل لگی رہے گی"

سیورڈ نے جذبات بھری ہوئی آواز میں اس سے کہا "بہتر ہے کہ وہ ہمارے گھر ہی آجائیں۔ ہم تو آزادی کی تقریبوں میں شریک ہونے کہیں آئیں جائیں گے نہیں۔ ایک باداہی کا دم تھا جس کے ساتھ کہیں چلے جاتے تھے سو وہ بھی مر کھپ گیا ہے"۔

ملازم چھوکرا بولا "تم جا سکتی ہو، پر یہ مت بتانا کہ میں نے کوئی بات کہی ہے"۔

اس رات جب اس نے ایلشا کو بتایا کہ اب کی دفعہ وہ یوم آزادی کے موقعہ پر میلے میں چلیں گے تو ایلشا کے دل میں اتنی گدگدیاں ہوئیں کہ جب تک کہ سیورڈ نے اسے یہ نہیں بتایا کہ سالی ویدر نے اس سے کیا کہا ہے، اس کے منہ میں لڈو پھوٹتے رہے۔ ایلشا نے سیورڈ سے کہا کہ جب تم سونے لگو تو اس سے پہلے ایک چمچی بھر نمک پھانک لینا

پھر جو شخص تمہیں خواب میں پانی دے گا سمجھو وہی تمہارا میاں ہوگا۔

سیبورڈ بولی، "ایسی بیوقوفی کے لئے تو نمک پھانکنا بہت زیادتی ہے"

لیکن ایلشا اس وقت تک اس کے پیچھے پڑی رہی جبتک کہ اس نے اپنے مُنہ میں تھوڑا بہت نمک نہ ڈال لیا۔

رات میں اس نے خواب میں دیکھا کہ وہ ایک مکان میں گِھرے ہوئے ہیں اور ایسے سسک سسک کر مر رہے ہیں جیسے کُتا پانی کے لئے۔ لیکن کوئی کیتلی لے کر پانی لینے نہیں جاتا، کیونکہ مکان کے باہر سرخ ہندیوں نے گھیرا ڈال رکھا ہے۔ اتنے میں ایک سپاہی آیا۔ وہ ریچھ کی کھال کی ٹوپی پہنے ہوئے تھا جس پر پیتل کے تین دائرے بنے ہوئے تھے۔ وہ جوے پی کا سرکنڈا لئے ہوئے تھا۔ اس نے یہ کھوتھا سرکنڈا ایک سوراخ میں سے اندر ڈالا اور اس کے ذریعے پانی اندر پہنچانے لگا جب سرکنڈا پانی سے پوری طرح بھر گیا تو اس نے سیبورڈ سے اشارتاً کہا کہ وہ اس سے پانی پی لے۔

سیبورڈ نے گردن اُٹھا کر دیکھا۔ یہ سپاہی پورٹیئس وہیلر تھا سیبورڈ نے اپنے تئیں کہا کہ اسے صبح خواب کے متعلق

ایشا سے کوئی بات نہیں کہنی چاہئے۔ وہ یہ معلوم کرنا چاہتی تھی کہ خواب کی باتیں کتنی احمقانہ ہوتی ہیں۔ کیونکہ اگر وہ پوری طرح ہوش و حواس میں ہو اور اس موضوع پر غور کرے تو "بے ریاست" کا وکیل سب کے بعد اس کے ذہن میں آئے۔ اس کے ساتھ تو اس نے آج تک کبھی نامہ و پیام بھی نہیں کیا تھا۔

عام لوگ اسے 'درویش' کہا کرتے تھے کیونکہ وہ سب سے الگ تھلگ جنگل میں رہنا پسند کرتا تھا۔ بات کرنے سے اس کی جان پر بن آتی۔ اگر اس سے کچھ کہا بھی جاتا تو بس یہ سمجھو کہ جیسے کوئی گونگا اور بہرہ باتیں کرتا ہے، بس اس طرح وہ کرتا تھا لیکن عام لوگ یہ بھی کہتے کہ وہ بڑے اچھے گھرانے کا ہے۔ ایک بار جب جیک ٹیچ نے اسے شراب پیتے میں پکڑ لیا تو ملازم پوچھ گچھ کرنے نے کہا کہ اسے انجیل کی جو آیات یاد ہیں، شاعروں کی جو نظمیں اس کے دماغ میں محفوظ ہیں اور آئین کی جو دفعات اسے یاد ہیں وہ پڑھ کر سنا سکتا ہے۔

یوم آزادی کے دن لوکیٹ گھرانے کے تینوں بچے گھر سے نکلے اور ایک قطار بنا کر پگڈنڈی پر ہو لئے۔ سیورڈ تو یہ بالکل ہی بھول گئی کہ اس خوشی کے موقعہ پر بھائی بہنوں کے ساتھ ہنستے

بولتے چلنا چاہیئے وہ اپنے خیالوں میں گم سم چلی جا رہی تھی۔ نوجوان خوب خوشیاں منا رہے تھے۔ کچھ لوگ اخروٹ کے ایک گدے پر جھنڈے کو بلند کر رہے تھے کچھ لوگ گوشت کو سفید بلوط کے درخت کے کوئلوں پر رکھ کر سینک رہے تھے۔

جینی ابھی تک نہیں آئی تھی۔ سیورڈ نے سوچا، "کیا کوئی اتنا کمینہ ہے کہ جینی کو نہیں لائے گا!"

جارج رویک وہیں تھا۔ لیکن سیورڈ اس کے پیچھے نہیں گئی۔ سیورڈ نے جوش میں کہا کہ وہی اس کے پاس آئے گا۔ کیونکہ وہ جتنی بڑی بات اسے سنائے گا وہ اس کے سننے کے لیئے تیار ہے بلکہ خود سننا چاہتی ہے۔ بڑی دیر تک وہ عورتوں میں بیٹھی اِدھر اُدھر کی باتیں کرتی رہی۔ کچھ اپنی سنائی، کچھ ان کی سنی۔ جب اس نے سامنے نظر اُٹھا کر دیکھا تو جارج رویک اس کی طرف آ رہا تھا۔

اس نے کہا "سیورڈ! میں تمہارے باپ کی خبر لایا ہوں وہ میسیسپی دریا کے کنارے فرانسیسیوں کی بستی میں ہے۔"

سیورڈ نے سر لٹکا کر کہا "تب تو وہ زندہ ہو گا؟"

"اس نے کہا ہے کہ تم اس کو ایک چٹھی لکھو۔ اس کی بستی

کا نام اور پتہ میری بہی میں لکھا ہوا ہے اب تمہیں جو کرنا ہے وہ یہ ہے کہ تم اسے اپنی ضرورتوں کے بارے میں لکھ دو۔ وہ اس بات کا خیال رکھے گا کہ تمہاری ضرورت کی ساری چیزیں تمہیں مل جائیں" جارج روپک یہ ساری باتیں ایک ہی سانس میں کہہ گیا۔

فلورا گریر نے اس پر کہا، "ورنھ وہاں خوب کھا کما رہا ہوگا" "لوگ کہتے ہیں اس نے جنگلی سانڈوں کی بہت سی کھالیں جمع کر لی ہیں"

دکاندار نے آہستہ سے کہا اور آگے بڑھ گیا۔

سیورڈ نے دل میں سوچا، اگر وہ جنگلی سانڈوں کا خوب شکار کر رہا ہے تو یہ تو بڑی اچھی بات ہے کہ اس نے یہ کہلا بھیجا ہے کہ میں اس کو چٹھی لکھوں۔ لیکن اسے یہ تو سوچنا چاہئے تھا کہ ماں نے اسے اور جینی کو الف ب ت کے سوا اور کچھ بھی نہ پڑھایا تھا۔

سیورڈ نے اپنے تئیں سوال کیا، کون اس کے لیے خط لکھے گا۔ ایسا کون ہے؟ بک مین ٹل ـــــ سنا ہے وہ بڑا خوش خط لکھتا ہے۔ لیکن سیورڈ ٹل کا کوئی احسان لینا نہیں چاہتی

تھی نہ ہی وہ جارج روبک کے احسان کی جوتی اپنے سر پر رکھنا چاہتی تھی۔

ابھی وہ یہ سب کچھ سوچ ہی رہی تھی کہ مسز کووین ہوون بول پڑی "میرا خیال ہے وہ آج یہاں نہیں آئے گا۔"

بیورڈ اب زمین پر ٹک کر بیٹھ گئی اور یوں ہی اِدھر اُدھر دیکھنے لگی۔ ناگاہ اس کی نظر جیک ٹینچ پر پڑی جو پورٹیئس وہیلر کے ساتھ جھاڑیوں کو پھلانگ رہا تھا۔ وہ یہ غور کرنے لگی کہ خواب میں اس نے جس مرد کو دیکھا تھا، پورٹیئس وہیلر اس سے کتنا میل کھاتا ہے پچھلی دفعہ جب اس نے وہیلر کو دیکھا تھا تو وہ بڑا بانکا چھبیلا نوجوان تھا۔ اب تو اس کے چہرے پر نکونی ڈاڑھی آگئی ہے اور بڑی بڑی مونچھیں بھی اُگ رہی ہیں اور اس کا ہیٹ ریچھ کی کھال کی ٹوپی کی طرح ہے جس پر تین دائرے بنے ہوئے ہیں، بالکل ایسے جیسے اس نے خواب میں دیکھے تھے۔ اس نے اپنے تئیں کہا، اب اسے ایسا آدمی مل جائے گا جو اس کا خط لکھ دے۔

سارا جنگل جگ مگ جگ مگ کرنے لگا اور شور وغل کی صدائے بازگشت سنائی دینے لگی۔ بلاشبہ یہ یوم آزادی تھا

بوڑھے اسٹیفی نے اپنی بانسری پر "کون ڈرتا ہے" کی گت اسی طرح بجائی جس طرح بنکر ہِل[1] میں بجائی گئی تھی۔ جب وہ سب گانے میں شریک ہوئے تو سیورڈ کو معلوم ہوا کہ جینی وہاں موجود نہیں ہے۔

بک مین ٹل اور جارج روبک بے ریاست کے وکیل سے کافی سنجیدگی سے بڑی دیر تک باتیں کرتے رہے۔ اس کے بعد بک مین خاموش ہوگیا اور مجمع سے یوں مخاطب ہوا:

"آج یوم آزادی کے موقعہ پر ہماری خوش قسمتی ہے کہ ہمارے درمیان ایک مقرر موجود ہے۔ یہ مقرر جناب پورٹیئس وہیلر صاحب ہیں۔ وہ میری اور میری بہن کی طرح ریاست میساچوسٹس کے رہنے والے ہیں۔"

بک مین اور جارج روبک نے مل کر پورٹیئس کو لکڑی کے ایک کندے پر کھڑے ہونے میں مدد دی۔ بے ریاست کا وکیل لکڑی کے کندے پر اس طرح کھڑا ہوا جس طرح خاکی رنگ کا جنگلی عقاب اخروٹ کی بلند ترین شاخ پر بیٹھ کر کسی چیز

---

[1]: امریکہ کے مشہور شہر بوسٹن کے قریب ایک مقام ہے۔ امریکہ کی جنگ آزادی میں ۱۷۷۵ء میں پہلی اہم لڑائی اسی مقام پر لڑی گئی۔

کو نا کہنا ہے۔ اس کی بھوری سبزی مائل آنکھیں ایسی چمک رہی تھیں جیسے شراب پی کر شرابی کی آنکھیں چمکتی ہیں۔

اس نے دل میں اتر جانے والی اور رعب دار آواز میں بولنا شروع کیا، "شمعِ وطن کے پروانو اور جمہوریت کے فرزند! میں یہاں چند سپاہیوں کو دیکھتا ہوں۔ میں انہیں اس بات پر خبردار کرنا مناسب خیال کرتا ہوں۔" یہ کہتے ہوئے اس کی نظریں مجمع پر اِدھر سے اُدھر تیرنے لگیں۔ "کہ میری تقریر کا موضوع ہوگا۔ شہری حکومت کا مطالبہ اور فوجی اقتدار کا خاتمہ بالخیر۔"

اس سے پہلے سیورڈ کو پورٹیئس وہیلر کو جی بھر کر دیکھنے کا موقعہ نہیں ملا تھا۔ اب جو موقعہ ملا تو اس نے خوب جی بھر کر اسے دیکھا۔ اس جنگل میں جتنے لوگ بستے تھے قریب قریب یہ ان سب کے لئے اجنبی تھا۔ وہ یہاں اِدھر اُدھر گھوم پھر کر کیا کرتا ہے؟ اسے یہاں کوئی مقدمہ کیا خاک ملتا ہوگا؟ وہ یہاں مچھلی پکڑنے یا شکار کھیلنے تو آیا نہیں تھا۔ لوگوں کا کہنا ہے کہ اس نے اگر کسی بات کی خواہش ظاہر کی تو وہ یہی تھی کہ اسے گھر میں تنہا چھوڑ دیا جائے۔

ملازم لڑکے نے بتایا "جب پہلی کا چاند دکھائی پڑتا

ہے تو وہ جارج روبک کے پاس ایک ایسے خط کے بارے میں معلوم کرنے آیا کرتا ہے جو آج تک کبھی نہیں آیا۔" بعض لوگوں کا خیال تھا کہ "درویش" کو روپے پیسے کا انتظار ہے بعض کہتے کہ وہ بے ریاست میں کوئی جرم کر کے یہاں آیا ہے اور اب معافی نامے کا انتظار کرتا ہے لیکن بعض لوگ کہتے کہ یہ خط کسی عورت کا ہوگا جبھی تو وہ اتنا بے چین اور فکر مند رہتا ہے۔ سیبورڈ کا بھی یہی خیال تھا۔

آج جب سیبورڈ نے پورٹیئس کی مخروطی ڈاڑھی، گھنی مونچھوں پر نظر ڈالی اور اس کی آنکھوں میں جھانک کر دیکھا تو اس نے اپنے دل میں کہا، یہ عورت کوئی ہی کیوں نہ ہو، اب وقت آگیا ہے کہ وہ قلم دوات لے کر بیٹھ جائے اور پورٹیئس جس خط کا انتظار کر رہا ہے وہ اس کو لکھ کر بھیج دے۔

جب جینی پہنچی تو دوپہر ڈھل چکی تھی۔ سیبورڈ نے انہیں فر کے جھنڈ میں سے آنے والے رستے پر آتے ہوئے دیکھا۔ لوئی آگے آگے آرہا تھا اور جینی شرماتی لجاتی اس کے پیچھے پیچھے، جیسے کہ ایک عورت کو چاہئے۔ جینی نے اپنی سب سے بڑی بہن کو آنکھوں کے اشارے سے شرماتے ہوئے مبارک باد پیش کی۔

"تم مجھ سے پہلے ہی یہاں آگئیں"۔ اس نے صرف یہی کہا۔

مسز کووین ہوون نے کہا۔ "جینی! تو اتنے اچھے کھانے میں شریک نہیں ہوئی۔"

"مجھے بھوک نہیں ہے" جینی نے دھیرے سے کہا "دن اتنی جلدی گزرے ہیں کہ مجھے اور لوئی کو دوپہر تک یہ معلوم ہی نہ تھا کہ آج کونسا دن ہے"

اوہ، جینی اس بات کی شکایت زبان پر کبھی نہیں لائے گی کہ یہ لوئی ہی تھا جو اسے یہاں نہیں لایا اور جو اسے سیورڈ کے گھر تک جانے نہیں دیتا۔ سیورڈ خود اس کے ہاں جاتی اور اگر لوئی گھر نہ ہوتا، صرف جینی ہی ہوتی جیسا کہ اکثر ہوتا رہا ہے تو وہ یہ سمجھتا کہ سیورڈ اس کی پیٹھ پیچھے اس کی برائی کرنے آتی ہے ایک دفعہ جب وائٹ ایسے موقعہ پر جینی ہی کے ہاں رہ گیا تھا تو جینی نے سیاہ اور نیلے نشانوں کو اپنے چھوٹے گون میں چھپانے کی کوشش کی تھی۔

لوئی کے دل میں اس کے خلاف کیا کدورت تھی، سیورڈ کو اس کے بارے میں کچھ پتہ نہ تھا۔ البتہ اسے یہ ضرور پتہ تھا کہ کچھ نہ کچھ بات ضرور ہے۔ وہ اسے رکھ نہ سکے گا۔ یہ بات

بھی سیورڈ کو اچھی طرح معلوم تھی ۔ نہ ہی وہ اپنی سالی اور اس کے کنبے کے لئے زیادہ دیر تک گوشت لاتا رہے گا ۔

آج دونوں بہنوں نے زیادہ بات چیت نہیں کی ۔ انہوں نے ایک دوسرے کے شانے سے لگ کر بیٹھنا ہی زیادہ مناسب سمجھا ۔ مناسب وقت دیکھ کر سیورڈ نے جینی کو بتایا کہ باپ نے ان کے لئے کیا خبر بھیجی ہے ۔ جینی نے کچھ نہ کہا ، وہ مُنہ میں گھنگھنیاں ڈالے بیٹھی رہی ۔ ان کی نگاہیں ناچنے کی جگہ کے لئے سامنے پڑے ہوئے لکڑی کے کندوں پر جمی ہوئی تھیں جو گھس گھسا کر چکنے ہو گئے تھے ۔

جیک ٹینچ ان کے پاس آیا اور سیورڈ سے کہا کہ وہ تھوڑی دیر اس کے ساتھ ناچے ۔

سیورڈ بولی ۔ "بھئی دوسروں کو بھی تو موقعہ ملنا چاہیئے ۔"

سیورڈ کی خواہش تھی کہ کوئی شخص جینی کے ساتھ بھی رقص کرے ۔ سچی بات تو یہ ہے کہ ایسے لوگ تو بہت سے تھے جو جینی سے اپنے سنگ ناچنے کی درخواست کرنا چاہتے تھے لیکن وہ لوئی کی وجہ سے ہچکچا رہے تھے ۔ اگر کوئی اس کے ساتھ ناچا تو لوئی بپھر جائے گا اور بغیر وجہ مُنہ پھلا لے گا ۔

لوئی نے جینی کو چھوا تک نہیں آج وہ صرف ایشا کے گرد بھنورے کی طرح چکر کاٹتا رہا۔

تھوڑی دیر بعد جب سیورڈ نے چاروں طرف نظر دوڑائی تو اسے نہ تو ایشا ہی نظر پڑی اور نہ ہی لوئی کہیں دکھائی دیا۔ دونوں میں سے کوئی بھی وہاں نہیں تھا۔ وہ چاہے کہیں گئے ہوں، وہ کافی دیر تک وہاں ٹھہرے تھے۔ ایشا جھاڑی کی ایک طرف سے مجمع کی طرف آئی اور لوئی دوسری طرف سے اس کے تھوڑی دیر بعد وہاں پہنچا۔

جب میلہ ختم ہوا تو دن رات سے گلے مل رہا تھا۔ جینی نے دیکھا، لوئی اس کا انتظار کر رہا ہے۔ جہاں سیورڈ ہو بھلا وہ وہاں کیسے جا سکتا تھا؟

گھر جاتے ہوئے سیورڈ نے ایشا سے راستے میں کچھ نہیں کہا اس نے اپنے تئیں کہا کہ وہ ایشا کو ایک طرف لے جا کر اسے باتیں سنائے اور اس کے دل میں احساس اور غیرت پیدا کرے لیکن اس سے فائدہ؟ اس سے تو ایشا اور بھی بے باک ہو جائے گی اور اس سے زیادہ دلیر لوئی ہو جائے گا۔ اچھا ہے باپ اس کے یہ لچھن دیکھنے کے لئے یہاں نہیں ہے۔ فرانسیسی

بستی میں ہونے سے وہ یہ دن دیکھنے سے تو بچ گیا۔

اس معاملے پر کافی دیر سوچ بچار کرنے کے بعد بالآخر اس نے یہ فیصلہ کیا کہ باپ کو اس کے متعلق کوئی خط ہنوز نہ لکھے۔ اچھا ہے وہ یہی سوچتا رہے کہ جینی ابھی کنواری ہی ہے اور سب ٹھیک ٹھاک ہے۔ جب وہ بچھونے میں لیٹی تو رات کا خواب پھر اسے یاد آگیا۔ خوب! یہ خواب بھی پورا ہو گیا۔ اب اسے پورٹیئس وہیلر سے راہ و رسم پیدا کرنے میں کوئی ہچکچاہٹ محسوس نہیں کرنی چاہئے۔

شکاری

لوئی اور وائٹ کی آپس میں گاڑھی چھنتی تھی جب ایک دن وہ جینی کے ہاں گیا تو جینی نے اس سے کہا کہ لوئی نے کہا ہے کہ اب وہ زیادہ دیر تک ہم سب کا پیٹ نہیں بھر سکتا۔ پھر ایک دن جب وہ مسز کو وین ہوون کے ڈھور باندھنے گیا تو مسز کو وین ہودن نے اس کو بتایا کہ لوئی آیا تھا اور یہ کہہ گیا ہے کہ "وائٹ مجھ سے مل لے"

اس رات وہ بچھونے پر پڑا برابر کروٹیں بدلتا رہا۔ کبھی اس کروٹ، کبھی اس کروٹ، اسے رات بھر نیند نہ آئی۔ صبح تڑکے ہی وہ اٹھا لیکن جب وہ سماق کی جھاڑیوں سے گھرے ہوئے گھر میں پہنچا تو کافی روشنی پھیل چکی تھی جینی نے دروازہ کھولا اور لڑکا آہستہ سے اندر داخل ہو گیا۔ اندر گھستے ہی اس نے گھر کا جائزہ لینا شروع کیا۔ ایک کونے میں لوئی کی

شکاری بندوق رکھی ہوئی تھی اور بس ۔ اس پر پنسل منڈھا ہوا اور اس میں میپل کی لکڑی کا دستہ لگا ہوا تھا ۔ گھر میں اور کوئی نہیں تھا اس لئے وہ گھر کو اچھی طرح دیکھ سکتا تھا ۔

جینی نے اس سے کہا "جب تو اندر آیا تھا تو کافی گرمی تھی، ہے نا ؟"

وائٹ نے اس کا کوئی جواب نہ دیا ۔ وہ بدستور گھر کی ایک ایک چیز کو دیکھتا بھالتا رہا ۔ دروازے کے اوپر دو کھونٹیوں پر رکھی ہوئی رائفل پر اس کی نظر پڑی ۔ اس میں لگی ہوئی لکڑی اور دھات دونوں ویسے ہی فرسودہ رنگ کی تھیں ۔ وہ ایک اسٹول پہ چڑھا اور اسے نیچے اتار لیا ۔ وہ اس سے بھی لمبی تھی ۔ اس نے اس رائفل سے زیادہ وزنی کوئی چیز پہلے کبھی نہیں اُٹھائی تھی ۔

اس سے پہلے کہ وہ رائفل کو اس کے ہاتھ سے چھین لے اس نے جلدی سے کہا "میں اسے اچھی طرح چلا سکتا ہوں ۔"

لوئی بولا ، "میں نے ابھی اسکے عوض دو کھالیں ادا کی ہیں ۔ تم جتنی کھالیں حاصل کرو وہ بھی جمع کرا دینا ۔"

لوئی نے اثبات میں سر ہلا دیا ۔

واللہ! چند دن کے اندر اندر اس کے گھر کے آس پاس

کے سارے درختوں پر کھالیں ہی کھالیں دکھائی دینے لگیں گی۔

"تم نے گھر تو کچھ نہیں کہا ہے نا؟" لوئی نے یہ دریافت کرتے ہوئے سیورڈ کا نام تو نہیں لیا لیکن اس نے جس طرح وائٹ کے چہرے کو اچانک اور تیز نگاہ سے دیکھا تھا اس سے یہ آسانی سے پتہ چل سکتا تھا کہ اس سے لوئی کی مراد کیا تھی۔ اچھا تو تم وہی کرنا چاہتے ہو جو میں نے بتایا ہے؟ اگر تم بندوق سے شکار کرنے میں کامیاب ہو گئے تو اسے گھر لے جانا۔ اگر شکار نہ کر سکے تو اسے کہیں باہر ہی چھپا دینا تاوقتیکہ تم شکار مارنا سیکھ جاؤ یا وہ اسے واپس لانے کا مطالبہ کرے۔"

وائٹ نے سر ہلا کر کہا "میں نہیں بتاؤں گا کہ کیا لاتا ہوں۔"
یہ کہہ کر وہ بندوق کو کندھے پر رکھ کر لڑکھڑاتا ہوا گھر سے نکل گیا۔

یہ واقعہ اس کی زندگی میں بڑا اہم تھا۔ وہ اسے کبھی فراموش نہ کر سکا۔ جب جینی نے گھر کے کواڑ بند کئے تو وائٹ نے اپنے تئیں جنگل میں تنہا پایا۔ اب اس کے ہاتھ میں بندوق تھی۔ آج اس کے دل میں اسے چلانے کی خواہش بری طرح مچل رہی تھی۔ وہ سوچتا اس بڑے شہتیر کے پیچھے ضرور کوئی بوڑھا بھیڑیا چھپا ہوگا، زمین پر پڑی ہوئی پتیوں کے ڈھیر میں ضرور کوئی لومڑی چھپی

بیٹھی ہوگی۔

سفید اخروٹ کے چھوٹے سے کنج میں اس نے پہلی بار لبلبی دبائی۔ بارود میں سے شعلہ نکلا اور انگلستانی جھیل تک سارا جنگل اس کی دھمک سے گونج اُٹھا۔ بندوق چلنے کے جھٹکے نے اسے اس طرح پیچھے دھکیل دیا جیسے کوئی غالیچے کو پھینک دیتا ہے۔ قبل اس کے کہ وہ چاروں شانے چت زمین پر آ رہتا وہ جلدی سے اٹھا اور اُٹھ کر پتیوں کے ڈھیر کی جانب لپکا تاکہ یہ معلوم کر سکے کہ کوئی گلہری شکار ہوئی ہے یا نہیں — اسے کوئی زخمی یا مردہ گلہری نہیں ملی۔

وہ دن بھر جنگل میں بارود کے سبز رنگ کے دھوئیں میں مارا مارا پھرتا رہا شکار کو اس نے جتنا آسان سمجھ رکھا تھا، وہ اتنا آسان نہ تھا۔ یکے بعد دیگرے اس کی سات قیمتی گولیاں جنگل میں ضائع ہوگئیں۔ صرف آخری گولی نے ایک گدے کے پرخچے اُڑائے اور پھر درختِ جوز میں پیوست ہوگئی۔

دن ڈھلے وہ گھر کی طرف روانہ ہوا۔ وہ راستے بھر سوچتا جا رہا تھا کہ اب لوئی سے کیا کہے گا۔ وہ اپنی بندوق کو کہاں چھپائے گا؟ استعمال کرنے کے لئے اسے بھرے گا کون؟ یہ کیسے بھری جائے گی؟ ابھی وہ کچھ ہی دور گیا تھا کہ ایک چشمے کے قریب اسے دو

ہرن دکھائی دے۔ لیکن اب اس کی بندوق میں کوئی گولی نہیں تھی۔
اسے وہ گولی یاد آگئی جو درخت کے گدے کو پھاڑتی ہوئی درخت
کے تنے میں پیوست ہوگئی تھی۔

اس گولی کو حاصل کرنے کے لئے اسے بڑی محنت سے تنے میں
بڑا سا سوراخ کرنا پڑا۔ جب گولی نکل آئی تو اس نے اس کو ایک
پتھر پر رکھ کر کوٹا اور پھر اپنے چاقو سے اسے چھیل کر اس قابل بنا
لیا کہ رائفل کی نال میں آسانی سے حرکت کر سکے۔

جب وہ گولی کو درست کر کے گھر سے اٹے ہو راستے پر واپس آیا
تو دونوں ہرن ہوا ہو چکے تھے۔ یہ وقت ان کے چرنے کا تھا۔ اس
نے خیال کیا، وہ ابھی زیادہ دور نہیں گئے ہوں گے۔ اور اگر وہ
کوشش کرے تو چھوٹے کو تو رستے ہی میں پکڑ سکتا ہے۔ اب جھٹپٹا
ہو رہا تھا اور تاریکی کے لمبے لمبے سائے جنگل پر پھیل رہے تھے
یہ وقت ڈھوروں کو واپس لے جانے کا تھا۔ اس نے سوچا،
اچھا! چلو آج تو ایشا نے ڈھوروں کی رکھوالی کر لی ہو گی۔

چالیس یا پچاس قدم کے فاصلے پر گھنی جھاڑیوں میں اسے
ایک سایہ حرکت کرتا دکھائی دیا۔ جب اس نے دوبارہ لبلبی دبانے
کے لئے اس پر ہاتھ رکھا تو وہ لرز رہے تھے۔ کیوں کیا وہ تھک

گیا تھا، نہیں، وہ تھکا نہیں تھا۔ وہ چٹان کی طرح بندوق کو سیدھا
تان سکتا تھا اور اسے داغ سکتا تھا۔ وہ دبے پاؤں رینگتا
ہوا لکڑی کے ایک لٹھے تک گیا اور نشانہ باندھنے کے لئے
بندوق کی نال کو سیدھا کیا۔ نشانہ باندھنے کے بعد اس نے
اپنا منہ بند کیا اور لوہار کی بنائی ہوئی لبلبی کو دبا دیا۔ جب بندوق
چلی تو وہ جھٹکا کھا کر پیچھے جا پڑا۔ جب وہ رینگتا ہوا جھاڑی کے
قریب پہنچا تو اسے نہ تو کچھ دکھائی پڑا، نہ ہی کوئی آواز سنائی پڑی
اس نے محسوس کیا گویا وہ اندھا اور بہرا ہو گیا ہے۔

اس کے سامنے ایک بھورے رنگ کا لکڑی کا لٹھا پڑا تھا
جسے اس نے پہلے نہیں دیکھا تھا۔ یہ بھورا لٹھا ہرن تھا جو جھاڑی
میں پڑا ہوا تھا۔

یہ زندہ ہے یا مر گیا؟ وہ اس کے بالکل قریب پہنچ گیا تھا
اب اسے اٹھ کر کھڑا ہو جانا چاہیئے۔ اب وہ اٹھنے کی کوشش کر
رہا تھا۔ اگر وہ ہرن کو اپنے ساتھ لے جانا چاہتا ہے تو اسے
فوراً ہی اس کی گردن الگ کر دینی چاہیئے۔ اس کے اگلے پاؤں
کتنے بڑے ہیں۔ وہ ان کے سامنے سے ہٹ کیوں نہ جائے۔ وہ پیچھے
کی طرف ٹانگیں پھیلا کر کھڑا ہوا اور ہرن کی گردن پکڑی۔ مگر قبل

اس کے کہ وہ اپنا چاقو نکالتا بوڑھا ہرن تڑپ کر کھڑا ہوگیا اور وائٹ اس کی گردن سے لٹک گیا۔ اس نے چاقو جیب ہی میں چھوڑ دیا اور اس کی گردن کے بالوں کو مضبوطی سے جکڑ لیا۔ اب وہ موت کی طرح اس سے چمٹ گیا تھا۔

ہرن ایک دیوانے کی طرح اِدھر اُدھر بھاگنے لگا۔ وہ کبھی اس طرف کو دوڑتا، کبھی اُس طرف کو، کبھی اِدھر لاتیں چلاتا اور کبھی اُدھر، وہ اس کے دام سے نکلنے کے لئے جتنے جتن کر سکتا تھا وہ سب اس نے کئے، وہ اپنا ایک یا دوسرا پاؤں درخت کے سامنے رکھ کر زور لگاتا اور اپنے آپ کو اس بلا سے چھڑانے کی کوشش کرتا۔ اس کھینچا تانی اور پکڑا دھکڑی میں وائٹ کو یہ بھی معلوم نہ رہا تھا کہ اس کا چاقو جیب ہی میں ہے یا گر پڑا۔ اس کی بارود دانی الگ جا پڑی تھی اور کانٹوں، ٹہنیوں اور ڈنٹھلوں سے جو ہوا سے جھڑ جھڑ کر زمین پر آ گرے تھے رگڑ کھانے سے اس کی ٹانگیں زخمی ہوگئی تھیں۔ وہ گرم گرم خون بہتا محسوس کر رہا تھا۔ لیکن اس سب کے باوجود اس کی ٹانگیں ہرن کے پیٹ کے گرد موت کی طرح چمٹی ہوئی تھیں۔

اس نے اپنے تئیں کہا، "میں اسے گرا سکتا ہوں، یہ مجھے

نہیں پھینک سکتا۔ یہ مجھے ہلاک کر سکتا ہے لیکن مجھ سے پیچھا نہیں چھڑا سکتا۔"

ایک دفعہ ہرن نے چلنا شروع کیا، پھر اس نے چوکڑی بھری وائٹ نے اپنا چاقو نکال لیا اور اس کا کام تمام کرنے کا فیصلہ کیا تھوڑی دیر تو وہ کچھ سوچتا رہا۔ جب سیاہ درخت گزر گئے تو اس نے وار کر دیا۔ اس کے بدن پر جو کپڑے تھے وہ آدھے سے زیادہ پھٹ چکے تھے، کپڑوں کی جگہ اب اس کے بدن پر چیتھڑے لگے ہوئے تھے۔

جب دوسرے دن وائٹ گھر پہنچا تو دوپہر ہو چکی تھی۔ وہ لکڑی کے زینے پر جا کر کھڑا ہو گیا۔ اس کے ایک کندھے پر بارود دانی لٹک رہی تھی اور دوسرے پر لمبی بندوق جس کی نال میں ایک بڑی گانٹھ لگی ہوئی تھی۔ اس نال کے ساتھ ایک کھال میں بندھی ہوئی کوئی بہت ہی بھاری چیز اس کے پیچھے لٹک رہی تھی۔

ایشا کود کر اس کے پاس پہنچی۔ لیکن سیبورڈ بیٹھی ہی رہی۔
"کل شام کہاں تھے تم؟" ایشا نے اپنے گنوارو لہجے میں اس سے پوچھا "اگر تم یہ سمجھتے ہو کہ میں نے تمہارے ڈھوروں کی رکھوالی

کی ہو گی تو تم بڑے بیوقوف ہو۔"

"مجھے ڈھور ڈنگروں کی کوئی پروا نہیں" وائٹ بولا، "میں تمہارے لئے کچھ گوشت لینے گیا تھا۔"

یہ کہہ کر اس نے لڑکھڑاتے ہوئے کھال میں بندھے ہوئے گوشت کو زمین پر پٹک دیا۔ اس نے ان کو بتایا "یہ میں نے خود مارا ہے۔" اس نے اپنی بندوق سامنے کر لی تاکہ وہ اسے اچھی طرح دیکھ لیں۔

سیورڈ نے اس سے پوچھا، "تم یہ کس کی بندوق لے آئے ہو؟"

وہ لوئی کی طرح تنا ہوا کھڑا رہا اور بولا "میری!"

"تمہاری کہاں سے آئی؟"

"جان روبک سے لی ہے۔"

سیورڈ نے ذرا تیز لہجے میں پوچھا "تمہارا مطلب ہے، لوئی کی ہے یہ، ہے نا؟"

وائٹ نے غصیلی نظروں سے اس کی طرف دیکھا اور بولا، "لوئی کہتا ہے۔ اب میں بندوق چلانے کے لائق ہو گیا ہوں۔ جینی بھی یہی کہتی ہے۔"

جینی کا نام سن کر اگر سیورڈ کے دل میں اس کی یاد تڑپ کی

لی بھی ہو تب بھی اس کے چہرے پر اس کے آثار نظر نہیں آئے۔
اس نے میٹھے پن سے اپنے تئیں کہا "اچھا تو یہ بات ہے۔ اسے حیرت ہو رہی تھی کہ کوئی اپنی عورت کے بھائی بہنوں کو کب تک گوشت لالا کے دیتا رہے گا جبکہ اس کے خارشتی پیر کے لئے جنگل اور چراگاہیں ہزار میل کے فاصلہ پر ہو گئی ہیں۔ لیکن اب یہ بات اس کی سمجھ میں بیٹھ گئی کہ وہ گوشت لانے کی روز روز کی مصیبت سے چھوٹ جائے گا اور اب اس نے ایسی ترکیب نکالی ہے کہ اس سے آزاد ہو جائے۔ اس نے گیارہ سال کے چھوکرے کو بندوق تھما دی ہے تا کہ وہ اپنے سے کئی گنا بڑے ہرن کا شکار کرنے میں اپنے تئیں بری طرح گھائل کر لے۔

وہ ایک اسٹول پر چڑھی اور کھونٹی پر لٹکے ہوئے خشک گوشت کے ٹکڑوں کے بنڈل کو نیچے اتار لیا۔

اس نے بھائی سے کہا "میں چائے بناتی ہوں۔ تو اپنے زخموں کو صاف کر لے۔"

وائٹ وہیں کھڑا رہا۔ وہ کوشش کر رہا تھا کہ اس کے دماغ میں جو کھچڑی سی پک رہی تھی اسے دوسروں کی نظروں سے بچا لے۔ سیبورڈ نے جو کچھ کہا ہے کیا اس کا مطلب یہ نہیں ہے

کہ اب وہ بندوق کو اپنے پاس رکھ سکتا ہے؟ کیا اس نے کہہ دیا ہے کہ وہ بندوق اپنے پاس نہیں رکھ سکتا؟

اس نے بہن سے کہا "سیورڈ! میں تمہیں گوشت کا توڑا نہیں آنے دوں گا۔ اب تم ڈھوروں کی نگرانی کا کام ایشا کو سونپ دو اب مجھے اس کے لئے وقت نہیں ملے گا"

وہ تنا ہوا کھڑا رہا۔ سیورڈ نے اس کی پھٹی ہوئی قمیص اتاری اور چرمی موزوں کو الگ کیا۔ اس کے بازو اور ٹانگیں ایسی کچلی ہوئی تھیں جیسے کسی بھیڑیے نے انہیں چبایا ہو۔ بھیا کی یہ حالت دیکھ کر سیورڈ کے دل میں لوئی اسکرا کے خلاف نفرت کی لہر سی دوڑ گئی۔ وائٹ اس کے چہرے کے اتار چڑھاؤ کو غور سے دیکھ رہا تھا۔

اس نے شوق بھرے لہجے میں کہا۔ "تم بتا سکتی ہو، میں کس پر پڑا ہوں، تم پر نا؟"

سیورڈ نے اس کے سخت، ننگے نوجوان بدن کو بھیگے ہوئے غالیچے سے صاف کیا۔ خوب، وہ کافی عرصے سے جانتی تھی کہ اس کا بھیا کس پر پڑا ہے۔ جیسے اس کا باپ شکاری تھا ویسے ہی اس نے بھی شکاری کی طرح پرورش پائی۔ باپ گھنے جنگلوں

میں شکار کے پیچھے مارا مارا پھرا کرتا تھا، وہ بھی ایسا ہی نکلا ہے۔
موٹے موٹے بالوں کا پھیلاؤ اس کے کندھوں کی طرف ابھی اور بڑھے گا اور اس کے ملائم گال جن پر اب ایک بال بھی نہیں ہے آگے چل کر موٹے موٹے بالوں کی گھنی داڑھی میں چھپ جائیں گے وہ چرمی برجس پہن کر شکار کیا کرے گا اور اس کے سر میں لاکھوں لیکھیں بھری ہوں گی۔ وہ کبھی کبھار ہی اپنے کپڑے اور ہاتھ مُنہ دھویا کرے گا، خاص کر اپنے خارشی پیروں کو کبھی نہیں دھویا کرے گا — یہ پیر اسے کہاں لے جائیں گے؟ بھلا ایسی باتوں کی بہن کو کیا پڑی ہے؟ پھر وہ جان بھی کیسے سکتی ہے کہ اس کا بھیا کہاں کہاں پھرا کرے گا۔ کیا بابا نہیں کہتے تھے۔ کہ جب سے وہ چودہ برس کی عمر میں گھر سے نکلے ہیں، آج تک اپنے بھائیوں کو دیکھنا نصیب نہیں ہوا؟ اور ماں اور انکی بہنیں، کیا ایک بار بچھڑنے کے بعد انہیں ایک دوسرے کی صورت دیکھنا یا آپس میں باتیں کرنا نصیب ہوا؟!
اب جبکہ اسے موقعہ ملا ہے وہ اسے خوب مل مل کر کیوں نہ نہلا دے۔ جانے پھر موقعہ ملے، نہ ملے!

جنگل میں

جس موسم سرما میں وائٹ نے اپنی بندوق سنبھالی اور شکار لانے کا کام پوری طرح اپنے ذمے لیا، اس موسم میں انہیں یوم مارٹن سے لیکر جو ۱۱۔ نومبر کو پڑتا ہے مئی کے دنوں تک ــــ سخت برفباری کا سامنا کرنا پڑا ۔ تمام راستے برف سے اٹ گئے تھے ۔ اور آمد و رفت دشوار ہوگئی تھی ۔ اب کی سردیاں اتنی لمبی ہوں گی، یہ کسی کے خیال میں بھی نہ تھا ـ موسم بہار میں بھی پالا پڑ رہا تھا۔

دن ڈھلے بھیڑیئے اس طرح گھر کے چاروں طرف منڈلاتے جیسے دن میں جنگلی کوے منڈلاتے ہیں ۔ جنگلی کتّے جھٹپٹا ہوتے ہی چلانے لگتے اور رات میں پھرنے والے بھورے اور سیاہ رنگ کے کتّوں کے بھونکنے کی آوازیں شام ہی سے آنی شروع ہوجاتیں۔

اس موسم سرما میں سیبور ڈبڑی ذکی الحس تھی ۔ اسے جینی کی فکر کھائے جارہی تھی جو گھنے جنگل میں لوئی کے ساتھ گزربسر

کر رہی تھی - جہاں وہ تھی وہاں برفباری سے برف ایسی جمع ہوگئی تھی جیسے پت جھڑ کے موسم میں پتیوں کا انبار لگ جاتا ہے جب تک سیورڈ لوئی سے کھنچی کھنچی رہے گی تب تک جینی اس کے پاس نہیں آسکتی اور سیورڈ زبردستی اسے اپنے پاس بلا کر اس کی زندگی کو حرام بنانا نہیں چاہتی --- کبھی کبھی الیشا بہ دیکھنے جینی کے ہاں چلی جاتی کہ اس کی بہن کیسے بسر کر رہی ہے کیونکہ لوئی الیشا کے خلاف نہ تھا -

لیکن اب تو الیشا بھی گھر پر نہیں تھی - وہ سالی وہرٹ کو اس کے کام میں مدد دینے چلی گئی تھی اور اب گھر پر وائٹ کے سوا کوئی نہیں تھا جو جینی کی خیر خبر لاتا -

جب سے الیشا گھر سے گئی تھی کل اس نے پہلا ہرن شکار کیا تھا - سیورڈ نے اسے ہرن کی ران لے کر جینی کے گھر بھیجا تھا - لوئی گھر پر نہیں تھا - وہ کہیں گیا ہوا تھا - وائٹ کو دور ہی سے جینی کے گھر میں لکڑیاں پھاڑنے کی آواز آ رہی تھی وہ دل بہلانے کے لئے وہی گیت گا رہی تھی جو بیاہ سے پہلے اپنے گھر میں گایا کرتی تھی - گیت کے بول تھے :

اوہ ! موسم کتنا صاف اور دلکش ہوتا جا رہا ہے -

اور جوان لڑکی بڑھیا کے پیڑ ھے پر بیٹھی ہوئی ہے

ہر ایک عورت کو گانے سن کر لڑکے میں ایک انوکھا احساس پیدا ہوا۔

وہ اس طرح گھر کی طرف آیا کہ جب وہ اس کے پاس پہنچے تو جینی

کو مڑ کر نہ دیکھنا پڑے بلکہ بیٹھے بیٹھے ہی دیکھ لے کہ کون آ رہا ہے

جب وہ اس کے قریب پہنچا تو جینی نے چلّا کر کہا "وائٹ!"

جینی کے چہرے پر مسرّت کی ہلکی سی لہر ناچ رہی تھی۔

میں تمہارا دوشالہ لے آیا ہوں" اس نے اپنے شکاری کرتے

پر پڑا ہوا دوشالہ اس کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔ جب ایشا پچھلی

بار اس کے پاس آئی تھی تو جینی نے یہ دوشالہ اسے دیا تھا تاکہ

وہ کڑکتے جاڑے میں اوڑھ کر گھر واپس چلی جائے۔

جینی نے دھیمی آواز میں کہا "ابھی ایشا اپنے ہی پاس رکھتی۔ کیا

تم اندر نہیں آؤ گے؟"

اس کی نگاہیں گھر کے باہر الیش کے درخت پر پڑیں جو ٹھنٹھ

بن گیا تھا۔ حالانکہ کچھ عرصہ پہلے یہ ہرا بھرا تھا۔ اس نے سوچا،

شاید لوئی نے اسے ایندھن کے کام میں لانے کے لئے خشک ہونے

کو چھوڑ دیا ہے۔

وائٹ نے ہرن کی ران ایک تاریک کونے میں گوشت ٹانگنے

کی کیل پر لٹکا دی۔

جینی نے دھیمی آواز میں کہا، "تم ہمیشہ گوشت بھیجتے رہتے ہو لوئی میرے لئے کافی لے آتا ہے۔" اس کی نگاہیں جھک گئیں۔ "لیکن جب تم لے ہی آئے ہو تو میں رکھ ہی لیتی ہوں اور تمہارا شکریہ ادا کرتی ہوں۔"

وائٹ نے آٹے کی تھیلی میں تھوڑی سی روٹی پڑی ہوئی دیکھی۔ لیکن اگر جینی کے ہاں گوشت ہوتا تو کیا وہ اسے نظر نہ آتا؟ اس کے ہاں دھرا ہی کیا تھا۔

جینی نے ہرن کی تعریف کرتے ہوئے کہا، "یہ تو بچہ کی دکھائی پڑتی ہے، بڑی ملائم ہے۔ میں کچھ تمہارے لئے پکا لوں؟"

وائٹ کے چہرے پر فخر و تمکنت کی ایک لہر دوڑ گئی۔ وہ دروازے کی طرف چلا گیا۔

"میں تمہارے آتش دان میں کچھ لکڑیاں توڑ کر رکھ دیتا ہوں ذرا گرم ہو جاؤں" اس نے تشکر آمیز لہجے میں کہا۔

اب جینی کو ڈرنے کی ضرورت نہیں تھی۔ اس کے بھیّا نے اس کے لئے کافی لکڑیاں توڑ دی تھیں۔ وائٹ، لوئی کو یہ موقعہ نہیں دے گا کہ وہ جینی پر لال پیلا ہو کہ اس کا بھائی آ کر اس کی لکڑیاں جلا

کر رکھ گیا۔ اس کے بھیا نے تو لوئی اسکرا کے لئے لکڑیوں کا ڈھیر لگا دیا تھا۔

جب جینی نے اسے کھانے کے لئے پکارا تو وہ دو بڑے بڑے لٹھے لا چکا تھا۔ اس نے وائٹ سے کہا کہ وہ لوئی کی جگہ پر بیٹھ جائے وہ محسوس کر رہا تھا کہ جینی کی نگاہیں بار بار اس کے چہرے پر پڑ رہی ہیں۔ وہ بھائی کے آنے سے بہت خوش تھی، بہت ہی خوش۔ آج وہ گھر سے یہ تہیّہ کر کے چلا تھا کہ سیاہ چشمے کے ساتھ والے علاقے میں شکار کے لئے جائے گا، لیکن آج وہ اتنی جلدی اسے اکیلی چھوڑ کر نہیں جائے گا۔

وہ بولا، "میں تمہاری باقی لکڑیاں بھی پھاڑ دوں گا"

جینی نے دھیرے سے کہا "میں اپنا کام خود ہی کرنا چاہتی ہوں۔ تم تو بس بیٹھے رہو"

بظاہر وہ اس بات کی بھوکی تھی کہ کوئی اس کے پاس بیٹھا رہے۔ اگر وہ تنہائی سے اکتائی ہوئی نہ ہوتی تو یہ بات کبھی نہیں کہتی۔ وہ آگ کے قریب اپنا اسٹول کھینچ کر بیٹھ گیا اور ان برف سے بھیگے ہوئے لٹھوں کو تکنے لگا جو وہ اندر اٹھا کر لایا تھا۔

جینی اس سے میٹھی باتیں کرتی رہی۔

"سیورڈ تو ٹھیک ہے نا؟"

اس نے سر ہلا کر کہا "ہاں"

"کیا کر رہی تھی؟"

اس نے دماغ پر زور دیا۔ اسے بس اتنا یاد پڑا کہ وہ ایلشا کے لئے چھوٹا گون بنا رہی تھی۔ ایلشا نے اس کے لئے سیورڈ کی ناک میں دم کر دیا تھا۔

جینی نے کہا "کیا ہی اچھا ہوتا اگر ایلشا آجاتی تاکہ میں اسے ایک نظر دیکھ لیتی"۔

"اب وہ گھر پہ تھوڑا ہی ہے۔ وہ تو مسالی دسرٹر کے ہاں گئی ہوئی ہے۔ ان کے کام میں مدد دے رہی ہوگی تمہیں معلوم ہے مسالی کے جڑواں بچے ہوئے ہیں؟"

جینی کا چہرہ خوشی سے تمتما اُٹھا۔

"لڑکے ہیں یا لڑکیاں —— خیریت سے تو ہیں؟"

وائٹ نے اس کی طرف دیکھا۔ کیسی عورت ہے یہ بھی —— گوشت اور کھانے کی کمی ہے مگر اس کے باوجود اس عورت کو ایک ہی وقت میں پالنے کے لئے دو بچے ہونے پر خوشی ہو رہی ہے۔

"اچھا" اس نے کہا "اگر میں دن میں گھر پہونچنا چاہتا ہوں تو اب مجھے چلنا چاہیئے"

اس نے ٹوپی اوڑھی اور دروازہ کھولا۔ جنگل تاریک اور برف کی طرح سرد اور بالکل ساکن تھا۔ جینی اس کے کندھوں کو تک رہی تھی — جیسے وہ گھر جا رہا ہے، اس طرح وہ نہیں جا سکتی تھی، اگر جاتی تو سیورڈ سے ہی مل لیتی۔ نہیں، اسے تو یہیں رہنا ہے۔

وائٹ نے اس سے اجڈپن سے کہا "اب کی گرمیوں میں تمہارے لئے ایک خوبصورت سی چڑیا پکڑ کر لاؤں گا تم اسے باتیں کرنا سکھا لینا۔ پھر تو تمہیں ساتھی مل جائے گا؟"

لحظے بھر بعد جینی بولی "اوہ! میں تنہا تھوڑے ہی رہتی ہوں"

میرا خیال ہے یہ ایلیشا نے تم سے کہا ہوگا دو چار روز یا اس سے کچھ زیادہ مدت ہوئی لوئی گھر ہی پر تھا — ایلیشا اس کے سامنے ہی میری شال اوڑھ کر گھر گئی تھی۔

وائٹ اپنے جوتوں کے تسمے باندھنے کے لئے جھکا۔ ایلیشا نے لوئی کے بارے میں اس سے کچھ نہیں کہا تھا —

"اچھا، اب اگر میں کچھ دیر اور رکا تو گھر پہنچتے پہنچتے اندھیرا

ہو جائے گا" اس نے کہا۔

جینی نے دھیرے سے کہا "چند قدم میں بھی تمہارے ساتھ چلوں گی۔"

جینی نے دوشالہ اوڑھا اور دونوں بھائی بہن خاموش، چپ چاپ راستے پر ہو لئے۔ جب وہ بوڑھے شاہ بلوط کے درخت کے قریب پہنچے تو وائٹ ٹھہر گیا۔

اس نے اپنے باپ کی طرح تحکمانہ انداز میں اس سے کہا، "اچھا اب تم لوٹ جاؤ۔"

جینی کی نظریں اس کی طرف اٹھیں۔ وہ بولی "سیبورڈ کو میری طرف سے سلام کہہ دینا۔"

یہ کہہ کر اس کے قدم گھر کی طرف مڑ گئے حالانکہ وہ کہیں اور جانا چاہتے تھے۔

جینی الاؤ پر جھکی اور اس پر آہستہ سے ایک اور لکڑی رکھ دی تاکہ راکھ اڑ کر اس کے کچے فرش پر نہ پھیل جائے۔ اس کے گھر میں ایک بھی کھڑکی نہ تھی جس کی وجہ سے گھر تاریک دکھائی دے رہا تھا جیسے آلاؤ کی آنچ مدھم پڑ جانے کے وقت تاریک ہوتا ہے۔ لیکن آج گھر کی تاریکی میں ایک قسم کی سنہری روشنی جھلک

رہی تھی ـــــ ایسی روشنی جو دو انسانوں کے ایک دوسرے کے ساتھ ملنے کی وجہ سے ہوتی ہے۔ اس میں شک نہیں کہ وائٹ آج آپ ہی اس کے گھر آیا تھا اور سیبورڈ کو تنہا گھر ہی میں چھوڑ آیا تھا۔ اُسے ایسا معلوم پڑتا تھا کہ آج کی رات اس کا باپ ورتھ، اس کی بہن سولی اور حتیٰ کہ اس کی مری ہوئی ماں بھی اس سے ملنے آئے تھے۔ یہی نہیں بلکہ ایشا بھی اس کے گھر آئی تھی۔ وہ کچھ ایسا محسوس کر رہی تھی جیسے وہ ابھی ابھی اس کے بچھونے میں سوئے ہیں اور وہ ان کے محبت بھرے چہروں کو آسانی سے دیکھ سکتی ہے۔ کیا یہ اچنبھے کی بات نہیں ہے کہ وہ مسالی وہرٹم کے ہاں گئی ہوئی تھی جہاں اسے دو لڑکیوں کو کھلانا پڑتا ہوگا اور جب وہ سوتی نہ ہوں گی تو ایشا کو انہیں سلانے کے لئے اپنی بھدی مردانی آواز میں گیت بھی گانے پڑتے ہوں گے حالانکہ وہ کبھی ایک لے سے کچھ گا ہی نہیں سکتی۔

بچوں کا معاملہ بڑا ہی ٹیڑھا اور تعجب خیز ہے۔ بعض عورتیں بچّوں سے دور بھاگتی ہیں۔ ان کی پیدائش سے پہلے ہی ان سے جان بچانے کی کوشش کرتی ہیں۔ بعض بچّے پیدا کرتی ہیں اور انہیں یوں ہی چھوڑ دیتی ہیں جیسے ان کی کسی کو ضرورت

ہی نہیں ۔ بہت سی ایسی ہوتی ہیں کہ ان کے بچّے ہوتے ہی نہیں ۔ بچّہ کی آس میں ہر قسم کی دوا دارو کرتی ہیں اور تھک ہار کے اللہ میاں کی بارگاہ میں جُھک جاتی ہیں، ان کی آنکھوں سے آنسوؤں کا سیلاب رواں ہو جاتا ہے اور ان کے رخسار ان سے تر ہو جاتے ہیں۔

آج رات وہ خلافِ معمول کافی دیر تک جاگتی رہی ۔ اس کا یہ قاعدہ ہو گیا تھا کہ جب لوئی گھر سے باہر ہوتا وہ سورج چھپنے سے پہلے ہی بچھونے میں گھس رہتی اور دن چڑھے اُٹھتی ۔ اس نے دروازہ کھولا اور باہر جھانک کر دیکھا ۔ جنگل افریقہ کی طرح تاریک تھا ۔ رات کی سیاہ زلفیں جنگل پر پھیلی ہوئی تھیں ۔ رات کو آوارہ گردی کرنے والے جنگلی کتوں کے بھونکنے اور چلّانے کی آوازیں صاف سنائی دے رہی تھیں ۔ سردی کا موسم ابھی ختم نہیں ہوا تھا ۔ اس نے سوچا، وائٹ اب تک خیر سے گھر پہنچ گیا ہو گا اور اب بیٹھا ہوا سیورڈ سے میرے پاس آنے کی داستان سنا رہا ہو گا ۔ سیورڈ مُنہ سے کچھ زیادہ نہ کہے گی ۔ لیکن جب وہ بستر میں گھُسی تو جینی کی آنکھوں میں سیورڈ کا نرم و نازک اور صاف و شفاف چہرہ پھرنے لگا ۔

آتش دان میں لگی ہوئی مٹّی کے دھم سے گرنے کی جو آواز

ہوئی تو جینی کی جھٹ سے آنکھ کھل گئی۔ وہ اپنے پتّوں کے بچھونے
میں اُٹھ کر بیٹھ گئی۔ آتش دان کے دودکش میں سے کوئی چیز نیچے
اُتر رہی تھی جیسے جنگل کے کھوکھلے درختوں میں گلہریاں اور دوسرے
جانور گُھس جاتے ہیں۔ اس نے ضرور جینی کے تازہ گوشت کی بو
سونگھ لی تھی۔ وہ اپنے سونے کے کپڑے پہنے پہنے اُچک کر
فرش پر آگئی۔ لحظے بھر کے لئے تو وہ یہ بالکل ہی نہ بتا سکی کہ
آتش دان میں سے جو دو سرخ دھبے اس کو ٹکٹکی باندھے دیکھ
رہے تھے آیا وہ کسی جنگلی درندے کی خوفناک آنکھیں تھیں۔ پھر
وہ آہستہ آہستہ آتش دان کے قریب پہنچی تب اسے پتہ چلا
کہ یہ کسی درندے کی آنکھیں نہیں بلکہ انگارے تھے۔ اس نے
ان پر چھپٹیاں ڈالیں اور پھونک پھونک کر آگ جلائی تھوڑی ہی
دیر میں اس میں سے شعلے نکلنے لگے

جب آگ جل گئی اور دھواں دودکش میں ہو کر اوپر جانے
لگا تو مٹی گرنا بند ہو گئی۔ لیکن اب وہ اس درندے سے خواہ وہ
کوئی ہی کیوں نہ تھا یہ کہہ سکتی تھی کہ اب کیوں جاتا ہے۔ اوہ!
یہ جنگلی جانور بعض دفعہ تو بڑے ہی دلیر ہو جاتے ہیں۔ خاص طور پر
جب کوئی جوان مرد گھر پر نہیں ہوتا۔

اس نے اپنے تئیں کہا، مجھے تو خوش ہونا چاہئے کہ میرے باپ نے چھت ڈال دی تھی جو درندوں کو گھر میں نہیں آنے دیتی۔ اس نے لوئی کی پرانی چھت بدل کر یہ نئی چھت ڈال دی تھی اور ایسی کاریگری سے اس کے جوڑ بند کئے کہ مینہ کا پانی یا برف کے اندر آنے کے لئے بہت ہی معمولی دراڑیں ہیں۔

ان ہی دراڑوں میں سے وہ جنگلی جانوروں کی آوازیں سن سکتی ہے جو شکاری کتوں کی طرح دور ہی سے گوشت کی بو سونگھ لیتے ہیں۔ لیکن جب تک وہ اپنے آتش دان میں آگ جلتی رکھتی ہے اور اس کا دھواں چمنی میں سے ہو کر فضا میں پھیلتا رہتا ہے، کوئی جنگلی جانور پاس نہیں پھٹکتا۔

اس نے پیپے میں سے ایک پتلی سی لکڑی توڑی۔ ایک اسٹول پر چڑھی اور لکڑی سے چھت پر ٹھوکے مارنے لگی ٹھوکے مارتے مارتے اس کے بازو شل ہو کر کپکپانے لگے جیسے اسے بخار ہو گیا ہو۔ لیکن وہ درندہ پھر بھی چھت پر سے کود کر نہیں بھاگا۔ دور کش کے قریب اسے چھت کچھ جھکی سی نظر آئی جیسے بڑی چینی بلی یا کوئی سیاہ جھبرا کتا چھت پر بیٹھا ہے اور موقعہ کی تاک میں لگا بیٹھا ہے اور اس کے وزن سے چھت جھک گئی ہے۔

جینی نے اپنے تئیں کہا، کیا یہ افسوس ناک بات نہیں کہ اس نے وائٹ کو وہ تمام لکڑیاں اندر لانے نہیں دیا جو وہ لانا چاہتا تھا۔ اس نے آخری لکڑی بھی آتش دان میں ڈال دی تھی اور ابھی پہاڑ سی رات سر پر کھڑی تھی۔

تقریباً ایک ہفتے تک سیورڈ وائٹ سے جینی کے بارے میں پوچھ گچھ کرتی رہی۔ اسے یہ جان کر بڑی تسکین ہوئی کہ جینی خیریت سے تھی۔ لیکن اسے لوئی سے کوئی ہمدردی نہ تھی نہ ہی اس نے وائٹ سے اس کے متعلق کوئی بات دریافت کی۔ جو سردیوں میں جینی کو اکیلی چھوڑ کر کہیں چلا گیا تھا۔

اس دن بعد دوپہر وہ بڑی ہی خوش تھی کیونکہ دکندار کا چھوکرا بھی آ گیا تھا۔ جب وہ آ رہا تھا تو جینی نے اندازہ لگایا کہ وہ کچھ بھاگتا ہوا آ رہا تھا۔ اس کے چہرے پر پسینہ ایسا معلوم دے رہا تھا جیسے فرش پر شبنم کی بوندیں اس نے آتے ہی وائٹ کو تلاش کرنے کے لئے اِدھر اُدھر نگاہ دوڑائی اور جب وہ نظر نہ آیا تو اس اسٹول پر بیٹھ گیا جو سیورڈ نے اسے بیٹھنے کے لئے پیش کیا تھا۔ اس کے دل میں کوئی بات بھی تھی تو اس نے بالکل نہیں بتائی سیورڈ اپنے کام میں لگی ہوئی

تھی۔ جب اس نے سر اُٹھا کر اس کی طرف دیکھا تو اس کو پتہ چلا کہ چھوکرے کی نرم بھوری آنکھیں اس پر جمی ہوئی ہیں جیسے اس کے ذہن میں کوئی بات ہے لیکن بتا نہیں سکتا۔

جب چھوکرا گیا اور وائٹ گھر آیا تو تاریکی پھیل چکی تھی۔

وائٹ بولا، "وہ مجھ سے ہی کوئی بات کہتا۔ تم سے کوئی بات نہیں کہی ہوگی؟"

سیبورڈ خاموش رہی۔

"کسی نے جارج روبک سے کہا ہے کہ اس نے لوئی کو اس راستے پر جاتے دیکھا ہے جو انگلستانی جھیلوں کو جاتا ہے۔"

لڑکے نے مری ہوئی آواز میں کہا۔

"اُس نے یہ بھی کہا کہ لوئی کے ساتھ کوئی اور بھی تھا جسے تم بھی جانتی ہو۔"

سیبورڈ نے کان کھڑے کئے اور نظریں اُٹھا کر وائٹ کو دیکھا

"ہم بھی جانتے ہیں؟" اس نے تعجب خیز آواز میں کہا۔

"ہاں ہیں اور تم اسے اچھی طرح جانتے ہیں" وائٹ بولا۔

"وہ آرہے تھے یا جا رہے تھے" سیبورڈ نے پوچھا۔

وائٹ نے دھیرے سے جواب دیا "جا رہے تھے"

"جینی تو نہیں تھی ؟"

"نہیں ، جینی نہیں تھی۔ اب تم اسے پہچاننے کے قریب آگئی ہو"
وائٹ نے کہا۔

سیورڈ چپ چاپ بیٹھ گئی۔ اس کے اوپر والے ہونٹ پر پسینے کے قطرے پھوٹ رہے تھے۔ اس نے اپنے تئیں کہا ، وہ اس بات کو دل میں جگہ نہیں دے گی۔ اس کے کانوں میں بھولی بسری آوازیں گونجنے لگیں۔ جب اس نے کچھ کہنے کے لئے لب ہلائے تو اس کی آواز کچھ مری مری سی تھی۔

"تم نے آخری بار ایلشا کو سولی وہرٹم کے ہاں سے کب نکلتے دیکھا؟"

"میں تو اس طرف بالکل گیا ہی نہیں" وائٹ نے جلدی سے کہا

"ہم نے ایڈم کوٹل کو گھر آتے دیکھا تھا" اس نے کہا کہ ایلشا ان کی طرف کبھی نہیں گئی ، انہیں تو اپنا کام کرانے کے لئے کسی اور کو بلانا پڑتا ہے"

تب تو یہ بات سچ تھی۔ انہیں یاد پڑا کہ اس صبح کو جب ایلشا سولی وہرٹم کے ہاں گئی تھی تو اس کے لچھن سے صاف ظاہر ہو رہا تھا۔ کہ اس کے دل میں کیا ہے۔ اس کے گالوں پر سرخی پھوٹ رہی تھی اور ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے وہ خودرو گلاب کی جھاڑیاں ہوں

حالانکہ اس کے گال نہ تو ایسے بھورے رنگ کے تھے جیسے کسی سرخ ہندی عورت کے ہوتے ہیں۔ اور نہ ہی اتنے گلابی تھے جیسے وہ اس وقت نظر آرہے تھے۔ وہ سرخ رنگ کا چھوٹا گون پہنے ہوئے تھی اور اس پر اس کے کوئلے جیسے کالے بال غضب ڈھا رہے تھے۔ اس دن اس نے گھر کا کام دھندا اچھی طرح کر لیا تھا اور سیورڈ بھی اس سے بڑی خوش تھی۔ اس کا سامان اس کھونٹی پر نہیں تھا جو اس کے لئے مخصوص تھی بلکہ اس کی بغل میں دبا ہوا تھا۔ اسے معلوم تھا کہ وہ کہاں جا رہی تھی، کتنی دور جا رہی تھی لیکن اس نے کسی کو خدا حافظ نہیں کہا۔

دوسرے دن سویرے ہی سیورڈ نے وائٹ سے کہا "تم جینی کے گھر چلے جاؤ اور اس کا سامان واماں باندھ کر تیار رکھو میں ذرا دیر میں آؤں گی۔"

جینی کے گھر کا رستہ بڑا لمبا تھا۔ وائٹ مارش کے چشمے کے قریب پہنچا تھا کہ سیورڈ نے اسے آلیا۔ جب اس نے لوئی اسکرا کے گھر پہ نگاہ ڈالی تو اس کے چہرے کی ہڈیاں اخروٹ کی مانند ابھر گئیں یہی تھا وہ گھر جس میں جینی رہ رہی تھی —— چاروں طرف سے جھاڑیوں سے گھرا ہوا اور بارش اور موسم کے اثرات کی وجہ

سے سیاہ ہو رہا تھا۔

دود کش سے دھواں نہیں نکل رہا تھا۔ سیورڈ کو یہ بات قطعاً پسند نہ آئی لیکن جینی اس جگہ کے سوا اور رہ بھی کہاں سکتی تھی، شاید اس نے آگ جلتی رہنے دی ہوگی جس سے لکڑیاں جلتے جلتے کوئلہ ہو گئی ہیں یا پھر وہ وقت گزاری کے لئے جھاڑیوں میں چلی گئی ہے۔ کواڑ پر کنڈی نہیں چڑھی تھی سو وہ نیچے لٹک رہی تھی۔ پھر تو وہ ضرور گھر ہی میں ہوگی۔ تنہائی سے اکتا کر وہ کونے کونوں سے باتیں کر رہی تھی اور اس کی آواز باہر صاف سنائی دے رہی تھی۔ اس کے سوا اور کون تھا یہاں اس کا کہ اس سے باتیں کر کے دل بہلاتی؟

سیورڈ دروازے پر چپ چاپ کھڑی رہی۔ جینی گا رہی تھی

سپاہی نے اپنی تلوار سنبھالی۔

اور اسے جھنکارنے کے لئے صاف کیا۔

عورت نے گھوڑے کی لگام پکڑی

اور سپاہی رن میں جانے کو تیار ہوا

اس نے یہی بند یکے بعد دیگرے کئی دفعہ دہرائے۔ اس کی دھیمی آواز ان ہی لفظوں کو فضا میں پھیلاتی رہی۔ سیورڈ کی

گُدّی پر پڑے ہوئے چھوٹے چھوٹے بال کھڑے ہونا چاہتے تھے، نہ جانے کیوں! جینی اپنے آپ سے باتیں کر رہی تھی۔ وائٹ اپنا سر آگے کی طرف اٹھائے کھڑا تھا۔ وہ سمور کی بڑی سی ٹوپی پہنے ہوئے تھا جس سے وہ سپاہی کی طرح لگ رہا تھا جس کا سینہ آگے کو نکلا ہوتا ہے۔ سیبورڈ نے کواڑ کھولے اور چپکے سے اندر داخل ہو گئی۔

گھر اندر سے خالی تھا جیسے خالی مونگ پھلی ہوتی ہے۔ ورتھ نے جو اسٹول، کھاٹ اور الماریاں بنائی تھیں وہ بھی ندارد تھیں آتش دان کے ایک کونے میں تازہ لکڑیوں کا ڈھیر لگا ہوا تھا اور جینی کے بچھونے پر ایک دبلی پتلی اجنبی عورت بیٹھی تھی جو رضائی میں لپٹی ہوئی تھی۔ اس کے بال چہرے پر پڑے ہوئے تھے جن میں سے اس کی دو آنکھیں ان کو پہچانتے بغیر تاک رہی تھیں۔

جب سیبورڈ کی نظر اس پر پڑی تو اس کا چہرہ موت کی طرح بے رحم اور غضب ناک ہو گیا۔

"جینی" اس نے پکارا۔

سیبورڈ کے زور سے چیخنے نے اس ڈھانچے میں جان سی

ڈال دی۔ جینی نے رضائی اُتار کر پھینکنے کو ہاتھ چلائے اور جھٹ سے اُٹھ کر کھڑی ہو گئی

اس نے ان لوگوں سے جو اس کے دروازے میں گھس آئے تھے معذرت چاہتے ہوئے کہا۔ "میں نے کسی کے آنے کی آواز نہیں سنی" جیسے جیری دنیا کی چیزوں پر عجیب انداز سے نگاہ ڈالتی تھی اسی طرح جینی نے بھی سیورڈ کے چہرے کو تاکا اب وہ بچھونے سے اُٹھ کر اس کے قریب آگئی تھی۔

وائٹ نے بڑبڑاتے ہوئے کہا "سیورڈ! یہ تمہیں نہیں پہچانتی"

پھر وہ وائٹ کے پاس آئی اور اس کی طرف اس طرح دیکھا جیسے کوئی ایسا نیم نابینا آدمی دیکھا کرتا ہے جو اندھیرے میں رہتا ہو اور اچانک روشنی میں آجائے۔

"اوہ! میں تجھے جانتی ہوں" اس نے وائٹ سے کہا۔ اس کے بعد وہ پھر سیورڈ کی جانب مڑی اور اپنا سر ہلاتے ہوئے بولی "میں اسے بھی جانتی ہوں، یہ تو کافی عرصے سے یہاں نہیں آئی تھی"۔

وائٹ نے اپنا سر ہلا کر اس سے اتفاق کیا۔

جینی نے فخریہ لہجے میں کہا، "اوہ! میں تو تم دونوں کو جانتی ہوں پر مجھے تمہارے نام یاد نہیں۔ جب تم اندر آئے تھے تو

مَیں اس وقت جان گئی تھی کہ مَیں نے تمہیں پہلے بھی کبھی دیکھا ہے"

سیورڈ نے تیزی سے پوچھا "تمہارے گھر کا سارا سامان کیا ہُوا؟"

جینی کے چہرے پر خوف کی لہر دَوڑ گئی۔

وہ بولی، "چھت پر کوئی چیز تھی جو آتش دان کی چمنی کے ذریعے گھر میں آنا چاہتی تھی"

وائٹ نے پوچھا، "کیا تیندوا تھا؟"

جینی کے ہاتھ کانپنے لگے۔

اس نے ایک کے بعد دوسرے کے چہرے کو دیکھنے کے بعد کہا، "نہیں پیڑ تھے، دن کے نہیں، رات کے پیڑ۔ ایک دفعہ مَیں باہر نکلی اور ان میں سے ایک سے کہا کہ میری چھت پہ نہ چڑھو۔ مگر اس نے میرے مُنہ پر طمانچہ رسید کر دیا"

وائٹ نے تعجب سے سیورڈ کی طرف دیکھا۔ جینی کی بات اس کی سمجھ میں خاک نہیں آ رہی تھی۔

وہ بولا، "اس کا مطلب ہے کہ وہ کوئی ہوا تھی"

جینی بولی، "نہیں وہ کوئی ہوا نہیں تھی، اس رات کو ہی نہیں۔ وہ تو موت کی طرح اب بھی مجھے محسوس ہو رہی ہے۔

ایسا محسوس ہوتا ہے جیسے وہ اب بھی میری چھت پر پنجے مار رہا ہو "

وائٹ نے کہا ، " نیند وا نتھا پھر تو "

جینی نے دھاڑیں مار کر رونا شروع کر دیا مگر اس کی آنکھوں سے ایک بھی آنسو نہیں ڈھلکا ۔

سیورڈ وائٹ سے بولی " اسے یوں ہی رہنے دو یہ ساری باتیں اپنے آپ ہی بتائے گی "

جینی نے فکرمندانہ لہجے میں کہا ، " یہ میرے مرد کی غلطی تھوڑی ہی تھی ، تم اسے نہیں جانتے ہو کیا ؟ اگر اسے اس بات کا پتہ ہوتا تو وہ کبھی گھر سے نہ جاتا "

اس پر سیورڈ کے چہرے پر سختی کے آثار نمایاں ہو گئے اور نگاہوں میں تیکھا پن آگیا ۔ جینی اس سے خوفزدہ سی ہو گئی ۔

وہ بولی " میں نے کچھ نہیں کیا ، میں نے اپنے اسٹول اور کھاٹ نہیں جلائی "

سیورڈ نے وائٹ کو اشارے سے کہا کہ وہ خاموش رہے جینی کے چھوٹے چھوٹے سوکھے ہوئے ہاتھوں نے اس کے بھورے بالوں کی لٹیں بگاڑنا اور انہیں نوچنا شروع کر دیا ۔ وہ کچھ بڑبڑا

بھی رہی تھی جیسے اپنے تازہ گوشت اور اس عورت کے بارے میں کچھ کہہ رہی ہو جو اپنے آدمی کا گھوڑا پکڑے کھڑی تھی اور اس کا مرد لڑنے میں مصروف تھا۔

سیورڈ نے اُس کی اس بڑبڑاہٹ کو اس طرح سنا کہ اس کے چہرے پر اس کا کوئی ردعمل ظاہر نہ ہوا۔

وہ بولی، "اب ہم گھر چل رہے ہیں اور تم بھی ہمارے ساتھ ہی چلوگی"

جینی پیچھے ہٹ گئی۔

"اوہ، میں اپنا گھر اکیلا چھوڑ کر نہیں جا سکتی" وہ بولی "اگر میرا مرد واپس آگیا تو وہ اسے پسند نہیں کرے گا"

سیورڈ نے بے رحمی سے کہا "اب وہ واپس نہیں آئے گا۔ وہ ہماری ایلشا کے سنگ بھاگ گیا ہے" سیورڈ جانتی تھی کہ یہ بات ایک نہ ایک دن تو اس کو معلوم ہو ہی جائے گی۔ اس لئے اس نے دل پر پتھر رکھ کر یہ کہہ دیا۔

جینی نے بڑی چالاکی سے کہا، "نہیں نہیں وہ بھاگا نہیں ہے، وہ کسی کے سنگ نہیں بھاگا، وہ کسی کے ساتھ نہیں گیا۔ تم مجھے اُلّو نہیں بنا سکتیں، ایلشا اپنی چھوٹی چھوٹی دو بچیوں کے

ساتھ اس کے سنگ کبھی نہیں بھاگ سکتی ۔"

سیورڈ نے دھیرے سے وائٹ سے کہا، "تم جو کچھ لے سکتے ہو، لے لو، باقی میں اُٹھا لوں گی اور ہم دونوں مل کر اسے یہاں سے لے چلیں گے ۔"

گھر واپس جاتے میں سارے رستے جنگل تاریک رہا۔ درختوں پر سے پانی کے قطرے ٹپک رہے تھے جس سے ایک عجیب قسم کی آواز آ رہی تھی ۔ وہ جوں جوں آگے بڑھتے جاتے رستے کے قریب تناور درختوں کے تنے تیزی سے پیچھے چلے جاتے اور آگے کھڑے ہوئے درخت انہیں تکنے لگ جاتے ۔

اوہ! یہ جنگلی درخت اس طرح چپ چاپ ساکن وساکت کھڑے تھے جیسے انہیں اس بات سے نفرت تھی کہ جینی ان کے پنجوں سے باہر نکل جائے ۔ انہوں نے خیال کیا کہ اسی تاریک جنگل میں ننھی سولی دیکھتے ہی دیکھتے غائب ہو گئی تھی ۔ ایک دفعہ جو وہ کھوئی تو پھر پتہ نہیں چلا کہ وہ کہاں گئی، زمین نگل گئی یا آسمان کھا گیا ۔

بالآخر انہیں سامنے چمکتا ہوا ایک بادل کا ٹکڑا نظر آیا۔ درحقیقت یہ بادل نہیں تھا بلکہ تاریک جنگل میں سے صاف

دشفاف آسمان نظر آرہا تھا۔ مک وہرٹر کے کھلے علاقے میں پہنچنے سے پہلے ہی یہ آسانی سے کہا جا سکتا تھا کہ آسمان صاف نظر آرہا ہے۔ سیورڈ نے اپنے تئیں کہا، وسیع تیرہ و تار جنگل میں سے نکلنے کے بعد یہ جگہ بہت ہی روشن اور دل خوش کن ہے۔ ہر شخص اس کو پسند کرتا ہے۔

مراد بر آئی

زندگی اتنی آسان نہیں تھی جتنی کہ اسے ہونا چاہئے تھا۔ سیورڈ کے سوا کوئی اور ایسا نہیں تھا جو روٹی ہنڈیا کی طرف دیکھتا، کپڑے رنگتا یا صابن اُبال لیتا یا لکڑیاں ہی جمع کر لیتا۔ کرتی تو سیورڈ نہ کرتی تو سیورڈ، سارا گھر اسی کے سر پہ تھا۔ وائٹ بھی گھر سے چلا گیا تھا۔ اس نے جنگل میں سر چھپانے کے لئے ایک چوبی گھر بنا لیا تھا۔ وہ اس میں رات کو پڑ رہتا تھا، اور جینی — جو کچھ ہی دیر کے لئے یہاں آئی تھی۔ سال بھر سے اوپر ہوا کو وین ہوین کے ہاں کام کر رہی تھی۔ جینی کی رنگت اب پھر کھل گئی تھی، اسے آدمیوں میں رہنے کا موقعہ جو ملا تو اس کے چہرے پر بھی بہار آگئی اس کے بازو اور کولھے موٹے ہو گئے تھے، ہاں! اب جینی حقیقی معنوں میں بڑی اچھی تھی، صرف اسے گانے ہی کو نہ ملتا تھا۔

سیورڈ نے اپنے تئیں کہا، سچی بات ہے اسے یہ محسوس کرنا

چاہیئے کہ وہ آرام و آسائش سے زندگی بسر کر رہی ہے۔ کیا یہ اچھی بات نہیں ہے کہ اب جینی کے ہوش و حواس درست ہو گئے ہیں؟ اب وہ آپے میں آ گئی ہے؟ جب وائٹ جنگل سے آتا ہے تو گوشت سے اس کی کیتلیاں نہیں بھر جاتیں؟ کیا سر چھپانے کے لئے اس کے گھر پر مضبوط موٹی چھت نہیں ہے؟ اور کیا سونے کے لئے اس کے پاس ایک چھوڑ دو بچھونے نہیں ہیں؟ اور پھر پانی کا چشمہ بھی تو اس کے گھر سے چند قدم کے فاصلے ہی پر بہتا ہے جو کبھی خشک نہیں ہوتا۔ ایک آدمی کو اس سے زیادہ اور کس بات کی حاجت ہو سکتی ہے؟ کیوں نہ وہ آرام سے بیٹھی رہے اور اطمینان سے زندگی بسر کرے؟

مسز کووین ہوون اور جینی کی طرف جاتے والی پگڈنڈی پر چلتے ہوئے سیورڈ نے اپنے تئیں کہا، ایک نہ ایک دن تو اسے یہ کرنا ہی ہوگا، خواہ اس سے اُسے کتنا ہی صدمہ کیوں نہ پہنچے۔ کوئی شخص یہ امید کر سکتا ہے کہ جینی نے ایسے شخص کے بارے میں بہت کچھ سنا ہوگا جو یہ کہتا ہو کہ وہ اپنی گھر والی کو کبھی نہیں چھوڑ سکتا؟ صرف موت ہی انہیں ایک دوسرے سے جدا کر سکتی ہے لیکن سیورڈ نے اندازہ لگا لیا تھا کہ جینی جب

بھی کسی بیاہ شادی میں جائے گی اسے لوئی اور ایشا کے بارے میں کچھ معلوم کرنے کی خواہش رہے گی۔ اسے اس بات کی ٹوہ ہمیشہ رہے گی کہ لوئی اور ایشا کہاں ہیں اور کیا ایشا کے کوئی بال بچہ ہوا ہے؟ ہاں شادی بیاہ کی باتیں اب جینی کے لئے قصہ پارینہ بن کر رہ گئی تھیں۔ اگرچہ بستی کے دوسرے لوگوں کے لئے ایسا نہیں تھا۔ یہ پہلا موقعہ تھا کہ اس بستی میں اس قسم کا کوئی واقعہ معرض وجود میں آیا تھا۔

بستی والے کافی مسافت طے کر کے فلورا گریٹر کے گھر پہنچے دولہا کے ہاں صنوبر کے پیپے میں پرانیوں کے لئے کافی مقدار میں شراب موجود تھی، اس میں سے کچھ کو پانی اور میٹھا ملا کر شربت کی طرح بنا لیا تھا جس سے عورتوں اور بچوں کی تواضع کی گئی۔ لکڑی کے پیالے گردش میں آئے۔ شراب کے دور چلے لیکن ان سے محفل میں زندگی کی روح پیدا نہ ہو سکی ایسا دکھائی دیتا تھا کہ لوگ شادی کی تقریب سے پوری طرح لطف اندوز نہیں ہو رہے ہیں۔

جیک ٹینچ نے اپنی کالی داڑھی والے چہرے کو گربنی مک ڈیرٹر کے کان کے پاس لے جا کر کہا "شراب ہی سے شادی کی تقریب میں زندگی پیدا نہیں ہوتی"

گرینی دیہرٹر نے پوپلے منہ سے مری ہوئی آواز میں اپنا سفید ٹوپی میں ڈھکا ہوا سر ہلا کر کہا "نہ — نا ہمیں ادھیڑ عمر کے ایسے مرد اور عورت کی ضرورت نہیں ہے جو اس وقت سے ایک دوسرے کے ساتھ رہ رہے ہوں جب سے کہ عورت کا شوہر مغرب کے دریا میں ڈوب کر مر گیا تھا۔ ہمیں تو ایسے مرد اور عورت کی ضرورت ہے جو جوان ہوں — ایک ایسے نوجوان جوڑے کی ضرورت ہے جن کی زندگی گناہ سے پاک ہو" اس نے اپنا سر ہلایا اور اپنے کہے ہوئے الفاظ کی تائید کر دی ــ "جنگلی فاختہ سب سے اچھی ہے میں نے اکثر انہیں دیکھا ہے اور جب کبھی دیکھا میں نے دلہن کو سونے کے گون میں ملبوس پایا۔ اس کے بعد لوگ دولہا کو پکڑ لیتے ہیں اور اسے دلہن کے ساتھ کر دیتے ہیں"۔

جیک شراب کے پیپے کے پاس گیا تاکہ اپنے پیالے میں تھوڑی سی اور انڈیل لے ۔ مگر اس وقت تک پیپا خالی ہو چکا تھا۔ جیک نے نوکر چھوکرے کو جان رویک کی دکان کی طرف دوڑایا تاکہ وہ تھوڑی سی شراب اور لے آئے لیکن اب وہ شراب نہیں بیچ رہا تھا۔ اس کی چھوٹی چھوٹی آنکھوں میں ایک خاص قسم کی چمک تھی ۔ جب چھوکرا واپس آیا تو سارے مرد

پیپے کے گرد جمع ہو گئے اور سر جوڑ کر اس کی باتیں سننے لگے۔
مسز کووین ہوون نے چھوکرے سے پوچھا "کیا ہوا؟"
چھوکرے نے جواب دیا "میرا خیال ہے کچھ زیادہ نہیں"
لحظے بھر بعد میری باربی سن دوڑتی ہوئی آئی اور بولی،
"تم نے کسی اور شیطانی کام کی خبر سنی ہے جیک نیا جوڑا ملا رہا ہے۔ ایسی لڑکی لڑکے کا بیاہ رچا رہا ہے جنہوں نے آپس میں کبھی پیار نہیں کیا۔ لوگ کہتے ہیں کہ وہ تنہائی میں جھاڑیوں میں جا رہے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ دیکھیں اب آئڈی اسے کس طرح اپناتی ہے۔
عورتوں نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا اور آئڈی ٹل کی حرکت سے ایسا معلوم ہوا جیسے اسے غش آگیا ہو۔
وہ بولی، "اگر میں چاہتی تو اس سے کبھی کا بیاہ کر چکی ہوتی" اس نے یہ بات ان تمام عورتوں کو سنانے کے لئے کہی جو وہاں بیٹھی تھیں اور سن سکتی تھیں۔
کچھ عورتوں نے اندازہ لگایا کہ وہ بہت آگے بڑھ گئے ہیں لیکن بعض عورتوں نے جیک ٹینچ کو اس کی اجازت دی کہ وہ ایسا کر سکتا ہے فلورا گریئر کے خیال میں یہ بات گناہ تھی

اور شرمناک بھی۔ معاملہ حد سے آگے بڑھتا جا رہا تھا۔ شائستہ عورتوں کو آگے بڑھ کر اسے روکنا چاہئے لیکن وہ کریں تو کیا کریں۔ سیورڈ منہ میں گھنگھنیاں ڈالے بیٹھی رہی۔ اس نے منہ سے ایک لفظ بھی نہیں نکالا۔

سیورڈ اٹھ کر باہر چلی گئی۔ جب سے جینی ہوش میں آئی تھی اور دوبارہ انسان بنی تھی سیورڈ کئی بار پورٹیئس وہیلر کے بارے میں سوچ چکی تھی جو ابھی تک ریچھوں اور ننیدوؤں کے درمیان زندگی بسر کر رہا تھا۔ اوہ! مرد عورت کے مقابلے میں زیادہ مدت تک جنگل میں تنہا رہ سکتا ہے لیکن دیر یا سویر جنگل دیکھیں گے کہ اس کے پاس بھی کوئی نہ کوئی عورت ہوگی جیسی جینی لوئی کے پاس تھی۔

نہیں، سیورڈ کے نزدیک جیک ٹینچ کا یہ فعل کوئی گناہ نہ تھا۔ نہ ہی وہ شرمناک تھا۔ اگر اس نے علیحدہ زندگی بسر کرنے والوں کو آپس میں ملا دیا۔ آخر تنہائی کوئی اچھی چیز تو ہے نہیں۔

آنڈی ٹل کی حالت ابھی تک ویسی ہی تھی۔ خوب! اب اسے کسی کی توجہ کی ضرورت ہے۔ اب اسے یہ کہنا چھوڑ دینا

چاہیئے کہ وہ گوشہ نشینی اختیار کر سکتی ہے۔ سیبورڈ نے تعجب سے سب کی باتیں سُنیں۔ آنڈی اپنی ضد پر اڑی رہی تھی اور اس کا دماغ بھی چوتھے آسمان پر تھا مگر اب وہ بوڑھی ہو گئی تھی۔ اس نے آج تک کسی مرد کو اپنی انگلی بھی چھونے نہیں دی تھی۔ حتیٰ کہ بے ریاست کے وکیل کو بھی ہاتھ نہ لگانے دیا تھا۔

سیبورڈ وہاں سے چل دی اور وہاں پہنچی جہاں آدمی صنوبر کے پیپے کے گرد جمع تھے جس کا رنگ سفید تھا اور جس پر سرخ دھاریاں پڑی ہوئی تھیں۔

وہ بولی "جیک تم اسے میرے گھر لے آؤ" وہ جو کچھ کہہ رہی تھی اس کا پوری طرح مطلب سمجھ رہی تھی "اگر وہ چاہے گا تو میں اس کے سنگ بیاہ بھی کر لوں گی"

یہ کہہ کر وہ سیدھی آگے بڑھ گئی اور سامنے کا دروازہ بند کر لیا۔ جب راستے میں جاتے ہوئے مسز کووین ہووِن اس سے ملی تو سیبورڈ بڑی سنجیدہ دکھائی پڑ رہی تھی اور جینی کے چہرے پر ایک انجان قسم کا تاثر تھا۔

سیبورڈ نے بڑی متانت سے کہا "تم ڈری تو نہیں ہو جینی!

میں اس بات سے قطعاً خوف زدہ یا پریشان نہیں ہوں۔ میں نے اس کے لئے کافی عرصے سے فیصلہ کر رکھا تھا۔"

جینی دھیمی آواز میں بولی "میری تو صرف یہ دعا ہے کہ تم اگلا پورا چاند نہ دیکھ سکو۔"

سیورڈ نے اپنا منہ اس طرف کو کر لیا جس طرف زرد چاند رکابی کی طرح جنگل کے اس پار اُبھر رہا تھا۔ چاند پورا اور گول تھا۔ لیکن وہ اس بات کو دل میں نہیں رکھے گی وہ پورٹیس وہیلر کو پسند کر چکی ہے اور آزادی کے ساتھ اس کی بیوی بن جائے گی۔ کیونکہ کسی ایسے آدمی کو جو اتنا پڑھا لکھا ہو اپنے آپ کو یوں جھاڑیوں میں دفن نہیں کر دینا چاہیے۔

جیک نے ضرور پادری جیو سے بات کی ہوگی جبھی تو اسکوائر عین وقت پر آیا ہے حالانکہ دنیا جانتی ہے کہ وہ آفت کی کبھی پرواہ نہیں کرتا۔

اس نے سیورڈ سے پوچھا "سیُرڈ کیا تم اس کے ساتھ رہنا چاہتی ہو، واقعیٔ!"

سیورڈ نے اپنے تئیں کہا، وہ بھی کتنی گناہ گار اور ناقص العقل ہے لیکن وہ اس کے ساتھ زندگی گزارے گی۔

اور جب اس نے دولہا کو دیکھا جسے جیک اور اس کے یار دوست پکڑے لا رہے تھے تو اس نے سوچا کہ اس نے صحیح قدم اُٹھایا ہے اسے اس خیال سے وحشت ہونے لگی کہ اس نے اس سے پہلے کیوں نہ یہ کام کیا۔

جس طرح کوئی لمبے بالوں والا ریچھ کھڑا ہوتا ہے۔ اس وقت بالکل اسی طرح وہ بھی کھڑا تھا جیک ٹینچ نے اس سے جو کچھ کہا تھا وہ ساری باتیں اس کے ذہن میں تھیں۔ اس کی کشادہ پیشانی صاف دکھائی دے رہی تھی اور ایک طرف سے بہت ہی نازک تھی۔ لیکن اس کی آنکھیں اس کی گنجان ڈاڑھی میں سے اب بھی چمک رہی تھیں۔

لوگوں نے اسے پکڑ کر آتش دان کے پاس اس جگہ کھڑا کیا جہاں کہ دولہا کو کھڑا ہونا چاہئے تھا۔ پادری جیو نے اِدھر اُدھر تیز نگاہوں سے دیکھا اور پھر اپنے چہرے کو اس طرح کر لیا کہ آگ کی روشنی اس پر پوری طرح پڑ رہی تھی۔ آتش دان کی آگ ہی بتی کا کام دے رہی تھی کیونکہ بسورڈ کے ہاں شمع کوئی نہ تھی۔

پورٹیئس وہاں کھڑا ہو گیا۔ اس نے دلہن کی طرف کوئی

توجہ نہیں دی۔

سیورڈ جہاں کھڑی تھی وہ وہاں سے شادی کا اجتماع نہ دیکھ سکی کیونکہ وہ اس کے بالکل پیچھے تھا۔ لیکن وہ یہ محسوس کر رہی تھی کہ بہت سے لوگ اس بات کے منتظر ہیں اور اس کے لئے بے چین ہیں کہ نکاح کب پڑھایا جاتا ہے۔ نکاح کے وقت وہ عہد کرے گا یا ڈھورڈنگر کی طرح عین وقت پر انکار کر کے اسے شرمندہ کرے گا؟

اس نے اپنے تئیں کہا، اچھا، اس کا فیصلہ بھی جلد ہی ہو جائے گا۔ وہ جلد ہی سب کچھ اپنے کانوں سے سن لے گی۔ کیونکہ جہاں نکاح پڑھا جائے گا وہ جگہ اس کے قریب ہی تھی

پادری جیو نے پڑھنا شروع کیا۔

"یورٹیئس وہیلر کیا تم اس عورت سیورڈ لوکیٹ کو اپنی ازروئے قانون شادی شدہ بیوی کی حیثیت سے اپنی زوجیت میں لیتے ہو؟"

یہ کہہ کر اس نے کلیساؤں کے مناظر پر نظر ڈالی جو اس کتاب میں تھے۔ جسے وہ اپنے ہاتھ میں تھامے ہوئے تھے لحظے بھر توقف کرنے کے بعد وہ بولا "اس کا جواب ہے،

"میں اس کو اپنی زوجیت میں قبول کرتا ہوں۔ خدا میری مدد کرے"
آپ یہ کہہ سکتے ہیں اسکوائر نے اس سے پہلے بھی یہ باتیں کہی ہوں گی۔ اس نے یہ الفاظ اپنی زبان سے ادا کرنے سے پہلے اپنا گلا صاف کیا اور پھر کھل کھلا کر ہنس پڑا اور اس میں دلہن کی طرف سے بھی چند باتوں کا اضافہ کر دیا۔ وہ جہاں بھی اٹکتا یا کوئی غلطی کرتا پورٹیئس وہیلر اپنا سر ہلاتا گویا بے ریاست کے وکیل کے ذہن میں کوئی بات آگئی ہے اور اسے معلوم ہو گیا کہ وہ غلطی کر رہا ہے اس کے بعد اس نے بڑے غور سے ساری باتیں سنیں اور جب پادری اپنی جگہ پر بیٹھا تو پورٹیئس کی بھاری مگر دلنشیں آواز فضا میں گونجی، ایسا معلوم ہوا گویا ایک وکیل بار میں تقریر کر رہا ہو۔

جب اس نے اپنی زبان سے یہ الفاظ ادا کئے تو سارے مجمع پر موت جیسی خاموشی چھا گئی اور ان کے تنفس کی آواز بھی صاف سنائی دینے لگی۔ وہ بولا۔

"میں، پورٹیئس وہیلر جو اس علاقہ کا ایک شہری ہوں، مس سیورڈ لوکیٹ کو قانونی طور پر شادی شدہ بیوی کی حیثیت سے اپنی زوجیت میں لینے کا اعلان کرتا ہوں۔ میں اقرار صالح

کرتا ہوں کہ اس کی حفاظت کروں گا اور اس کو آرام پہنچاؤں گا اور مطمئن رکھوں گا، اس کی رہنمائی کروں گا اور اسے ہدایت دوں گا اس کے ساتھ زن وشو کی زندگی بسر کروں گا، اور اس کے ساتھ اس وقت تک حالت عقد میں رہوں گا جب تک کہ ہم زندہ ہیں۔ اور موت ہمیں ایک دوسرے سے جدا نہیں کر دیتی۔ خدا مجھے اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا کرے اور میری مدد کرے"۔

پادری نے جو کچھ کہا تھا پورٹیس نے اس کے تمام الفاظ کو اپنے ذہن میں محفوظ کر لیا تھا اور جب اقرار صالح کے لئے منہ کھولا تو اپنی طرف سے بھی ان میں اضافہ کر دیا۔ تمام لوگ چپ چاپ اس کی باتیں سنتے رہے۔ وہ اس وقت تک گم سم بیٹھے رہے جب تک کہ اس نے اپنی بات ختم نہ کر لی۔

سیورڈ اس کی تقریر کرنے کی صلاحیت سے آگاہ تھی۔ یوم آزادی کے موقعہ پر اس نے جو تقریر کی تھی وہ سیورڈ کے ذہن میں تھی۔ کتنی اچھی تقریر کی تھی! اب جو اس کی باتیں سنیں تو اس کے رگ و پے میں ایک ایسے احساس کی لہر دوڑ گئی جو اس کے لئے بالکل انوکھا تھا۔ اسے معلوم نہ تھا کہ اس سے پہلے بھی اس نے کبھی ایسا محسوس کیا تھا۔ ایسا معلوم ہوا جیسے

وہ درختوں سے بہت اونچے کھڑی ہے جہاں سے وہ پنیوں کے ایک وسیع سمندر کو دیکھ سکتی ہے۔ اس نے سنا، پادری اس سے دریافت کر رہا ہے کہ وہ پورٹیئس کی وفادار رہے گی، اس کی خدمت کرے گی اس کا کہنا مانے گی، اسے آرام پہنچائے گی، ہاری بیماری میں اس کی مدد کرے گی، مصیبت میں اس کا ساتھ دے گی اور اس وقت تک اس کے ساتھ زندگی بسر کرے گی جب تک موت انہیں ایک دوسرے سے جدا نہ کر دے؟ اور دور دور گھر میں اس نے اپنی آواز سنی ـــــ اسے معلوم تھا کہ وہ کیا کہے گی ـــ خدا اس کی مدد کرے!

رات کا کھانا ابھی تیار ہی ہوا تھا کہ نوجوان عورتیں اور لڑکیاں اس کے پاس آئیں اور اس کے کان میں کھسر پھسر کرنے لگیں۔ لمحے بھر بعد وہ اسے گھسیٹ کر اٹاری پر لے گئیں۔ ہر ایک نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا، ہنسی مذاق ہوا اور فقرے کہے گئے۔

عورتوں نے سیورڈ کا سونے کا گون کھینچ لیا اور اسے ایشا وائٹ اور سولی کے پرانے بچھونے پر دھکیل دیا جس پر سیورڈ

نے دودھ جیسے ہوئے صاف شفاف کمبل ڈال رکھے تھے۔
جب وہ سب کی سب نیچے آئیں تو اٹاری کے سوراخ میں سے گرم گرم ہوا اب بھی آرہی تھی۔۔۔ یہ بڑی ہی پُر امن جگہ تھی۔ کیونکہ نیچے گھر میں تو برانیوں کی آپس میں خوش گپیوں سے کافی شور وغوغا ہو رہا تھا۔
کچھ دیر بعد بعض لوگوں نے پورٹیئس کو زینے کی طرف گھسیٹنا شروع کر دیا تاکہ وہ دلہن کے پاس چلا جائے۔ ہر شخص نے اس کے لئے نیک تمناؤں کا اظہار کیا۔
زینے کے جوڑ چرمرانے لگے۔ اب پورٹیئس اٹاری پر کھڑا تھا اور ڈاڑھی اور مونچھوں کے جھنڈ میں سے اس کی بھوری سبز آنکھیں چمک رہی ہیں۔ وہ سیورڈ کے حسین چہرے کو تک رہی تھیں۔
یہاں تک تو وہ بڑی آسانی سے آگیا تھا۔ اس سے آگے اسے اب کوئی شخص کھینچ کر نہیں لے جا سکتا تھا۔ ابھی ابھی وہ یہاں تھا لحظے بھر ہی میں وہ غائب ہو گیا۔ اسے ان عورتوں اور بچّوں کی باتیں کرنے کی آوازیں صاف سنائی دے رہی تھیں جو اٹاری کے نیچے تھے۔ جیک ٹینچ ایک سپاہی

سیورڈ نے تیزی سے کہا ، " تمہیں اسے کوسنے یا گالیاں دینے کی ضرورت نہیں ۔ اس نے تم سے کچھ کہا ہے؟"

سیورڈ کی خاطر دوسرے لوگوں نے جیک کی طرف اس طرح دیکھا گویا ان سب کو جیک ٹینچ کی یہ بات ناگوار گزری ہے ۔

مسز مک فال نے شفقت آمیز لہجے میں کہا " سائرڈ ، برا مت ماننا ۔ ایک دفعہ میں نے یہ نظم سنی تھی ۔

کوئی ہنس اتنا بھورا نہیں ہوتا اور نہ ہی کوئی اتنا سست ہوتا ہے ۔

بالآخر دلہن کو اپنے دولہا کے لئے ایک ہنس مل ہی جاتا ہے"۔

جینی کچھ اداس سی ہوگئی وائٹ کو اپنے گھر کو دیکھ کر شرم سی محسوس ہونے لگی جس کا نصف حصہ ابھی تک تشنۂ تکمیل، تھا ۔ لیکن سیورڈ ہنس دی اور بولی کہ بیاہ کے کھانے کی طرح بھی کوئی چیز خراب نہ ہوگی ۔

جب مہمانوں کی آخری جماعت بھی روانہ ہوئی تو سیورڈ دروازے پر کھڑی ہوئی لوگوں کو پگڈنڈی پر جاتا دیکھ رہی تھی پھر اس نے آہستہ سے لکڑی کے کواڑ بند کر لئے ۔ دونوں صاف کمبلوں کو اس نے بیاہ کے بچھونے پر سے ہٹا دیا اور

انہیں اس جگہ بچھا دیا جہاں وہ ہر روز سویا کرتی تھی۔ سب کام کرنے کے بعد اس نے ہرن کے بھُنے ہوئے گوشت کا ایک چیدہ پارچہ نکالا جو اس نے اپنے شوہر کے لئے بچا لیا تھا تاکہ جب وہ گھر آئے تو اس کو کھا کر آرام کی نیند سو سکے۔ پھر وہ چارپائی پر بیٹھ گئی۔

جب اس نے ان کے آنے کی آواز سنی تو اس وقت چاند تاریک جنگل میں کسی جگہ کھویا ہوا تھا جب وہ دروازے پر پہنچی تو اس نے دیکھا کہ پورٹیکس ان کے درمیان لنگڑا کر چل رہا تھا۔ اس کی بھوری سبز آنکھیں اس کے ڈاڑھی والے چہرہ پر چمک رہی تھیں۔ اس کے چہرہ اور ہاتھ کانٹوں سے زخمی ہو رہے تھے۔ اور قمیض تار تار ہو رہی تھی وہ اس بُری طرح سے پھٹی ہوئی تھی کہ کوئی سگھڑ عورت بھی مشکل ہی سے اس کی مرمت کر سکتی تھی۔

جیک نے اسے گھر میں لا کر ٹیک دیا۔

سیورڈ اس پر چیخ کر پڑی، "اسے اکیلا چھوڑ دو۔ تمہیں دکھائی نہیں دیتا، آج رات تم نے اسے ادھ موا کر ڈالا ہے۔"

جیک نے حیرت سے اس کی طرف اور پھر اپنے ساتھیوں کی طرف دیکھا، جیسے وہ کہہ رہا ہو "ہم نے تمہارے ساتھ جو کچھ برتاؤ کیا ہے، کیا یہی اس کا صلہ ہے؟"

بلی ہاربی سن بولا "سیورڈ، اسے باندھ کر رکھو۔ تمہاری آنکھ بچتے ہی یہ ایسا غائب ہو گا جیسے گدھے کے سر سے سینگ"

سیورڈ نے کہا "تب تو یہ اسی وقت جا سکتا ہے، میں اسے پکڑ تھوڑے ہی رہی ہوں۔"

یہ کہہ کر وہ دروازے میں کھڑی ہو گئی اور کواڑوں کو پوری طرح کھول دیا اس کی ٹانگیں اور پاؤں ننگے تھے اور وہ اسی حالت میں کھڑی ہوئی تھی —— ایک ایسی عورت جو کسی پر بوجھ نہیں تھی۔ نہ وہ کسی سے کسی چیز کی امید رکھتی تھی۔

جب جیک اور اس کے ساتھی چلے گئے تو اس نے کواڑ بھیڑ دئے۔ مگر کنڈی نہیں لگائی۔

سیورڈ نے اس کے لکڑی کے پیالے میں چائے انڈیلتے ہوئے کہا، "پورٹیئس! اگر بھوک لگی ہو تو اسٹول پر بیٹھ جاؤ۔"

اس نے پورٹیئس کو جی بھر کے کھانے دیا اور خود اٹھ

کر خمیر اُٹھانے کے لئے آٹا گوندھنے چلی گئی تا کہ صبح تڑکے ہی خمیر تیار ہو جائے۔ جب وہ کھا چکا تو اس بات کا انتظار کرنے لگا کہ سیورڈ اس کے پاس آئے اور آکر اسے منائے۔ مگر جب اسے اپنے کام میں مصروف دیکھا تو اپنی گھنی ابروؤں میں سے اسے تیز نظروں سے گھورنے لگا اور جب سیورڈ نے اس پر کوئی توجہ نہ دی تو تاپنے کے لئے آتش دان کے پاس اُٹھ کر چلا گیا۔

اس کے دانت بج رہے تھے۔ سیورڈ کام چھوڑ کر اُٹھی اور اس کھونٹی تک گئی جہاں اس کے باپ کا پرانا سوتی شکاری کُرتا لٹک رہا تھا۔ جب سے وہ سولی کی تلاش میں گھر سے گیا ہے پھر کبھی نہیں آیا، تب سے یہ کُرتا اسی طرح ٹنگا ہوا تھا۔

"جب تک تمہاری قمیص سوکھے اتنے تم اسے پہن لو" اس نے پورٹیئس سے کہا۔

اس نے گوندھا ہوا آٹا خمیر اُٹھانے کے لئے آنچ کے پاس رکھ دیا۔ پورٹیئس کی پیوند لگی قمیص اور چرمی پاجامہ ایک اسٹول پر پڑا ہوا تھا اور اس نے ان کی جگہ درکھ کا شکاری کُرتا پہن رکھا تھا جو اس کے گھٹنوں کو چھو رہا تھا۔

سیورڈ نے اس کے گھٹنوں اور پنڈلیوں پر ایک تیز سی نگاہ ڈالی اور پھر اس سے بولی "تم نے ان کپڑوں کو کب دھویا تھا؟" اور قبل اس کے کہ وہ کوئی جواب دیتا، اس نے کہا "ریاست بے میں تم نے یہی سیکھا تھا؟"

اس نے ناند میں ڈال کر اس کے کپڑے دھوئے۔ پھر آہستہ سے بولی "سونے سے پہلے اس گندگی کو تو صاف کر لیا ہوتا"

پورٹیئس نے اپنی گھنیری ڈاڑھی میں سے اسے خشمگیں نگاہوں سے دیکھا۔ مگر وہ اپنے کام میں برابر مصروف رہی۔

اب اس نے کپڑے دھو لئے تھے اور اپنا اگلا حصہ سکھاتے کے لئے آتش دان کے سامنے کھڑی تھی۔ جب وہ خشک ہو گئی تو اس نے اپنا سوتے کا گون کھونٹی پر سے اتارا اور دروازے کی طرف گئی۔

"پورٹیئس!" وہ بولی "میں تم سے ایک بات کہنا چاہتی ہوں تمہیں میرے پاس سے بھاگ کر جانے کی ضرورت نہیں۔ تم جب جانا چاہو مجھ سے کہہ دو، میں تمہارے کپڑے درست کر دوں گی پھٹے ہوں گے تو انہیں سی دوں گی اور تمہارا ناشتہ دان تازے پکے ہوئے گوشت سے اتنا بھر دوں گی کہ تم سفر میں خوب سیر

ہو کر کہا سکو۔"

سیورڈ یہ کہہ کر دروازے باہر نکل گئی۔ جب وہ واپس اندر آئی تو اس نے دیکھا کہ پورٹیئس نے ورتھ کا لمبا شکاری کرتا پھر اتار دیا ہے اور اس نے جو بستر لگایا تھا وہ اس پر بچھے ہوئے کمبلوں کے درمیان دبکا پڑا ہے۔

وہ آتش دان میں لکڑیاں جمانے لگی تا کہ رات بھر آگ روشن رہے۔ مگر اس کے ذہن میں کوئی اور چیز تھی۔ وہ کچھ سوچ رہی تھی۔

پورٹیئس نے بچھونے پر قبضہ جما کر سیورڈ کے لئے اس کے سوا اور کوئی راستہ نہ چھوڑا تھا کہ وہ اس جگہ پیال بھرا ہوا گدا بچھا کر لیٹ رہے جہاں کبھی اس کا اور جینی کا بچھونا ہوا کرتا تھا۔ پورٹیئس اس سے دور بھاگا تھا اس لئے اب وہ ایک قدم بھی اس کی جانب نہیں بڑھائے گی۔ جب وہ اس سے دامن بچانا چاہتا ہے تو پھر وہ اس کے پیچھے کیوں بھاگے؟

لمحے بھر بعد سیورڈ نے دیکھا کہ پورٹیئس اوپر والے کمبل کو اٹھائے ہوئے ہے تا کہ وہ بچھونے میں اس کے پاس آ جائے۔ پورٹیئس کی آنکھوں میں چمک تھی اور وہ اس طرح

خاموش نگاہوں سے اس کی طرف دیکھ رہا تھا ۔ جیسے ایک خاتون کی طرف دیکھا جاتا ہے ۔ اس نے سنا تھا کہ بعض دفعہ طبقہ امراء کے شریف مرد کس طرح انتہائی مروت سے پیش آتے ہیں ۔ اسی طرح جیسے اس وقت پورٹیئس پیش آ رہا ہے یا جیسے وہ اپنی عورت کی مدد کرتے ہیں کیونکہ وہ بھی ایک نوجوان اور بے آسرا سی تھی ۔

" سیورڈ " اس نے ریاست میساچوسٹس کی گہری اور دلنشیں آواز میں اسے پکار کر کہا ——— " ہمیں بیاہ کی خوشیوں میں رکاوٹیں پیدا نہیں ہونے دینی چاہئیں "

تاریک علاقہ

سیورڈ نے اپنے تئیں کہا، آگے چل کر جو کچھ ہوگا، اسی پر سوچ بچار کرنا عورت کا کام نہیں ہے، نہ ہی وہ عورت کے کرنے کا کام ہے پھر بھی وہ اسے کر سکتی ہے، نہیں، چٹیل زمین میں کھدائی کرنا کوئی آسان کام نہیں ہے۔ عورت کے ہاتھ میں کلہاڑی درختوں کی جڑوں کے مقابلے میں ایک معمولی ہتھیار ہے جو بدھیا بیل کی طرح موٹی اور خود کی طرح سخت ہوتی ہیں۔ بھلا معمولی کلہاڑی اس کا کیا مقابلہ کر سکتی ہے! لیکن اگر اسے موقعہ دیا جائے تو وہ گاجر مولی کی طرح انہیں کاٹ کر رکھ دیگی۔

دوپہر بعد جب پورٹیئس اپنے گھر گیا تو سیورڈ اپنی دونوں کلہاڑیاں لے کر کووین ہووین کے ہاں چلی گئی۔ جہاں اس نے ان پر دھار لگوائی۔

جب وہ گھر واپس لوٹی تو پورٹیئس ابھی واپس نہ آیا تھا۔

کچھ دیر بعد وہ بھی آگیا۔ اس کے ساتھ ایک بڑا اور مضبوط صندوق تھا جس میں اس کی کتابیں اور کچھ دوسرا سامان تھا۔ آتے ہی اس کی نگاہیں ان دو کلہاڑیوں پر پڑی جو اس تنے سخت روپے کی طرح چمک رہی تھیں جو سیبورڈ کے ہاتھ میں تھے۔ پورٹیئس نے تجسّس آمیز نگاہوں سے اس کی طرف دیکھا۔

وہ کیسے کہے کہ اس نے کیا سوچ رکھا ہے! اسے اپنے دل کی یہ بات زبان پر لانے کی ہمت نہ پڑی کہ وہ خود رو درختوں کو جڑ سے اکھاڑ پھینکنا چاہتی ہے جو گھر کے آس پاس سر اٹھائے کھڑے تھے۔ بیج درختوں سے گر کر اپنی بساط کے مطابق زمین کے سینے کو چیر کر ابھر آتے اور اپنی قسم کے مطابق پھل لاتے ہیں۔ وہ ان گنت خود رو درختوں کی طرف دیکھ بھی نہ سکتی تھی جو اب پھیل کر اس کی دہلیز تک آگئے تھے۔ اسے یاد نہ تھا کہ کبھی اس جگہ دھوپ میں سن اگا تھا، مکئی کے پودوں پر بھٹّے لگے تھے اور آلو پیدا ہوئے تھے۔

نہیں، سیبورڈ کچھ نہیں کہے گی، وہ پورٹیئس کو کچھ نہیں بتلائے گی۔ کیونکہ اگر وہ اسے پسند نہ کرے گا تو وہ اس کام میں اس کی کوئی مدد بھی نہیں کرے گا۔ دوسرے دن تڑکے

ہی اس نے ایک کلہاڑی سنبھالی اور گھر سے نکل گئی - کچھ دیر بعد جب پورٹیئس نے کلہاڑی چلنے کی آواز سنی تو سیبورڈ نے دیکھا کہ وہ بھی دوسری کلہاڑی اٹھائے اس کی طرف آرہا ہے -

اوہ! وہ نہیں چاہتی کہ وہ بھی کلہاڑی چلائے کیونکہ اس کی جلد گلہری کی کھال کی طرح ملائم ہے - اس کی ہتھیلی پر چھالے پڑ گئے - اور اس وکیل کی صاف و شفاف پیشانی پر ایسی شکنیں پڑ گئیں جیسے یہ کام اس کے لئے انتہائی سخت مقدمہ ہے، اتنا سخت کہ اس سے پہلے اسے کوئی مقدمہ اتنا سخت نہیں ملا تھا - اسے یاد تھا کہ پورٹیئس کی طرح ریاست میسا چوسٹس کے کسی جوان کے الجھے ہوئے اور چھوٹے چہرے پر گلاب کی گھنی جھاڑیوں کی طرح داڑھی ایسی تھی جو اس کی طرح خوبصورت لگتی ہو - اسے اپنے جلتے ہوئے ہاتھوں کو ذرا سہلانے کی مہلت مل جائے تو وہ پھر اپنے کام میں لگ جائے گا - بشرطیکہ وہ بھاگے نہیں -

جنگل کی تہ میں زمین کو صاف کرنے کے لئے انہیں کافی دقت کا سامنا کرنا پڑا اور بڑا وقت لگا - پورٹیئس اور وہ

اندھیرے میں کام بند کرتے اور کھانا کھانے اور بچھونے میں لیٹ کر تھکان اتارنے گھر جاتے جس سے ان دونوں کو بڑا آرام ملتا اور خوشی ہوتی۔ اور جب دوسرے دن صبح وہ اپنی کلہاڑیاں لے کر جنگل میں پہنچتے تو انہیں ایسا معلوم ہوتا جیسے وہ سارے بڑے بڑے درخت جو کل انہوں نے گرائے تھے پھر اُٹھ کر کھڑے ہو گئے ہیں اور انہیں اب دوبارہ کاٹ کر گرانا پڑے گا۔

کافی مدت تک وہ درخت کاٹ کاٹ کر گراتے رہے۔ مگر انہیں یہ پتہ نہیں چلا کہ وہ کچھ کر رہے ہیں تب ایک یوم السبت کو بعد دوپہر پورٹیئس اور وہ بار کی پہاڑی پر گئے اور ایک اونچی چٹان پر چڑھ کر نیچے نگاہ دوڑائی۔ بارہ یا چودہ گھروں کی یہ بستی لنکاسٹر شہر کی طرح دکھائی دے رہی تھی۔ اصطبل، لکڑی کی ٹالیں اور آؤٹ ہاؤس رہائشی گھروں کے علاوہ تھے۔

لیکن جس چیز کو دیکھ کر انہیں سب سے زیادہ خوشی ہوئی وہ ان کا اپنا گھر تھا جو شہتیریوں اور جھاڑیوں کے چھوٹے سے سمندر میں کشتی نوحؑ کی طرح نظر آ رہا تھا اور جس کے دودکش

میں سے نیلے رنگ کا دھواں نکل رہا تھا اور اس کی چھت پر دھوپ ایسے لگ رہی تھی جیسے چاندی کی چادر پھیلی ہو۔

سیبورڈ نے پورٹیئس سے پوچھا "کیوں پورٹیئس! اردگرد کے درخت اور جھاڑیاں صاف ہو جانے سے گھر الگ تھلگ صاف دکھائی نہیں دے رہا؟"

پورٹیئس نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

سیبورڈ دھیرے سے بولی۔

"تم نہیں بتا سکتے کہ اس سے پہلے بھی یہاں ایسے گھر تھے اور اتنے لوگ کبھی اس جگہ ایک وقت میں آباد تھے۔"

جب جنگل کی تاریک سرزمین پر انسان کی کاشت کی ہوئی پہلی فصل نمودار ہوئی تو یہ کوئی معمولی دن نہ تھا۔ ان کے لئے یہ دن بلاشبہ ایک غیر معمولی اور یادگار دن تھا۔ ہوا ساکن تھی، بادل کے ٹکڑے آسمان پر ٹھیرے ہوئے تھے جیسے موسم گرما میں ہوا بند ہونے کے باعث ٹھیرے رہتے ہیں۔ آسمان کھلے میدان میں سے صاف وشفاف دکھائی دے رہا تھا۔ جنگلوں میں ادھر اُدھر آنے جانے کے لئے راستے بن چکے تھے۔ سیبورڈ کو معلوم تھا کہ ہوا اب بھی سرد تھی

اور موسم دھندلا تھا۔ لیکن کھلی ہوئی جگہ میں جنگل کے چاروں اطراف گرمی کا سا موسم تھا جیسا کہ تالاب کے کناروں پر ہوتا ہے۔ اس کھلی فضا میں مکئی کے پودوں کی ہری ہری کونپلیں پھوٹ رہی تھیں۔ جو اس کالی مٹی کے سینے کو چیر کر اُبھرے تھے۔

سیورڈ اور پورٹیئس کو معلوم تھا کہ مکئی کے پودوں کو گزند پہنچائے بغیر ان پودوں اور گھاس وغیرہ کو کس طرح صاف کرنا چاہیئے جو ان کے کھیت میں اُگ آئے تھے فصل کی نرائی کرنے ابھی وہ گھر سے نکلے بھی نہ تھے کہ جیک ٹینچ جنگل میں سے ان کی طرف آتا دکھائی دیا۔ اس نے اپنی ٹوپی میں سے ایک کاغذ نکالا اور کہا کہ بک بین ٹل یہ کاغذ اس کے لئے چھوڑ گیا تھا۔ پورٹیئس نے یہ کاغذ اس کے ہاتھ سے لے کر پڑھا۔ اس میں لکھا تھا کہ جیک ٹینچ نے گزشتہ ماہ مخاصمت کی بنا پر جان بوجھ کر بک بین ٹل کے سور کو مار ڈالا اور اس کی کھال اتار لی۔ اور اب اسے ہفتے کی شام کو پادری جیو کے روبرو اس کی جواب دہی کرنا ہے۔

ظاہر ہے کہ جب یہ صورت حال تھی تو جیک کا مزاج اچھا

نہیں تھا۔ لیکن سیورڈ نے اس سے پہلے جیک کو اتنا سنجیدہ اور متین نہیں دیکھا تھا۔ وہ ایک قانونی مقدمے میں ماخوذ تھا اور اسے حلف اٹھا کر ان تمام لوگوں کو جو اس مقدمہ کی روئداد سننے کے لئے جمع ہوں گے یہ بتانا ہوگا کہ اس نے سور کیسے اور کیوں چرایا؟

وہ بولا "مَیں چاہتا ہوں کہ اس مقدمے میں پورٹیئس تم میری وکالت کرو۔"

پورٹیئس سیدھا تنا کھڑا ہوا تھا۔ وہ چرمی پتلون پہنے ہوئے تھا اور بے ریاست کے اس وکیل کی طرح جیک ٹینچ سے باتیں کر رہا تھا جو بھورے رنگ کا مخملی لباس پہنے ہوتے ہیں۔

پورٹیئس نے قدرے توقف کے بعد کہا "آؤ گھر چل کر اس مسئلہ پر پوری طرح بات چیت کریں۔"

جب وہ گھر میں چلے گئے تو سیورڈ خود اپنے کام میں لگ گئی۔ وہ سبک دستی سے ترائی کر کے گھاس پھونس الگ کر رہی تھی —— بیچاری عورت! صرف ایک کپڑا اس کے جسم پر تھا اور پیروں سے ننگی تھی۔ اس کا چہرہ زمین کی طرف جھکا ہوا

تھا جو رات کی شبنم سے نم آلود تھا جس پر اس کے ننگے پیروں کو ٹھنڈ لگ رہی تھی ــــ یہ دنیا اس جنگل کی دنیا سے قطعاً مختلف تھی جس میں اس نے آنکھ کھولی تھی، ہوش سنبھالا تھا اور جس سے وہ پوری طرح مانوس تھی۔ اس دنیا کے لوگوں کو اناج اور گوشت کے لئے جنگلوں میں مارے مارے پھرنے کی ضرورت نہیں تھی۔ اب وہ فصلیں پیدا کر رہے تھے اور کھانے کے لئے جانور بھی ان کے پاس تھے۔ اگر پورٹیئس اور سیبورڈ کو موقعہ ملا تو وہ دودھ کھالوں اور لذیذ گوشت کے لئے جانور بھی پال لینگے۔

سیبورڈ کو معلوم ہوا کہ وہ اپنی بے سری آواز میں آہستہ آہستہ گا رہی تھی جیسے شادی شدہ عورتیں اس وقت گاتی ہیں جب کہ انہیں چین نصیب ہوتا ہے۔

کل ہی اس نے ڈوگ بیری کے پھولوں پر ایک سنہری مکھی کو بیٹھے دیکھا تھا۔ پورٹیئس نے کہا کہ یہ اچھے دنوں کا نشان ہے۔ شہد کی مکھی جہاں جاتی ہے سفید فام آدمی کے کھیت اور باغ بھی اس کے قریب ہوتے ہیں۔

سیبورڈ نے سوچا، برے دن تو گزر گئے ہیں۔ اب اچھے دن آجائیں گے۔ اب وہ اپنی ننھی سولی کی صورت کبھی نہیں

دیکھ سکیں گے کیونکہ اگر وہ مری نہیں ہے تو پھر وہ اس وسیع و عریض شمال مغربی علاقے کے کسی سرخ ہندی کے پاس ہو گی۔ لیکن اب وہ خود امید سے ہے۔ اگر اس کے لڑکی ہوئی تو وہ اس کا نام سولی ہی رکھیں گے۔ موت اور پیدائش، نرائی اور فصل کی کٹائی، بارش اور خشک سالی، سردی اور گرمی ان میں سے ہر ایک کا دوسرے کے ساتھ چولی دامن کا ساتھ ہے۔ زندگی ایسی ہی ہے، اسی طرح گزرتی ہے +

ختم شد